کتاب اور نیز ہر قسم کی کتابیں کے۔ آر۔ مہرا برادرز مس وچھو والی لاہور سے طلب کرو۔

جادوگر

دنیا کے سب سے بڑے جادو بیان ناول نویس رینالڈس کے ناول نیکرومینسر کا اردو ترجمہ ہے۔ یہ ناول پڑھکر انسان کے دل میں سنسنی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ایک دفعہ تو گنہگار سے گنہگار آدمی بھی اپنے دل میں عہد کر لیتا ہے کہ میں گناہوں سے بچنے کی کوشش کرونگا۔ دعوے سے کہا جا سکتا ہے کہ اردو زبان میں ایسا ناول آج تک شائع نہیں ہوا۔



مؤلفہ

وزیر اللہ حافظ آبادی

ایم حسن مالک کارخانہ جڑی بوٹی پنجاب لاہور

نے

سنہ ۱۹۱۰ء میں

بمبئی پریس لاہور باہتمام تاراچند منیجر کے چھپی

عجائب کتب

بیکری و کنفکشنری ۔ اس کتاب میں جملہ اقسام کی ڈبل روٹیاں اور عمدہ بسکٹ اور انگریزی ہر قسم کی مٹھائیاں وغیرہ وغیرہ بنانے کا بیان اور تمام عمدہ ترکیبیں درج ہیں۔ قیمت مجلد دو روپیہ۔ (عـ۲ر)

رنگریز ۔ اس میں انگریزی اور دیسی طریق سے سوت۔ کپاس۔ روئی۔ اون۔ سرتیہ۔ ریشم۔ سن۔ وغیرہ ہر قسم کے کچے اور پکے رنگ رنگنا۔ درج ہیں۔ قیمت صرف بارہ آنہ۔ (۱۲ر)

رہبر زندگانی ۔ اسمیں شوہر اور زوجہ کے باہمی برتاؤ اور حقوق بیان کئے گئے ہیں دھرم شاستر کی کتاب ہے۔ قیمت مجلد (۴ر)

گربھادان ودھی ۔ اس میں لڑکا لڑکی پیدا ہونے کی تدبیر۔ امتحان حمل۔ حفاظت حمل۔ وقت تولید سے دو برس تک بچے کی پرورش وغیرہ درج ہیں۔ قیمت بحروف انگریزی اور بحروف گورمکھی (۲ر)

رسالہ سل دق ۔ دونوں موذی امراض سے بچنے کے لئے یونانی۔ ڈاکٹری اور ویدک ہومیوپیتھک بالحرکت پانچ طریق سے معالجہ کیا گیا ہے۔ قیمت مجلد چار آنہ۔ (۴ر)

فن گھڑی سازی ۔ اس میں گھڑی سازی کے تمام حالات معہ تشریح اور معہ تصاویر اوزاروں وغیرہ معہ کیفیت پرزوں کے درج ہے۔ قیمت صرف بارہ آنہ۔ (۱۲ر)

آئینہ امراض ۔ المشہور کرشن درپن ایک ایسی کتاب ہے۔ جس میں اربعہ عناصر لیکر انسان کے تمام جسم کی تشریح یعنی مرض کا حال۔ مثلاً یہ مرض کیونکر ہوا۔ اور کس سے اسکا دفیہ ہوگا۔ درج ہے۔ یہ کتاب ہر آدمی کو اپنے پاس رکھنی لازم ہے۔ قیمت صرف چھ آنہ۔ (۶ر)

بیماری کے خیالی اسباب ۔ جس بیماری پیدا ہونے کے سبب اور ان کی تشریح وغیرہ نہایت عمدگی سے درج کی گئی ہے یہ کتاب عام پبلک اور حکیموں کے لئے مفید ہے۔ اور قابل دید ہے۔ قیمت صرف بارہ آنہ۔ (۱۲ر)

دیباچہ

رینالڈس کی مقبول عالم تصانیف میں اب صرف دو چار کتابیں ایسی رہ گئی ہیں جن کا ترجمہ ابھی تک اردو زبان میں نہیں چھپا۔ اور خاص ایسے ناول Necromancer کا ترجمہ بھی اس قبل لکھنؤ اور لاہور میں چھپ چکا ہے مگر رینالڈس کے ناولوں کے ترجمے اِس قدر طویل ہیں۔ اور اس لئے اُن کی قیمتیں اس قدر زیادہ ہیں۔ کہ ناولوں کے شوقین اُن کو خرید نہیں کر سکتے۔ اس تکلیف کو رفع کرنے کے لئے میں ٹیلر ویبر کا ترجمہ نہیں۔ بلکہ خلاصہ پبلک میں پیش کرتا ہوں۔ جو واقعات اور پلاٹ کے لحاظ سے اصلی ناول کا پورا آئینہ ہے۔ اور مجھے اُمید واثق ہے کہ ہر ایک صحیح المذاق شخص اس کے مطالعہ سے نہ صرف محظوظ ہوگا۔ بلکہ اِس ناول کے دلچسپ واقعات سے مفید نتائج اخذ کریگا۔

یہ کتاب ناول ایجنسی کی طرف سے شائع کیجاتی ہے جس کا ارادہ ہے کہ رینالڈس کے تمام ناول اُردو زبان میں شائع کر دیئے جائیں۔ اِس سلسلہ کا دوسرا نمبر جو عنقریب شائع ہوگا۔ اس سے بھی زیادہ دلچسپ ہوگا۔

دینا ناتھ حافظ آبادی

مالک ناول ایجنسی لاہور

پہلا باب

جادو کا قلعہ

ہماری کہانی سنہ ۱۵۰۱ء میں شروع ہوتی ہے۔ اور اس کا جائے وقوع انگلستان ہے۔

رات کا وقت ہے۔ مگر چاندنی کے چھٹکنے اور تاروں کی مدھم روشنی ہے۔ یہ رات ان خوشنما راتوں میں ایک کی طرح ہے۔ جو کبھی کبھی مارچ میں جبکہ موسم بہار کا آغاز ہوتا ہے۔ دیکھی جاتی ہیں۔ چاند کے چشمہ فیض سے نور کی ایک نہر نکل کر بلند پہاڑوں کی چوٹیوں اور قلعوں کے کنگروں۔ غریبوں کی جھونپڑیوں اور سطح زمین پر ایک سفید چادر کی شکل میں تبدیل ہو گئی ہے۔ خلق خدا اس وقت میٹھی نیند میں سو رہی ہے۔ سامنے ایک بلند عمارت کی کھڑکیوں میں چاند کی شفاف کرنیں جا رہی ہیں۔ جن سے اندر کا تمام نقشہ دکھائی دے رہا ہے اس کی دیواروں پر قدیم زمانہ کے رواج کے مطابق جنگ کے آلات لٹک رہے ہیں۔ کمرے کا فرش سفید اور سیاہ ہر دو قسم کے پتھروں سے مزین ہے۔ اور جو شے ہے۔ بڑی خوش اسلوبی سے رکھی گئی ہے مگر فرشی اور [illegible] کے غبار آلودہ ہونے اور آلات جنگ کے زنگ

خوردہ دکھائی دینے سے ہم فوراً سمجھ سکتے ہیں۔کہ گردش زمانہ نے یا تو اس قلعہ کے مالکوں کو حوالۂ موت کر دیا ہے۔یا وہ اسے چھوڑ کر کسی اور ملک میں جا بسے ہیں۔اِس وقت چار اطراف عالم میں خاموشی چھائی ہوئی ہے۔اور ویران قلعہ جنات کی بستی سے بھی زیادہ ڈراونا معلوم دیتا ہے۔

کیا وہ دو شخص اس وقت کمرے میں آرہے ہیں۔جنات کی نسل سے ہیں؟ نہیں۔دیکھنے میں ایک تو مرد اور دوسری عورت دکھائی دیتی ہے۔سبحان اللہ [illegible]

کا [illegible]

[illegible] چہرہ اس کے شباب کا مظہر ہے۔اُسے خوبصورتی کا شہزادہ بنا دیتا ہے۔واللہ اِس کی رفیقہ بھی حُسن میں اِس سے کم نہیں۔بلکہ اِس جنس میں اِس سے زیادہ ہی مالدار ہوگی۔جوان اگر جوانوں میں انتخاب ہے۔تو حسینہ حسینوں میں فرد ہے۔اُس کی خوبصورتی کی تعریف کرنا گویا یہ ظاہر کرنا ہے۔کہ ہم اِس کے عالم افروز حسن کو بیان سے واضح کر سکتے ہیں۔جو بالکل غیر ممکن امر ہے۔ہاں اِس کے منوّر چہرہ کی طرح اِس کا دل بھی پاک صاف ہے۔اس کے ہاتھ میں شادی کی انگوٹھی ظاہر کرتی ہے۔کہ وہ ابھی تک کنواری مریم کیطرح حسن و عشق کے فسانوں سے عملی طور پر ناواقف ہے۔

جوان:۔(بڑے مودبانہ لہجہ میں) میری پیاری۔کیا تمہیں یہاں سردی تو نہیں ہوتی؟

عورت:۔آپ چونکہ میرے ہمراہ ہیں۔اِس لئے اِس مکان کی شکل مجھے آپ کی گرمی محبت کیطرح بھلی لگتی ہے۔

یہ کہکر اس نے بڑے ناز سے اُس جوان کی طرف دیکھا۔جس سے ظاہر ہوتا تھا۔کہ وہ اپنا نقد دل اس کی نذر کر چکی ہوئی ہے۔

عاشق:۔میری پیاری کلارا۔تمہیں معلوم ہو کہ یہ مکان کسی زمانہ

یں میرے بزرگوں کا مسکن تھا۔ مگر خدا کی شان اب یہاں کا مدفن ہے۔ اس وقت اندھیرے میں میرے ساتھ یہاں آنے سے تم کہیں ڈر تو نہیں گئیں کہ ہم کہاں بھوتوں کے گھر میں آگئے ؟"

جب اس جوان نے یہ لفظ کہے۔ تو اس کا چہرہ جو بڑا دلکش تھا۔ آناً فاناً خوفناک بن گیا۔ اور اس کی آنکھوں سے اس طرح روشنی نکلنے لگی۔ گویا کہ بجلیاں گر رہی ہیں۔ کلارا نے اس تبدیلی کو دیکھ لیا۔ اور وہ غش کھا کر ضرور گر پڑتی۔ اگر اس کا عاشق اس کی کمر میں ہاتھ ڈالکر اُسے مضبوط نہ پکڑ لیتا۔

جوان نے (چھاتی سے لگاکر) پیاری سچ بتا۔ کہ اس اضطراب کی کیا وجہ ہوئی ؟"

کلارا۔ نہیں نہیں کچھ نہیں۔ یونہی کچھ سوچ رہی تھی "

جوان نے اس سادہ جواب سے خوش ہوکر اسے چھاتی سے لگا لیا۔ اور رخساروں اور پیشانی کے بوسے پے در پے لئے۔ پھر دونوں عاشق ومعشوق کسی اور معاملہ پر گفتگو کرنے لگے اور جوان نے آگے بڑھنے کیلئے اپنی رفیقہ کا ہاتھ پکڑ لیا۔

آگے ایک زینہ تھا۔ اس کے دونوں طرف سنگیں دو شبت بطور پہرہ دار کے کھڑے ہوئے تھے۔ زینہ کا تمام راستہ اور بالائی منزل تاریک تھی اس سے آگے دیوار پر چند تصویریں آویزاں تھیں۔ جب کلارا نے ان پر نگاہ ڈالی۔ تو وہ اپنی جگہ سے اٹھکر اس کی طرف آتی ہوئی دکھائی دیں۔

یہاں پہونچکر اس حسن کی دیوی کے دل میں خیال ہوا کہ شاید اس سے دغا نہ کی جائے۔ مگر جب اسے اپنے عاشق کی نورانی صورت خیال میں دکھائی دی تو اس کے شبہات کافور ہو گئے۔

غرضیکہ اس قسم کے مشکوک راستوں اور کمروں سے ہوتے ہوئے کلارا کا عاشق اسے ایک کمرے میں لے گیا۔ جسے اس نے اندر سے بند کر دیا۔ اس میں ایک کھڑکی کی راہ سے روشنی آتی تھی۔ روشنی کی کرنیں جب دیوار

پر پڑیں۔ تو کلارا نے یہ چار مربعے سرخ روشنی سے چمکتے ہوئے ملاحظہ کیے۔

۴	۳	۲	۱
ڈوڈو روز	آرلائن	مارگرٹ	بینکا

اب کلارا اپنے آپ کو اس کمرے میں ایک بند چڑیا کی طرح بے بس پاتی تھی۔ اس کا دل فرطِ خوف سے غیر معمولی تیزی کے ساتھ دھڑک رہا تھا۔ جوان نے جو اس کی بے چینی سے اچھی طرح واقف تھا۔ اُس کی طرف مخاطب ہو کر کہا "پیاری۔ میں جانتا ہوں۔ کہ تم اِن آتشی [illegible] کو دیکھ کر خوف زدہ ہو گئی ہو۔ مگر میں تمہیں یقین دلاتا ہوں۔ [illegible] میرے

[illegible]

ایسا یا اقبال ہے۔ کوئی [illegible]

کلارا: "اِس جواب سے میری پوری تشفی ہو گئی ہے اور میرے لیئے سخت ندامت کا مقام ہے۔ کہ میں نے شک کر کے آپ کے دل کو صدمہ پہونچایا"۔

یہ کہکر کلارا اپنے عاشق کے قدموں پر گر پڑی جس سے اِس جوان کے چہرہ پر فتحمندی کے آثار نمایاں ہوئے۔ اور اُس نے اُسے بڑی محبت سے کرسی پر بٹھا کر اس طرح کہنا شروع کیا "میری جان! آپ کے روح افزا کلام سے کس طرح ممکن ہے؟ کہ مجھے تکلیف پہنچے۔ بلکہ میں بجائے خود شرمندہ ہوں۔ کہ آپ کو اس وقت ایسے ویران مکان میں آنے کی تکلیف دی۔ مگر کیا کروں۔ مجبور ہوں۔ ہمارے خاندان کا یہی دستور چلا آیا ہے کہ مرد اپنی آیندہ بیوی کو اس کمرے میں لاتا ہے۔ اور وہ دونوں قسم سے اپنے قول کو محکم کرتے ہیں۔ جانِ من۔ چند روز میں جب آپ میری دائمی رفیق بن جاؤگی۔ تو میں آپ کو ایک دن اس قلعہ کی تمام پرانی اور بیش بہا اشیار

کی سیر کراؤنگا"

کلارا:۔ بہت خوب۔ میں آپ کے ملوکہ قلعہ کو بصد شوق دیکھونگی۔ مگر اب تو چاند غروب ہوگیا ہے ہمیں واپس (لنڈن) چلنا چاہئیے"

جوان:۔ بیشک۔ ہمارے یہاں زیادہ ٹھہرنے کی ضرورت نہیں ہے آؤ اس سے پہلے کہ ہم یہاں سے روانہ ہوں اپنے صادق قول کو قسم سے زیادہ متبرک بنائیں۔ لیجئے پہلے میں قسم کھاتا ہوں"

"اے میری جان سے زیادہ پیاری۔ میں جس طاقت کو"

"افضل و برتر سمجھتا ہوں۔ میں اس کی پاک قسم سے کہتا ہوں"

"کہ میں تیرا ہوں ہمیشہ تیرے حسن کی پرستش کرونگا"

"اور ہمیشہ تیرا فرمانبردار رہوں گا"

یہ کہہ کر اس نے اپنی پاک قسم کو کلارا کے بوسے سے اور بھی زیادہ متبرک بنا دیا۔

کلارا:۔ اے میرے واجب التعظیم عاشق۔ میں آپ کی اس قسم کو اپنی عزت افزائی سمجھکر صدق دل سے اقرار کرتی ہوں۔ کہ میں آپ کی تابعداری میں آخری دم تک ثابت قدم رہونگی"

جوان:۔ ان الفاظ کے لئے مجھے آپ کا نہایت شکرگذار ہونا چاہئے مگر از راہ عنایت اپنے دہن مبارک سے فقط یہ کہدیجئے۔ کہ "میں جسم اور روح تمہاری نذر کرتی ہوں"

کلارا:۔ (صداقت مجسم ہوکر) ہاں میرے محترم محبوب۔ میں حاضر و ناظر خدا کی قسم سے کہتی ہوں۔ کہ میرا جسم اور روح سب تیرا ہے"

صداقت مجسم کلارا نے یہ لفظ ادھر زبان سے نکالے۔ اُدھر کمرے میں ایک تاریک بادل پیدا ہوا۔ اور کلارا اس میں غائب ہوگئی۔ اس طلسمی کمرے میں اب جوان اکیلا رہ گیا۔ جس کا چہرہ شیطان کی طرح مکروہ اور ہولناک تھا۔ کلارا کے غائب ہوتے ہی دیوار کے چار آتشی مربعے دفعتًا بدل کے پانچ مربعے بن گئے:۔

۱۳۹۰	۱۴۰۷	۱۴۶۳	۱۵۰۰	۱۵۱۰
نبیکا	مارگریٹ	آرلائن	وولوروزہ	کلارا

اس وقت دیوار میں سے ایک بازو جو ہڈی کا تھا۔ اور جس پر گوشت نہیں تھا۔ نکلا۔ اس نے جوان کے ہاتھ میں ایک طلائی انگشتری دی۔ اور غائب ہو گیا۔ جوان نے اس انگوٹھی کو ایک ایسی زنجیر میں پرو دیا جس میں چار انگوٹھیاں اس سے قبل موجود تھیں۔

اس کارروائی کے اختتام پر وہ خطرناک شخص کمرے سے باہر چلا گیا۔ اس کا شادان چہرہ ظاہر کرتا تھا۔ کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوا ہے۔

دوسرا باب

ڈورا

لارڈ گرینھم کا مکان لنڈن سے دو میل کے فاصلہ پر سڑک کے کنارے پر واقع تھا۔ اور جس زمانہ کا ہم ذکر کرتے ہیں۔ وہ اپنی بیوی اور ایک نہایت حسین کنواری لڑکی کے ساتھ یہاں رہتا تھا۔ اس دوشیزہ کا نام ڈورا تھا۔ جب وہ بہت چھوٹی تھی۔ تو وہ اپنی خوش طبعی اور زندہ دلی کے لئے مشہور تھی۔ مگر نہ معلوم کہ پھر کیا غم کا بادل اسکے دل پر چھا گیا۔ کہ جب وہ ذرا جوان ہوئی۔ تو شب و روز مغموم رہنے لگی۔ اس کے دل کی اندرونی کیفیت سوائے اس کے کسی کو بھی معلوم نہیں تھی۔ اور جب اس راز کے متعلق اس سے پوچھا جاتا۔ تو وہ رو کر خاموش ہو جاتی تھی۔ اسی بے چینی کو دیکھ کر اس کے والد نے جو جزیرۂ وائٹ کا باشندہ تھا۔ اسے لنڈن میں لارڈ گرینھم کے پاس بھیج دیا تھا۔ کہ شاید اسکا دل لگ جائے۔

لارڈ گرنیتھم کے محل سے ملحق باغ میں ایک دن ایک بڈھا غم سے
سر جھکائے جا رہا تھا۔ کہ ایک شخص کو سامنے سے اپنی طرف آتا ہوا دیکھ کر
چونک پڑا۔ یہ شخص بڑا خوش لباس تھا۔ بڈھے نے دو چار ہوتے ہی اُس کا
دامن پکڑ لیا۔

بڈھا: "آہا میں نے تم کو پہچان لیا۔ تم ہی ہو۔ جو میری لڑکی کو بھگا کر
لے گئے تھے"

جوان: "بیوقوف کہیں کا کچھ ہوش کر۔ اگر تو بھوکا ہے تو یہ لے اشرفیوں کی تھیلی جو تیری
ساری عمر کے لئے کافی ہوگی"

بڈھا: (غصہ میں) "کمبخت شیطان یہ ترغیب کسکو دیتے ہو۔ کیا میں تمسے اپنی لڑکی کی
قیمت لونگا"

جوان لاپرواہی سے آگے بڑھنے کو تھا۔ مگر بڈھے نے اپنے کمزور ہاتھوں سے اسکا دامن
مضبوطی سے پکڑ لیا۔ اور بولا "میں اب ضرور تمہیں عدالت کا رستہ دکھاؤنگا۔ اور تو قانون
کے شکنجے کے نیچے دیا جائیگا"

جوان: "چل دور ہو میری نظر سے"

یہ لفظ جونہی اس شخص کی زبان سے نکلے اسکی شکل خوفناک ہوگئی اور آنکھوں سے
بجلیاں گرنے لگیں۔ بڈھا اس ہیبتناک نظارہ کی تاب نہ لا سکا۔ دھم سے زمین پر گر پڑا۔
جوان اسکے بیہوش جسم کو بیدردی سے ٹھوکر مار کر چلدیا۔

اب سوچ کی گرہیں کھل چکی تھیں۔ ڈورا نے باغ کی سیر کا ارادہ کیا اتفاق سے وہ
اسی جگہ آنکلی جہاں بڈھا بیہوش پڑا تھا۔ ڈورا اسے دیکھکر کھڑی ہوگئی۔ اور جبکہ
وہ اس بے یار و مددگار بڈھے کو ہوش میں لانے کی فکر میں تھی۔ ایک معزز شخص وہاں آنکلا
اسکی شکل سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ ہنری ششم شاہ انگلستان ہے۔ اتنے میں بڈھے کو ہوش
آگیا۔ اور وہ اٹھا۔ اور ان دو شخص کے سہارے سے وہ افتاں و خیزاں ڈورا کے
کمرے میں پہنچا۔ لارڈ اور لیڈی گرنیتھم بھی وہاں آگئے اور اس جلیل القدر شخص کو پہچانکر اسکی
تعظیم میں دوزانو ہوگئے۔ لارڈ گرنیتھم چونکہ سمجھتا تھا۔ کہ بادشاہ کے آنے سے میری بڑی
عزت افزائی ہوئی ہے وہ نہایت شگفتہ الفاظ میں اسکا شکریہ بجا لانے کو تھا۔ مگر ہنری

نے اسے یہ کہکر روکدیا۔ تمہاری انگلینڈ لڑکی ڈورا قابل عزت ہے۔ جو مجھے یہاں کھینچ لائی ہے کیونکہ مینے اسے بڑھے کیطرف متوجہ دیکھا تو بیشک دلمیں اسکی امداد کا خیال پیدا ہوا۔

پھر تھوڑی دیر کے بعد بولا مگر اب جبکہ وہ بیچارہ ہوش میں ہے۔ بہتر ہے۔ کہ اسے بلاکر اسکی سرگذشت سُنی جائے۔

بڈھا حکم کے مطابق حاضر ہوا۔ اور اسنے دردناک لہجہ میں اپنی سرگذشت اِس طرح شروع کی۔ میرا نام ماسٹر میز ہے۔ میرا باپ لنڈن کا ایک مشہور سوداگر تھا۔ اس نے مجھے بچپن میں ضروری تعلیم دیکر سولہ برس کی عمر میں اپنے ساتھ دوکان پہ بٹھا لیا۔ چار سال تک میں اُسکے زیر سایہ کام کرتا رہا۔ جبکہ خدا نے اُسے دوسری دنیا میں بلا لیا۔ اس کے بعد میں نے بڑی محنت سے کاروبار کو ترقی دی۔ حتیٰ کہ جب پچیس سال کا ہوا تو شہر کے مشہور مالدار سوداگروں میں میرا شمار ہونے لگا۔ اس عمر میں مجھے شادی کا شوق چرآیا۔ شادی ہوگئی۔ اور تین سال کے عرصے میں ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام مینے کلارا رکھا مجھے شروع ہی سے کلارا کی تربیت کا بڑا خیال تھا چنانچہ جب وہ جوان ہوئی۔ تو وہ ایک معمولی سوداگر کی لڑکی نہیں۔ بلکہ کسی بڑے امیر کی بیٹی دکھائی دیتی تھی۔ زمانہ کبھی کسی شخص سے یکساں نہیں رہتا۔ اسی سال جبکہ میں اپنی نورچشمی کی شادی کی فکر میں تھا۔ اسکی ماں مرگئی۔ اور ایک ماہ بعد میرے دو جہاز غرق ہوگئے۔ اس مالی حیثیت سے میں تباہ تو نہ ہوا۔ مگر غریب ہوگیا۔ اور وہ امیرانہ ٹھاٹھ نہ رکھ سکا جس کے لئے میرا کنبہ مشہور تھا۔

"ان ایام میں میری ایک ہمسایہ لیڈی ابراہام کے ہاں دعوت تھی جس میں میں اور کلارا مدعو کئے گئے تھے ہم دونوں ایک حوض کے کنارے جو باغ کے وسط میں واقع تھا کھڑے ہوئے ایک گلدستے کی طرف دیکھ رہے تھے۔ کہ چشم زدن میں ایک سایہ ہمارے پاس سے گذر کر وہاں پہونچا۔ اور چند پھول ادھر اُدھر سے جمع کرکے اسنے ایک گلدستہ خود تیار کیا۔ جو کلارا کے ہاتھ میں بطور تحفہ کے دیا گیا۔ جب وہ ہمارے پاس آیا۔ اور اُسنے اسکی شکل بغور دیکھی۔ تو وہ ایک نہایت باکمال خوش شکل جوان تھا۔ جس کے سیاہ گھونگریالے بال اور آبرو خوبصورت تھے۔

سمندِ حسن پہ گویا تازیانہ تھیں۔ کلارا نے اس تحفہ کو بڑی خوشی سے منظور کیا اور وہ دونوں باہم مختلف معاملات پر گفتگو کرتے رہے۔ اثنائے گفتگو میں اجنبی جوان نے کہہ دیا کہ میرا نام لارڈ نائٹل ڈینورز ہے۔ اور میں بڑا صاحب جائداد ہوں میز پر بھی کلارا اور لارڈ ڈینورز پہلو بہ پہلو بیٹھے تھے۔

میں بھی اس اتفاقِ غیر مترقبہ پر بڑا خوش تھا۔ اس وقت جبکہ ڈینورز کلارا سے گفتگو میں مشغول تھا۔ میں نے میزبانہ (لیڈی ابراہام) سے پوچھا۔ کہ آپکی رائے میں آپ کا مہمان لارڈ ڈینورز کیسا آدمی ہے۔ لیڈی ابراہام نے جواب دیا کہ وہ اس قدر دولت مند ہے۔ کہ جس کا خیال بھی نہیں کیا جا سکتا انگلستان میں مسٹر لنڈلی جوہری اس کا خزانچی ہے۔ اور اس شخص کی تفویض میں کروڑوں روپیہ لارڈ ڈینورز کا امانت پڑا ہے۔ اس جواب سے میری تشفی ہو گئی میں نے اپنی پیاری کلارا کو اس کے محبوب کا حال سنایا۔ اور وہ بھی نہایت خوش ہوئی۔ نائٹل ڈینورز ہر روز ہمارے ہاں آیا جایا کرتا تھا۔ آخر ایک دن اس نے کلارا سے شادی کی درخواست کی۔ کلارا اور میں آگے ہی یہ بات چاہتے تھے۔ مجوزہ شادی فوراً منظور کی گئی۔ اب شادی میں تین دن باقی تھے کہ مجھے خبر ملی۔ کہ میرا آخری تجارتی جہاز بھی سمندر میں غرق ہو گیا ہے۔ گو میں مالی حیثیت سے تباہ ہو گیا تھا۔ مگر مجھے لارڈ ڈینورز کی عنایات پر بڑا بھروسہ تھا۔ صبح جب میں اٹھا۔ تو ادھو ایسی روسیاہ گھڑی خدا دشمن کو بھی نہ دکھلائے۔ مجھے معلوم ہوا کہ کلارا اور لارڈ ڈینورز گیارہ بجے رات سے کہیں غائب ہیں۔ میری مایوسی اور کم بختی کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ میں دیوانہ وار دوڑتا ہوا مسٹر لنڈلی کے کارخانہ واقعہ لومبرڈ میں گیا۔ لنڈلی نے میرا حال سنکر دل میں گنگنا کر کہا "کیا یہ ممکن ہے؟ کہ نائٹل ڈینورز بھی اپنے بزرگ والٹر ڈینورز کی طرح دغاباز ہو۔"

میں نے اس کا کچھ مطلب نہ سمجھا۔ اور وہاں سے ڈینورز کے تینوں قلعوں میں ایک ایک کر کے گیا۔ مگر اس روسیاہ سے ملاقات نہ ہوئی۔ اور نہ کچھ پتہ ملا۔ کہ وہ آج کل کہاں ہے؟ آج صبح جب میں اس مکان

کے سامنے سے گذر رہا تھا - وہی بدبخت میرے پاس سے گذرنے لگا میں نے اُسے جھٹ پہچان لیا - اور اپنی بھاری کلارا کو جھٹکا کر سے جانے والے شیطان کو بازو سے پکڑ لیا - مگر اس وقت اس کا چہرہ ایسا ڈراونا تھا - اور اس کی آنکھوں سے خوفناک سُرخ بجلیاں گر رہی تھیں - کہ میں دہشت سے غش کھا کر زمین پر گر پڑا - پھر جب میں ہوش میں آیا تو آپ صاحبان میں خود کو موجود پایا - یہ میری سرگذشت ہے - جس کا خلاصہ یہ ہے - کہ میں ایک شخص لائیل ڈینورز کے ظلم و ستم کا شکار ہوں ؎

بادشاہ - ڈوریڈی گرینتھم اور خصوصاً ڈورا پر اس عبرتناک کہانی کا بڑا اثر ہوا - ڈورا دل میں بڈھے کی حالت پر افسوس کر رہی تھی - اور دغاباز ڈینورز کو ہزار نفرین کہتی تھی - اس سرگذشت سے اس کے سشتبہ دل کو بڑی ٹھیس لگی تھی - اگرچہ وہ نہیں جانتی تھی - کہ کیوں؟

بادشاہ نے مظلوم بڈھے کو بڑی تسلی دی - اور ایک تھیلی اشرفیوں کی دے کر اُسے کہا ؛ دیکھو ماسٹر ہیئرز میں لائیل ڈینورز کو اپنے محلے میں طلب کرونگا - اور اس سے اس شرمناک فعل کی وجہ اس سے دریافت کروں گا - تاکہ تو انصاف پا سکے - مگر یاد رکھیو کہ میرے آنے کا ذکر کسی سے مت کرنا - اور اگر ڈینورز تمہیں کہیں ملے - تو اس سے بھی اس ملاقات کا ذکر نہ کرنا - کیونکہ مصلحت ملکی کے لحاظ سے یہ اشد ضروری ہے کہ میرا یہاں آنا مخفی رکھا جائے ؎

اس کے بعد بادشاہ ڈورا سے محبت اور مہربانی کے لہجہ میں گفتگو کرتا رہا - اور اس سے بالواسطہ کہہ دیا - کہ میں تیرا حسن اور تیری دولت حسن کا طلبگار ہوں - آئندہ تو کہاں سے نکلتا ہے - مجھ سے ملتی رہا کرو - اگر تمہارا سلوک مجھ سے مشفقانہ سادگی کا ہوگا - تو میں فرصت کے وقت اکثر یہاں آتا رہوں گا ؎

پھر بادشاہ لارڈ لیڈی گرنیتھم سے مصافحہ کر کے جانے کے لئے
اٹھ کھڑا ہوا۔ بادشاہ وقت کا اپنی رعایا میں کسی کے گھر آنا معمولی
بات نہیں ہے۔ خصوصاً لیڈی و لارڈ گرنیتھم کے لئے یہ تو بالکل ایک
نعمت غیر مترقبہ تھی۔ کیونکہ بادشاہ انگلستان مدت سے اس خاندان
سے ناراض تھا۔ جس وقت لارڈ گرنیتھم صاحب نے یہ خواہش ظاہر
کی کہ اسے محل تک ہی نہیں بادشاہ سلامت کے ساتھ جانے کی
اجازت دی جائے۔ مگر بادشاہ نے یہ بات منظور نہ کی۔ اور کہا۔
آپ مہربانی کر کے مجھے یہاں آنے کو ایک راز سمجھ کر مخفی رکھئے۔

تیسرا باب

جس سواری سے ہم یہ مضمون لکھ رہے ہیں آج کی رات اس سے
بھی بہت زیادہ کالی ہے۔ اس سڑک پر جو لنڈن اور گرین وچ کے
درمیان واقع ہے۔ دو مسلح سوار کھڑے ہیں۔ یہ دونوں ڈاکو ہیں۔ اور
اس وقت کسی شکار کے منتظر ہیں۔

اب وہ دونوں متصل کے تالاب کی طرف آہستہ آہستہ چلے گئے
تاکہ گھوڑوں کو پانی پلائے جاتے ہیں۔ مگر ابھی وہ تالاب کے کنارے
پر نہیں پہنچے ہوں گے کہ آدمی کے پاؤں کی چاپ سنائی دی۔ دونوں
خونخوار ڈاکو اپنے شکار کی طرف روانہ ہوئے۔ جیسے بھوکا شیر خوشی سے
شکار پر حملہ کرتا ہے۔ خبردار دیکھو یہ رہزن نمبر ۱ جس کا نام تھا مسافر
سے مخاطب ہو کر "سلام صاحب سلام" چونکہ مسافر آگے بڑھنا چاہتا تھا
مگر نمبر ۲ دوسرے رہزن نے جس کا نام لوئس تھا اس کا راستہ
روک لیا۔

خبردار اے مسافر۔ اگر جان کی خیر چاہتے ہو۔ تو جو کچھ تمہارے پاس
ہے یہاں رکھ دو۔ ورنہ ہم دونوں تم کو مار ڈالیں گے۔

مسافر اس بے ہودہ درخواست پر ہنسا۔ اور ہنسنے کے سوا اس نے

کچھ جواب زبان سے نہ دیا۔

لوئیس ہنسا۔ شاید تو پاگل ہے جو اپنی جان عزیز کی ضرور قدر کرتا۔

مسافر: بے ایمان۔ ملعون۔ شیطان۔ جھٹ سامنے سے ہٹ۔

ولفرڈ: (لوئیس سے مخاطب ہو کر) اسے مار ہی ڈالنا۔ دیکھو لوئیس نے پستول مسافر کے منہ پر تڑاخ مارا۔ اس نے دل میں سمجھا تھا کہ مسافر اب مجروح ہو کر گھوڑے سے گرتا ہے۔ مگر وہ بے ضرر ہیں گھوڑے پر چڑھا رہا۔ پستول کی گولی نے اس پر خاک اثر بھی نہ کیا۔ مسافر: تم دونوں اپنی جان کے دشمن ہو۔ بے ایمان۔ کم بخت۔ اب کیا تمہیں موقع دیتا ہوں۔ کہ مجھے کچھ زخمی کرو اور اپنی مدد لگو۔

ولفرڈ بھی دل کا کمزور نہیں تھا۔ چپ خاموش رہتا یا اس نے جھٹ تلوار کا ایک ہاتھ مسافر پر مارا۔ مگر بجائے اس کے مسافر زخمی ہو۔ چشم زدن میں ولفرڈ کی تلوار ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر جا پڑی۔

مسافر: کیا اب بھی اس میں کچھ شک کی گنجائش ہے۔ کہ تم دونوں کی زندگی میرے رحم پر ہے۔

لوئیس اور ولفرڈ وحشت کے مارے خاموش کھڑے رہے اب صدق دل سے مسافر کی طاقت کے قائل تھے۔ اور سوائے اطاعت اختیار کرنے اور سر تسلیم خم کرنے کے ان کے پاس کوئی چارہ نہ تھا۔

مسافر: میں ہرگز نہیں چاہتا کہ تم جیسے ادنیٰ آدمیوں کی جان لوں۔ مگر بتاؤ کہ تمہارا نام اور پیشہ کیا ہے؟

یہ کہہ کر اس نے لوئیس کا چہرہ بغور دیکھا۔ اور اس نظر بازی سے لوئیس بھی اسے خوب تاڑ تا رہا۔

مسافر: (تعجب سے) کیا تم سینٹ لوئیس ہو؟

لوئیس: اگر میں غلطی نہیں کرتا۔ تو تم لارڈ ڈینورڈ ہو۔

مسافر: بیشک میرا نام ڈینورڈ ہے۔ اور میں وہی ڈینورڈ ہوں

جس سے تمہیں کوئی خاندانی کینہ ہے۔ مگر میں لوئیس تمہیں صلاح
دیتا ہوں۔ کہ پرانی باتوں کو بھول جاؤ۔ تاکہ ہم دونوں ایک دوسرے
کے دوست بن جائیں۔ چونکہ میں جانتا ہوں۔ کہ تم ہرگز ڈاکہ زنی
ایسا مذموم کام اختیار نہ کرتے۔ اگر ضروریات تمہیں مجبور نہ کرتیں
اس لئے اشرفیوں کی ایک تھیلی اس کے ہاتھ میں دیکر۔ یہ تمہارے کام آئیگی
اور تمہیں گناہوں سے بچائے گی۔

ہر چند کہ لوئیس نہیں چاہتا تھا۔ کہ ایک دشمن کا احسان مانتا
مگر ڈینوبرز کی طرز گفتگو جو اس کی محبت سے بھری ہوئی باتیں
جھلکتی ہوئی اشرفیوں کی ایک تھیلی اور اس کا لوئیس کو معاف
کر دینا۔ یہ تمام باتیں جیسی تھیں۔ جنہوں نے لوئیس کو شکریہ
کے ساتھ تھیلی لینے پر مجبور کر دیا۔

لوئیس:۔ میں آپکی اس مہربانی کا ازبس ممنون ہوں۔

ڈینوبرز:۔ کیا تم سرکاری ملازمت کے خواہاں ہو؟

لوئیس:۔ جی ہاں۔

ڈینوبرز:۔ بہت خوب۔ کل دوپہر کو شاہی محل میں داروغہ محل کے پاس
جاکر میرا نام لینا۔ وہ تمہیں فوراً شاہ انگلستان کے پرائیویٹ سکرٹری
کی اسامی پر متعین کر دے گا میں صبح ہی اسے بتلا دونگا۔ اب جاؤ کل
کے لئے نئی پوشاک کا انتظام کرو۔

چوتھا باب

مُردہ کا زندہ ہونا

جب ولفورڈ اور لوئیس لارڈ ڈینوبرز سے جدا ہو کر واپس ہونے لگے
ان کی خوشی کی کچھ انتہا نہ تھی۔ دونوں چلتے چلتے لنڈن کے اس تنگ و تاریک
اور بدنام محلہ میں پہونچے۔ جو اپنے خطرناک کمینوں کے شدید جرائم کے

لئے مشہور تھا۔ رات کے دو بجے ہوں گے۔ جب وہ ایک احاطہ کے قریب پہنچے جس کا دروازہ ولفورڈ نے کھٹکھٹایا۔

دروازہ کھل گیا۔ اور ایک بدصورت شخص نے دونوں نو واردوں کو اندر داخل کر لیا گھوڑے اس شخص کے سپرد کئے گئے۔ اندر ولفورڈ اور لوئیس مالک مکان مسٹر ڈینون کے کمرے کے دروازہ پر جا کھڑے ہوئے۔ ساٹھ سالہ کریہ منظر ڈینون نے انہیں اندر بلایا۔ اور شراب کی بوتل میز پر کھول کر رکھ دی۔

ولفورڈ:۔ آہا۔ روپیہ عجیب شے ہے۔ دیکھو تو اس دو گھنٹہ کے عرصہ میں میرے دوست لوئیس کی شکل میں کیسا دلخوش کن انقلاب پیدا ہو گیا ہے۔

لوئیس:۔ چپ یہ راز ظاہر کرنے کا نہیں۔

ولفورڈ:۔ (جو اس وقت شراب کے نشہ میں چور ہے) مسٹر ڈینون مبارک ہو تمہارے مسٹر لوئیس اب امیر کبیر بن گئے ہیں۔

ڈینون:۔ شاید یہی وجہ ہے کہ ہم تمہارے میان تلواروں سے خالی دیکھتے ہیں۔ غالباً کسی قتل کے واقعہ نے تمہیں مالدار بنا دیا ہے۔ مبارک باشد۔

لوئیس:۔ نہیں نہیں۔ ہم نے آج قتل یا ڈاکہ دونوں میں سے کوئی بھی جرم نہیں کیا۔

ولفورڈ:۔ (شراب کے نشہ میں آکر) سچ یہ ہے کہ یہ سب لارڈ ڈینورز کی مہربانی کا نتیجہ ہے۔

ڈینون:۔ ہیں! لارڈ ڈینورز۔ یہ کیا نام ہے؟ جو کہیں سن رہا ہوں لوئیس اور ولفورڈ نے اس سوالیہ استعجاب کا کچھ جواب نہ دیا جس سے بڈھے ڈینون کو اور بھی حیرت ہوئی۔

ڈینون:۔ ڈینورز ہرگز زندہ نہیں ہو سکتا۔ اگر میں اس وقت زندہ ہوں اور میرے حواس ٹھکانے ہیں۔ تو تمہیں ایمان سے کہتا ہوں کہ دو سال ہوئے میں نے ڈینورز کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا تھا۔ پھر اب وہ کس طرح اس دنیا میں موجود ہو سکتا ہے؟

لوئیس:۔ شاید تم کوئی خواب کا واقعہ دہرا رہے ہو گے کیونکہ نصف گھنٹہ

نہیں ہوا کہ تم نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے "

ولفورڈ:۔ بڈھا ڈینون اب ضعیف ہوگیا ہے اِس لئے اس کے قوا ذہن بھی کمزور ہو گئے ہیں "

ڈینون ان کلمات سے حیران و ششدر ہو گیا۔ اسنے میز سے لیمپ اٹھالیا اور ان دونوں کو اشارے سے کہا کہ میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ بڈھا خوف سے کانپ رہا تھا۔ تھوڑی دور جا کر اُس نے ایک کوٹھڑی کا دروازہ کھولا اور پھر ایک دوسری کوٹھڑی کا دروازہ کھولکر اُسمیں داخل ہوا۔ جب تینوں شخص اطمینان سے کوٹھڑی میں کھڑے ہو گئے۔ تو ڈینون نے ایک پیچ کو جو دیوار سے لگا ہوا تھا زور سے کھٹکھٹایا اسی وقت کوٹھڑی کا فرش پھٹ گیا۔ اور چوبی تختہ کے ہٹنے سے نیچے سے پانی کا ایک دریا پیدا ہو گیا۔ جو بڑے زور سے لہریں لے رہا تھا۔ لوئیس اور ولفورڈ اُسے دیکھکر ویسے ہی حیران رہ گئے۔ جیسے لارڈ ڈینورز کے ہتھیاروں کے مقابلہ سے ہوئے تھے۔

ڈینون:۔ دو سال سے زیادہ عرصہ گذرا ہے کہ میں نے ایک رات کو دھوکے سے لارڈ لائیل ڈینورز کو یہاں لا کر اس پانی کی غار میں جس کا اصل نام دریائے ٹیمس ہے۔ دھکیل دیا۔ اور لہریں اُسے چشم زدن میں بہا کر لے گئیں۔ جب وہ غرق ہو چکا تو میں نے چوبی تختہ سے پانی کی سطح کو ڈھانک دیا۔ اسوقت سے آجتک یہ کوٹھڑی کھولی نہیں گئی۔ اور مجھے یقین ہے کہ ڈینورز کا گوشت تو کیا ہڈیوں تک کو دریائی جانوروں نے کھا لیا ہوگا۔ پس اگر تم لوگ یہ کہو۔ کہ تم نے ڈینورز کو زندہ دیکھا ہے۔ تو میں اُسے سوائے تمہاری غلطی یا حماقت کے اور کیا کہہ سکتا ہوں۔

لوئیس یا ولفورڈ دونوں میں سے کسی نے بھی اس بات کا جواب نہ دیا۔ اور وہ تینوں اپنی اپنی خوابگاہ میں چلے گئے۔ دوسری صبح کو لوئیس شاہی کنٹرولر کے پاس گیا۔ کنٹرولر نے اس سے ایک جعلی ہنڈی ماسٹر سٹینلی ساہوکار کے نام تحریر کرائی۔ اور جب یہ تحریر اس کے قبضہ میں آگئی تو اس نے اُسے بادشاہ کے پیش کر کے پرائیویٹ سکرٹری کا عہدہ دلوا دیا۔

لوئیس نے جعلی ہنڈی کیوں لکھی؟ اس کا راز آئندہ صفحوں میں ظاہر ہوگا۔

پانچواں باب

انتقام کا ارادہ

ماسٹر لنڈنی۔ لارڈ ڈینورز کا ایجنٹ بڑا مالدار سوداگر تھا۔ چونکہ وہ لاولد تھا اس نے اپنے بھتیجے پارک کو متبنہ بنایا ہوا تھا۔ پارک ہر ایک کام لنڈنی کے حسب اطمینان کام کرتا تھا۔ اور چچا بھتیجا دوکان کے کاروبار سے بالکل خوش تھے۔

ایک دن ماسٹر لنڈنی دوکان میں بیٹھا ہوا تھا۔ کہ یکایک لارڈ ڈینیل ڈینورز داخل ہوا۔ ڈینورز نے رسمی طور پر کاروبار کا حال پوچھا۔ لنڈنی نے جواب دیا کہ کام اچھی طرح چل رہا ہے۔ آپ کی عنایت ہے۔

ڈینورز:۔ "گذشتہ چند روز میں کوئی شخص یہاں مجھ سے ملنے تو نہیں آیا"

لنڈنی:۔ "ہاں ہاں ایک مخبوط الحواس آدمی جو اپنا نام ماسٹر میز ز بتاتا تھا یہاں آپ کی تلاش میں آیا تھا۔ وہ آپ کی شان کے خلاف گفتگو کرنا چاہتا تھا مگر میں نے اُسے نکال دیا"

ڈینورز:۔ "اس خبطی کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی ہے کہ میں اس کی بیٹی کو بھگا کر لے گیا ہوں۔ مگر بات یہ ہے کہ میں نے اس لڑکی کے ساتھ شادی کرنے سے انکار کیا۔ اور وہ اسی شرم کے مارے ایک اور شخص کے ساتھ بھاگ گئی"

لنڈنی:۔ "بیشک یہ بات حضور کی شان کے خلاف تھی کہ آپ اس کمینہ شخص کی لڑکی سے شادی کرتے"

ڈینورز اس جواب سے خوش ہو گیا۔ اور سلام کہکر دوکان سے نکل گیا۔ اس کے جاتے ہی پارک لنڈنی کا بھتیجا دوسرے کمرے سے اپنے چچا کے کمرے میں آگیا۔

لنڈنی:۔ "میرے نور چشم پارک یہی شخص ڈینورز ہے جس سے ہمیں انتقام لینا چاہئے۔ تاکہ ہمارے خاندان کی عزت میں فرق نہ آئے جس [illegible] ہو گیا

ہوں، اور قبر کے کنارے پر کھڑا ہوں۔ تیرا وقت ہے کہ خاندانی قسم کو پورا کرے"

پارک بھتیجے سے باتیں کرتے ہوئے: میں بڑا کمینہ شخص ہونگا۔ اگر ڈینورز سے بدلہ نہ لوں، اور اسکو اسکے بزرگوں کی شرارتوں کا مزا نہ چکھاؤں۔ میں دل میں محسوس کرتا ہوں کہ اس خاندانی عہد کے پورا ہونے کا وقت آگیا ہے جو آج سے ایک سو چھتیس سال پیشتر ہمارے مقدس جوش میں کیا گیا تھا۔

"آمین" کا لفظ ابھی پارک کے منہ میں تھا کہ اچانک دروازہ کھلا۔ اور ڈینورز سامنے آکھڑا ہوا۔ دکھائی دیا۔ چچا اور بھتیجا دونوں کا رنگ فق ہوگیا۔

ڈینورز: صاحبان۔ اگر میری اس مداخلت سے آپ کی گفتگو میں حرج واقع ہوا ہے۔ تو معاف فرمانا۔ مجھے کچھ جواہرات خریدنے ہیں جو میں پہلی دفعہ بھول گیا تھا۔

فنڈلی نے جواہرات کی صندوقچی پیش کی۔ ڈینورز نے اس میں سے ہیروں کا ایک بڑا ڈبہ اٹھا لیا۔ اور مسکراتے ہوئے سلام کہکر کارخانہ سے دوسری طرف روانہ ہوا۔

چھٹا باب

دوبارہ ملاقات

ہنری ہشتم شاہ انگلستان کا دستور تھا کہ وہ گرینچ باغ کی سیر کو جایا کرتا تھا۔ بوڑھا مسٹر میرٹز اس امید سے کہ کہیں بادشاہ کی ملاقات مجھ سے ہو سکے گرینچ باغ میں ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تھا۔ کسی شخص نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ میرٹز نے مڑکر دیکھا تو یہ وہی شخص تھا جسکی صورت سے وہ بڑا ڈرتا تھا یعنی ڈینورز۔

میرٹز: (گھبراکر) اس نرالی ملاقات کے کیا معنے ہیں؟

ڈینورز: دوست۔ مجھے بادشاہ [illegible]

تمہاری تشفی کردوں"

میزز: میری تشفی تم ہرگز نہیں کرسکوگے مگر خدا کے لئے یہ بتا دو کہ میری پیاری کلارا زندہ تو ہے"

ڈینورز: ہاں وہ زندہ ہے اور بحیثیت لیڈی ڈینورز کے میرے ملوکہ جزیرہ سفید میں رہتی ہے۔ سینکڑوں نوکر چاکر اس کی خدمت میں ہر وقت دست بستہ حاضر رہتے ہیں۔ اور اس کی زندگی ایک ملکہ بیگم کی زندگی سے کم شاندار نہیں ہے"

میزز: اے میرے پروردگار تیرا لاکھ شکر ہے۔ کہ آج مجھے اپنی بیٹی کلارا کے زندہ ہونے کی بشارت ملی جسے میں کئی سال سے غلطی سے مردہ سمجھے ہوئے تھا"

یہ کہکر ماسٹر میزز زار زار رونے لگا۔ اور اس نے خوشی اور جوش سے ملی ہوئی حالت میں ڈینورز کے پاؤں پکڑ لئے۔

پھر کسی بات نے میزز کو اندر ہی اندر ڈرا دیا۔ اور اسنے خوف سے کانپتے ہوئے ڈینورز سے کہا "کہیں حضور مجھ سے دھوکا تو نہیں کرتے جیسا کہ پہلے کر چکے ہیں"

ڈینورز: افسوس ہے۔ کہ تم مجھ پر دھوکے کا الزام عائد کرتے ہو۔ حالانکہ میرے کلارا کے ساتھ بھاگ جانے اور خفیہ شادی کرنیکی وجہ درحقیقت یہ تھی کہ میں نہیں چاہتا تھا۔ کہ اتنے بڑے جلیل القدر خاندان کا ممبر ہو کر ایک معمولی سوداگر کی بیٹی سے شادی کروں۔ اچھا اگر تمہیں میری بات کا اعتبار نہیں تو آج ہی رات میرے ساتھ جزیرہ سفید میں چلکر دیکھ لو۔ اگر کلارا زندہ ثابت ہوئی تو میں سچا۔ ورنہ ——"

میزز: میں حضور کی اس عنایت کا ازبس ممنون ہوں [illegible] آپ کے ساتھ آج رات جزیرہ سفید کو چلنے میں ذرا تامل نہیں ہے"

ڈینورز: اور مجھے بھی تمہیں اپنے ساتھ لیجانے میں [illegible] بس [illegible] دو گھنٹہ بعد [illegible] وہاں سے [illegible]

ساتواں باب

جزیرہ سفید

آدھی رات کا وقت ہو گا۔ تاریکی چار اطراف عالم میں چھائی ہوئی تھی جبکہ ماسٹر میرز نے کسی شخص کے پاؤں کی آہٹ سنی اور پوچھا۔ کیا آپ لارڈ ڈینوز ہیں آواز آئی ہاں ماسٹر میرز گھوڑے تیار ہیں۔ سوار ہو جاؤ۔

دو گھوڑے تیار تھے۔ لارڈ ڈینوز اور بڈھا میرز دونوں ان پر سوار ہو گئے جب تک گھوڑے آبادی سے گذرتے رہے ان کی رفتار معمولی تھی۔ مگر آبادی کا گذرنا تھا کہ وہ ہوا سے باتیں کرنے لگے۔ میرز نے دور سے ایک بلند درخت دیکھا اور ابھی ایک لمحہ بھی نہ گذرا تھا کہ وہ درخت ان کے پیچھے رہ گیا۔ پھر اس نے ایک گہری غار دیکھی۔ اور دل میں ڈرا کہ مبادا گھوڑے کا پاؤں پھسلنے سے وہ گر کر چت ہو جائے مگر وہ یہ خیال ہی کر رہا تھا کہ غار غائب تھی اور دونوں گھوڑے ایک چوڑی سڑک پر بجلی کی تیزی سے جا رہے تھے۔ میرز نے اسوقت اس طرح محسوس کیا۔ گویا کوئی زبردست طاقت اسے گھوڑے پر سہارا دیکر بٹھلائے ہوئے ہے۔ اتنے میں چاند نکل آیا تھا۔ اس نے اپنے ہمراہی کے چہرہ پر نگاہ ڈالی۔ اور دیکھا کہ اسکی آنکھوں میں فتحمندی اور شرارت کے آثار نمایاں ہیں۔ ڈر کے مارے بیچارے بڈھے کی آنکھیں خود بخود بند ہو گئیں۔ اور اس کے کان میں ایک قہقہہ کی آواز آئی جو شاید ڈینوز کے لبوں سے نکلی ہو گی۔ پھر ڈینوز نے کہا۔ دوڑ دوڑ دو۔ آواز سنتے ہی گھوڑے پہلے سے بھی زیادہ تند ہو گئے۔ اور اس وسیع میدان میں ایک ایسی خوفناک گونج پیدا ہوئی جس سے میرز سمجھا کہ ہزاروں بھوت شور وغل کر رہے ہیں۔ بیچارے نے ڈرتے ڈرتے آنکھیں کھولیں۔ تو وہی اسکا ہمراہی لارڈ ڈینوز اور وہ دونوں تیز گھوڑوں پر جا رہے تھے۔ اس سے ایک ثانیہ بعد اگلے گھوڑے پر جا پہنچے۔ یہ ایک عجیب طلسم تھا۔ جو میرز کی سمجھ میں نہ آتا تھا۔ اور وہ خوف وہراس سے بید لرزاں کی طرح کانپ رہا تھا۔ یکایک

دونوں گھوڑے ٹھہر گئے۔ اور ڈینورز کے لئے میرز جو گھوڑے سے اتر پڑا۔
اسوقت خود بخود اس کے منہ سے ایک چیخ نکل آئی۔ کیونکہ اس نے دیکھا
کہ سامنے جزیرہ سفید کا عظیم الشان قلعہ کھڑا ہے۔ رات ابھی زیادہ
نہیں گذری تھی۔ وہ انہوں نے صرف ڈیڑھ گھنٹہ میں اسی میل کا فاصلہ
طے کرلیا تھا۔ اس سے میرز کو خیال ہوا۔ کہ شاید کوئی جن بھوت ڈینورز
کے قبضہ میں ہے۔

میرز: ”خدا کی قسم تم پر اسرار شخص ہو۔ جانے تم نے میری کما اسے
کیا سلوک کیا ہوگا“

ڈینورز: ”چپ رہو۔ بڈھے بد ذات۔“

میرز ڈر کر پیچھے ہٹ گیا۔ اور جب اسنے ڈینورز کی آنکھوں پر جن سے
بجلیاں گر رہی تھیں۔ نگاہ ڈالی تو بیہوش ہو کر گر پڑا۔ جب ہوش میں آنے پر اس
نے اپنے آپ کو ایک کمرے میں مقید پایا۔

آٹھواں باب

منیکالنڈفی کی تاریخ

بادشاہ سلامت لارڈ گرنیتھم کے ہاں ہر روز جایا کرتے تھے۔ اور ڈورا
سے بڑے خوشامد آمیز لہجہ میں محبت ظاہر کرتے تھے لارڈ اور لیڈی گرنیتھم
اس غیر معمولی شاہی مہمان سے بہت خوش اور مطمئن تھے۔ ایک دن
جب کہ بادشاہ ابھی انکے مکان سے باہر نکلا ہی تھا۔ لیڈی گرنیتھم ڈورا
کے پاس آئی۔ اور کہنے لگی ”میں خیال کرتی ہوں۔ بادشاہ نے تم سے
شادی کی درخواست کی ہے پیاری جان تمہیں خوش ہونا چاہئے۔ کہ بادشاہ
انگلستان تم پر عاشق ہے۔ ایک دن آئیگا۔ جب تم ملکہ انگلستان ہوگی۔
کیا تم اس عزت کی آرزومند نہیں ہو؟“ ڈورا نے اس سوال کا جواب خاموشی
میں دیا۔ مگر لیڈی گرنیتھم سلسلہ کلام کب ٹوٹنے دیتی تھی صاف بول اٹھی ”وہ جراؤ

زیور جو بادشاہ نے تمہیں دیا ہے۔ تم کیوں نہیں پہنتی۔ اس سے بادشاہ ضرور خیال
کریگا۔ کہ تم مغرور ہو۔ اور یہ ہرگز ہمارے حق میں اچھا نہیں ہو سکتا۔"

ڈورا:۔ (سوچ سوچ کر) افسوس ہے کہ اس زیور سے دو رنگ کہیں گر پڑے
ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ کہاں اور کب؟"

"او ہو۔ تم نے مجھ سے پہلے کیوں نہ کہدیا۔"

یہ کہکر لیڈی گرینتھم نے تجویز پیش کی۔ کہ ابھی لومبرڈ بازار میں ماسٹر لنڈنی
جوہری کی دوکان پر جاکر زیور کی مرمت کرانی چاہئے۔ اس سے نصف گھنٹہ بعد
وہ دونوں فٹن میں سوار ہوکر اس عالیشان دوکان میں جا پہنچیں۔ ماسٹر لنڈنی نے
انہیں ایک مکلف کمرہ کھول دیا۔ اور زیور کاریگروں کو دیکر جلد جواہرات جڑنے
کا حکم دیا۔ لیڈی گرینتھم آرام کرسی پر لیٹ گئی۔ اور ڈورا ایک میز کے سامنے جا
بیٹھی۔ جس پر بہت سی کتابیں چنی ہوئی تھیں۔ انہیں ایک کھلی ہوئی کتاب کو ڈورا
نے بڑے شوق اور تعجب سے پڑھنا شروع کیا جس کی سرخی

بینکا لنڈنی کی تاریخ

تھی۔ اور جس کا مضمون حسب ذیل تھا۔

شہر جینوا (اٹلی) میں ماہ جنوری کے آغاز میں ایک رات دفعتاً بڑی تاریکی
پھیل گئی۔ سخت آندھی آئی۔ اور اس زور سے شاں شاں کی آواز پیدا
ہوئی۔ کہ معلوم ہوتا تھا عناصر باہم لڑ رہے ہیں۔ رات کے دس بجے تھے
جینوا کے بازاروں میں کوئی متنفس نظر نہیں آتا تھا۔ اور ایک بھی دوکان خالی
نہ تھی۔ اسوقت ایک شخص نامنو لنڈنی جو ذات کا صراف تھا۔ بڑے تردد سے
اپنے مکان میں ٹہل رہا تھا۔ اچانک ایک عورت نے اس کے کندھے پر ہاتھ
رکھا اور کہا "بھائی صاحب۔ تمہارا خیال درست نکلا۔"

نامنو:۔ "کیا وہ بچہ جننے والی ہے؟"

عورت:۔ "آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ آج ہی رات وہ ماں بننے والی ہے
افسوس میری بھاوج اور میرے بھائی کو کتنی تکلیف ہوئی۔"

یہ عورت جسکا نام بنیکا تھا۔ نائینو کی حقیقی ہمشیرہ تھی۔ اور اس آخری اشارہ تکلیف سے اسکی مراد جینوا کے اِس قانون کی طرف تھی جس کے رو سے اِس زمانہ میں کوئی شخص رات کے وقت گھر سے باہر نہیں نکل سکتا تھا۔ خواہ اُسے کتنا ہی ضروری کام کیوں نہو؟

نائینو ۔ مگر خواہ مجھے یا اسکو یا تم کو کتنی ہی تکلیف کیوں نہ ہو۔ اور جان کا بھی اندیشہ برداشت کرنا پڑے۔ بہرحال ڈاکٹر کا آنا ضروری ہے"

بنیکا ۔ میں اپنے بھائی کی خاطر یہ ذمہ واری اپنے سر پہ لیتی ہوں"

نائینو ۔ ہرگز نہیں۔ تم ایک اعلےٰ خاندان کی لڑکی ہو۔ اور بیشک مردانہ عورت ہو۔ مگر میں بھی نامرد نہیں ہوں۔ یہ کام میرا ہے۔ اور میں ہی اِسے سرانجام دونگا"

بنیکا ۔ مصلحت وقت یہ ہے۔ کہ آپ جان خطرے میں نہ ڈالیں۔ میری خیر ہے"

نائینو ۔ (بنیکا کا بازو زور سے پکڑ کر) نہیں۔ یہ نہیں ہوسکتا۔ اگر تم کامیاب بھی ہوجاؤ۔ تو کلنک کا ٹیکا ساری عمر میرے ماتھے پر رہیگا۔ کہ خطرے کیوقت اپنی بہین کو سامنے کردیا۔ لو اب خدا پر بھروسہ کرو۔ اور مجھے جانے دو"

بنیکا نے چشم پُر آب ہوکر بھائی کو جانیکی اجازت دی۔ نائینو بےخوف وخطر اپنے محلہ سے تو گذر گیا۔ مگر وہ اِس محلہ میں جہاں ڈاکٹر کا مکان تھا داخل ہوا ہی چاہتا تھا کہ ایک سیاہ پوش دیوزاد نے اِسے اپنے آہنی پنجہ میں پکڑ کر پوچھا "کون ہے اسوقت بازار میں جانیوالا۔ اور حاکم وقت کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والا"

نائینو بیچارہ دنگ رہ گیا۔ اور اس سے قبل کہ وہ اپنی اس حرکت کی جوابدہی کرتا تین چار سپاہی اسپر آپڑے۔ اور کشاں کشاں قیدخانہ کی طرف لیچلے۔

ایک سپاہی ۔ خدا کی قسم۔ یہ شخص بڑا سرکش ہے"

دوسرا سپاہی ۔ اسنے حاکم وقت کے فرمان کی کچھ پرواہ نہ کی۔ اور ڈاکوؤں کیطرح باہر نکل آیا"

تیسرا سپاہی :- غالباً اس کا ارادہ نقب زنی کا ہوگا۔

چوتھا سپاہی :- اسے معلوم نہیں ہے کہ ہمارے شہر کا حاکم کیسا باخبر شخص ہے۔ اسے پہلے ہی سے اسکی بیوی کے ہونے کا علم تھا۔ اور اسے توقع تھی۔ کہ وہ ضروریات کو ڈاکٹر کی طرح بجائیگا۔

وہی سیاہ پوش چپلوزادہ :- دوستو کس شغل میں ہو۔ اسے قید خانہ میں کیوں نہیں لے چلتے۔

ع اور جو خیال ہم وفا کے اور جو خیال

نائینو بیچارہ مایوس و خاموش ان سپاہیوں کے ساتھ زندان کی طرف روانہ ہوا۔ اسے اپنے سے زیادہ اپنی حاملہ بیوی اور اس کی نازک حالت کی فکر تھی۔ ایسے سخت وقت میں بیوی سے جدائی کا خیال اسے گھایل کئے دیتا تھا۔ کہ کسی نے بڑے تحکمانہ لہجہ میں کہا "ٹھہر جاؤ"

نووارد شکل و وضع سے انگریز معلوم ہوتا تھا۔ اسنے آتے ہی ایک سپاہی کے ایسا زبردست چانٹا رسید کیا۔ کہ وہ دھم سے زمین پر گر پڑا۔ دوسرے سپاہی اسپر حملہ کرنا چاہتے تھے۔ کہ نووارد نے انکی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھا۔ اسکی غیر معمولی تیز آنکھوں سے بجلیاں گر رہی تھیں۔ خدا معلوم ان میں کیا جادو تھا۔ کہ جنے ایک دفعہ انہیں دیکھ لیا۔ پھر صاحب چشم کے مقابلہ کا عازم نہو سکا۔

اجنبی :- میرا نام لارڈ والٹر ڈینورز ہے۔ اور میں تم لوگوں کو چیلنج دیتا ہوں۔ کہ مقابلہ کی جرات ہے۔ تو سامنے آؤ۔ ورنہ میں اس قیدی کو اپنے ساتھ لئے جاتا ہوں۔ صبح کو کوئی یہ نہ کہے۔ کہ نائینو چوروں کیطرح بھاگ گیا ہے۔ چوروں کیطرح بھاگنے سے اسے عار ہے۔ اور وہ شیر دل کیطرح میدان میں گرج رہا ہے۔"

کوئی شخص لارڈ ڈینورز کے سامنے نہ آسکا۔ اور وہ نائینو کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالکر اسکے گھر کو روانہ ہوا۔ ڈینورز نے رستے میں اپنے رفیق کو تسلی دی۔ کہ خاطر جمع رکھو۔ جینوا کا حاکم مجھسے دبتا ہے۔ وہ میری موجودگی میں تمہارا بال بیکا بھی نہیں کر سکتا۔

نائینو :- (ایک مکان کیطرف اشارہ کرکے) یہ غریب خانہ ہے۔ چلئے تشریف رکھئے۔

ڈینوورز۔ "نہیں اس وقت تو مجھے کام ہے۔ کل حاضر ہونگا میں پھر آپسے
کہتا ہوں۔ کہ مجھ پر بھروسہ رکھنا۔ گھبرا نہ جانا۔"

اسکے بعد دونوں نے بڑے تپاک سے مصافحہ کیا۔ نانیٹو تھوڑی دیر میں
مکان میں داخل ہوا۔ اور بینکا نے آتے دیکھتے ہی خوشی کے آنسو بہائے۔ اور مبارکباد
دی۔ کہ لڑکا پیدا ہوا ہے۔ خدا کا فضل ہے۔ کہ بچہ و زچہ آرام سے ہے۔ ڈاکٹر کی
خدمات کی ضرورت واقع نہیں ہوئی۔ نانیٹو نے بھی جو کیفیت اس سے گذری
تھی مختصر طور پر بیان کی۔ جسے سنکر بینکا متعجب مگر غمگین ہوئی۔ اس کے دل میں
خود بخود یہ خیال پیدا ہو گیا تھا۔ کہ اس فسادی درخت نے ابھی جڑ پکڑی ہے
اسکا نشوونما ہونا لازم ہے۔

دوسرے دن دوپہر کو نانیٹو اپنے کارخانہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ کہ اس کا
مربی اور محسن تشریف لایا۔ اب چونکہ دن تھا۔ اس کا حسن و جمال پوری
طرح دکھائی دے رہا تھا۔ تبسم کے وقت اس کے چہرہ کی عجیب ہی کیفیت
ہوتی تھی۔ جس سے عظمت اور شان ہویدا تھی۔ غرضیکہ عورتیں تو عورتیں جو مرد
بھی اسے دیکھ پاتا۔ اسکے صانع کی کاریگری پر غش غش کرتا تھا۔

نانیٹو اور ڈینوورز میں مختلف معاملات پر گفتگو ہوتی رہی۔ آخر الذکر نے کہا
کہ میرا ارادہ یورپ کے بڑے بڑے شہروں میں صرافوں کے پاس روپیہ جمع کرانے
کا ہے۔ اور جنیوا بھی ان میں سے ایک ہے۔ یہ کہکر اسنے اشرفیوں کی پانچ
تھیلیاں توڑے اور ہنڈویاں نانیٹو کے سامنے رکھدیں۔ نانیٹو اتنی رقم دیکھکر متعجب
ہوا۔ اور بولا "میں حیرت میں ہوں۔ کہ آپ کیوں مجھ حقیر پر اس قدر مہربان
ہیں۔ پہلے تو میری جان بچائی۔ اور اب مجھے روپیہ سے مالا مال کر دیا ہے۔"

ڈینوورز۔ "نہیں نہیں۔ تم اس بات کا خیال بھی نہ کرو۔ میرا فرض تھا کہ
ایک مظلوم شخص کو ظالموں کے پنجہ سے چھوڑاتا۔"

اس اثنا میں خادمہ نے آکر اطلاع دی۔ کہ کھانا تیار ہے۔ ڈینوورز
اس کا میزبان ہو [illegible] اگر کھانے کے کمرے میں [illegible]
کرائی گئی بینکا ڈینوورز کا حسن و جمال دیکھکر [illegible]

بھائی نائینو کے دل میں بھی خیال آیا۔ کہ تقدیر نے کیا موزوں جوڑا ملا دیا ہے
اگر ان کی شادی ہو جائے۔ تو چہ خوش۔ اسوقت ڈینورز کے منہ سے اتفاقیہ
نکل گیا۔ کہ وہ نا کتخدا ہے۔ جسے سُنکر بنیکا اور نائینو خوشی کے مارے جامے
میں پھولے نہیں سماتے تھے۔ دو تین گھنٹہ کی دلخوش کن گفتگو کے بعد ڈینورز
نے جانیکا ارادہ ظاہر کیا۔ دونوں بہن بھائی بڑے تپاک سے اس سے ملے اور
دروازہ تک اس کے ساتھ گئے۔

ڈینورز کے سپاہیوں کو شکست دینے کی خبر سُنکر لوگوں نے پہلے پہل
بہت چرچا کیا۔ کہ کسطرح اکیلا شخص متعدد سپاہیوں پر غالب آگیا: اور
کیوں جینوا کے ظالم حاکم نے اسے تنبیہ نہ کی؟۔ مگر یہ چرچا آہستہ آہستہ کم ہو کر
بالکل فراموش ہو گیا۔ تین مہینے گذر گئے۔ اب اپریل کا خوشنما مہینہ تھا۔

ڈینورز بلا ناغہ نائینو کے ہاں آتا تھا۔ بنیکا دل میں اسے چاہتی تھی۔ اور
وہ ہزار جان سے اسکا عاشق تھا۔ غرضیکہ دل کی محبت زبان پر آئی۔ ڈینورز
بنیکا سے شادی کا خواہاں ہوا۔ جسے نائینو نے منظور کر لیا۔ ڈینورز نے تجویز
پیش کی۔ کہ دو ماہ کے بعد شادی ہونی چاہیے۔ اِس عرصہ میں میں نارمنڈی
(فرانس) میں جا کر اپنے قلعہ میں اِس تقریب کا انتظام کرتا ہوں۔ ڈینورز
چلا گیا۔ اسے گئے ہوئے پورے سات ہفتے گذر گئے۔ مگر اس کی طرف سے
کوئی پیغام شادی کی تیاری کا موصول نہ ہوا۔ یہ دیکھکر بنیکا کو خیال آیا۔ کہ جینوا
کے سنگدل حکمران کے لئے انتقام لینے کا یہ نہایت عمدہ موقع ہے۔ اور اسے
تیار ہے مجھسے یا میرے بھائی سے بدسلوکی کرے۔ نائینو کے بیٹے کا نام لوڈو دیکو رکھا
گیا تھا۔ اب وہ تقریباً پانچ ہفتہ کا تھا۔ ایک دن نائینو۔ اسکی بیوی اور اسکی ہمشیرہ
اپنے مکان میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ اچانک ایک زرہ پوش داخل ہوا۔ وہ اس
سے پہلے کہ کوئی مزاحمت کرتا۔ یا زبان سے کچھ کہتا۔ اِس نے دروازہ اندر سے
بند کر دیا۔ بڑے تحکمانہ لہجہ میں بولا اے جواہر سوداگر! تجھے معلوم ہوگا
کہ میں جینوا کا حاکم ہوں۔ پھر خود ہی اپنے سوال کے جواب کا انتظار
کئے بغیر شاید آج تو نے منادی سُنی ہوگی۔ کہ میری بیوی بانجھ ہے

اسلئے میں نے دوسری شادی کا ارادہ کر لیا ہے۔ تو خوش ہو۔ کہ میں یہ عزت تیری بہن کو دینے کا ارادہ رکھتا ہوں "

زرہ پوش کی زبانی یہ کلمات سنکر بنبہ کے تینوں ممبروں پر رعب طاری ہو گیا۔ نائینو کی بیوی تھر تھر کانپنے لگی۔ اور بنیکا چیخ مار کر بیہوش گر پڑی۔

نائینو:۔ میں اس حضور کے ارشاد کو اپنی عزت افزائی کی دلیل سمجھتا ہوں۔ مگر افسوس ہے کہ بنیکا کی شادی ایک اور شخص سے قرار پاچکی ہے "

حاکم:۔ اور وہ شخص لارڈ ڈینوز ہے۔ جس نے اس راست نہ معلوم کسطرح مجھ پر اثر ڈال لیا۔ خیر اب تو وہ یہاں نہیں ہے۔ میں تمہیں تین دن کی مہلت دیتا ہوں۔ کہ اس عرصہ میں یا تو بنیکا کی شادی مجھ سے کردو۔ یا تمہیں حکم عدولی اور پولیس کی حراست سے بھاگنے کے دو سنگین جرائم کی سخت سزا یعنی سزائے موت دیجائیگی۔ یہ میرا آخری قطعی فیصلہ ہے اب میں چلتا ہوں "

سنگدل زرہ پوش چلا گیا۔ اس کے جانے پر نینو اور بنیکا نے معلوم کیا کہ گویا غم کا پہاڑ ان پر ٹوٹ پڑا ہے۔ بنیکا زار زار روتی تھی۔ اور کہتی تھی۔ کہ یہ سب مصیبت کنبہ پر مجھ نصیبوں جلی کی بدولت آئی ہے نینو کہتا تھا کہ اور سنے چلانے سے کیا حاصل؟۔ جو ہمارے مقدر میں ہے۔ وہ کبھی ٹل نہیں سکتا۔

پہلا دن رونے میں گذرا۔ دوسرے دن نینو نے بنیکا سے مشورہ کیا کہ بھاگنے کی کوئی تجویز کرنی چاہئے۔ وہ ان دل خوش کن امیدوں سے ایک دوسرے کو تسلیاں دے رہے تھے۔ کہ خادمہ نے آکر خبر سنائی۔ کہ ایک درجن سپاہی دروازہ کے باہر مسلح کھڑے ہیں۔ گویا اب بھاگنا محال نہیں۔ بلکہ ناممکن تھا۔ نائینو نے افسر پولیس کو رشوت دینے کی تجویز نکالی۔ اور بنیکا نے اس تجویز کی تائید کی۔ لیکن جب وہ کچھ دیر تک افسر پولیس سے گفتگو کر کے واپس آیا۔ تو اس کا غمگین چہرہ صاف بتا رہا تھا کہ اسے اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ہوئی [illegible] زیادہ روز [illegible] تھا صرف۔ اسکی بیوی [illegible] کی

سے سوج گئی تھیں۔ آواز بیٹھ گئی تھی۔ اور تینوں کے چہرے مرجھائے
ہوئے تھے۔ نائیو نے اپنے پروردگار کی جناب میں بڑے خشوع و خضوع
سے دعا مانگی۔ اس کے بعد بڑے مودبانہ لہجہ میں ایک عرضی حاکم کے نام
لکھی۔ کہ ہمارا تمام زر و مال لے لیجئے۔ اور ہمیں آزادی عطا کیجئے۔ شام تک
اس عرضی کا کچھ جواب موصول نہ ہوا۔ بقول شاعر

ایام ہجر کٹ نہ سکے گو کسی سے بھی
پتھر سے سخت ہو گئے دن انتظار کے

ایک منٹ ایک سال کی طرح گزرتا تھا۔ رات کی تاریکی سطح عالم پر
محیط ہو چکی تھی۔ جبکہ ظالم حاکم کا خشک جواب موصول ہوا۔ کہ میں روپیہ کا
بھوکا نہیں ہوں۔ مجھے عورت کی ضرورت ہے۔ اور وہ صرف نیکا کے ملنے
سے پوری ہو سکتی ہے۔ وہ رات بھی انہوں نے خداوند کریم کی بارگاہ میں
دعا مانگنے میں گزار دی۔

چوتھے دن کا آفتاب طلوع ہوا۔ اور یہ گویا اس بدقسمت کنبہ کے لئے
روز حساب کا آفتاب تھا موت انکے سر پر کھڑی ہوئی آنکھیں دکھا رہی تھی۔
سوائے ایک ذات پاک کے جو تمام مخلوقات کا اکیلا اور آخری سہارا ہے
کوئی انہیں مخلص نظر نہیں آتا تھا۔ نائیو نے بڑے ہی درد بھرے اور انکسار کے
الفاظ میں اپنے معصوم بچے کی طرف سے خدا سے دعا مانگی۔ وہ ابھی اس تسکین
دہ کلام سے فارغ ہو کر آمین بھی نہ کہنے پایا تھا کہ دروازہ کھلا۔ اور دفعتاً
ظالم شاہی لباس میں ملبوس اندر داخل ہوا۔ اس نفیس لباس سے
اس کی غرض [illegible] یہ تھی کہ اگر نیکا نے اسکے رعب میں آکر شادی کرنا منظور کر لیا
تو گرجے میں جا کر عقد کی رسم ادا کی جائے گی مصیبت زدہ کنبہ
[illegible] نے اسے سمجھ لیا۔ کہ نائیو نے عزت کو موت پر اور آزادی
[illegible] یہ دیکھتے ہی اسکی آنکھوں میں چنگاریاں نکلنے لگیں۔
[illegible] سے میرے حکم کی تعمیل ہوتی ہے یا نہیں؟
[illegible] ہے۔ وہ میں آپکی نذر کر سکتا ہوں مگر نیکا

کو جو میری نہیں ہے۔ آپ مجھے سانتہ شادی کرنے پر مجبور نہیں کر سکتا۔ کیونکہ "

نامینو کا فقرہ ابھی مکمل نہیں ہوا تھا۔ کہ سنگدل حاکم نے سپاہیوں کو کڑک کر کہا۔ "اس پاجی بدذات کو لوہے میں جکڑ دو۔ اور ہماری عدالت میں لیجاؤ عورتوں پر جب تک مزید حکم صادر نہ ہو۔ سنگین پہرہ رہے "

وہ آہ دیکا کا دلخراش نظارہ۔ باپ کی جدائی بیٹے سے بھائی کی بہن سے اور شوہر کی پیاری بیوی سے ایسا دردانگیز ہے کہ فرط غم سے قلم کا کلیجہ پھٹا جاتا ہے۔ ننھے بچے کا بلبلانا پتھر کے دلوں کو بھی موم کرنے کے لئے کافی تھا مگر اس خارج از ایمان حاکم کی آنکھیں جنہیں شہوت کا نشہ آیا ہوا تھا۔ انسانی فطرت کا درد دیکھ سکنے کے ناقابل تھیں۔ بیچارہ نامینو بیگناہ اپنے کنبہ سے جدا کیا گیا۔ اور فیصلہ کے لئے اس عدالت میں لایا گیا۔ جسے عدالت کہنا عدالت کے تقدس کی توہین کرنا ہے۔ شہادت پیش ہوئی۔ کہ ماہ جنوری کی فلاں تاریخ کو نامینو ملکی قانون کی خلاف ورزی کا مرتکب پایا گیا۔ پولیس نے اپنا فرض منصبی ادا کیا۔ کہ اسے اس خلاف ورزی کی پاداش میں گرفتار کر لیا۔ مگر مجرم ایک انگریز کی مدد سے پولیس کا مقابلہ کرنے اور بھاگ جانے میں کامیاب ہوا۔ اور اس طرح اس نے اپنے جرم کو اور بھی زیادہ شدید بنا دیا۔ ملزم کا جواب تھا۔ کہ میں ایک اشد ضروری کام کے باعث گھر سے باہر نکلا۔ مگر عدالت نے اس عذر کو قبول نہ کیا۔ اور ملزم کے حق میں قتل کا فتوےٰ صادر کیا۔

نامینو نڈر بنی اسوقت قتل گاہ میں کھڑا ہے۔ اور ہزارہا اہل شہر نظر ترحم سے اس کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ بیچارہ شکار موت اب تک بڑے حوصلہ سے کھڑا تھا۔ مگر جب اس نے حاکم کو مسکراتے دیکھا تو اسے خیال آیا۔ کہ معصوم نہیں۔ ظالم میرے بعد میرے بال بچوں سے کیا سلوک کرے؟

سو والو ! اے خدا کے بندو۔ موت میرے سر پر کھڑی ہے اور کوئی شخص خوشی سے مرنا نہیں چاہتا۔ لیکن میرا صرف ایک ہی غم

عنصری سے با آرام پرو۔ ز کر جائیگا۔ اگر جنیوا کا حاکم آپ لوگوں کے سامنے عہد کرے۔ کہ میرے بعد میری بیوی اور بچوں سے کسی قسم کی بدسلوکی نہیں ہوگی۔" قتل گاہ سے چند آوازیں سنائی دیں۔ جو غالباً مقتول کے حق میں تھیں۔ مگر حاکم نے نگاہ غضب سے ان لوگوں کی طرف دیکھا۔ اور سب طرف سناٹے کا عالم ہوگیا۔ اسوقت اِس بد باطن شخص نے غریب نائینو کی درخواست کے جواب میں کہا "میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ کہ تمہارے رشتہ داروں سے کیا سلوک ہوگا۔ ہاں اُن سے واجبی سلوک ہوگا۔ کہ جس کے وہ مستحق ہیں"

نائینو لنڈ فی خدا کی جناب میں دُعا مانگنے کے لئے دوزانو ہوا۔ جلاد تیار تھا۔ کہ وہ خونی حکم ہو۔ اور اسے بار سر سے سبکدوش کرے۔ کہ ٹھیک اسوقت "ٹھہرنا" کی آواز تحکمانہ لہجہ میں سنائی دی۔ جلاد نے ہاتھ روک لیا۔ اور اژدہام کی طرف کان لگا کر دیکھنے لگا۔

سوار "اِس قیدی کو چھوڑ دو"

نائینو نے سر اٹھا کر دیکھا تو یہ اس کا دوست اور محسن لارڈ ڈینور ز تھا

حاکم "اِس نابکار کو جو اِس سے پہلے بھی امن جینوا میں خلل انداز ہوچکا ہے۔ گرفتار کرو۔ اور سخت سزا دو"

ظالم حاکم جینوا کے سپاہیوں نے ڈینورز کو گرفتار کرنا چاہا۔ مگر جونہی انہوں نے اس کا چہرہ دیکھا۔ اور اس کی آنکھوں سے سرخ بجلیاں گرتی ملاحظہ کیں۔ تو وہ کانپ اٹھے اور پیچھے ہٹ گئے۔ بلکہ بعض تو گھوڑوں ہی سے گر پڑے۔ اِس سانحہ کے چند لمحہ بعد ڈینورز نے حاضرین پر کچھ ایسا جادو کیا۔ کہ ایک انبوہ کثیر حاکم جینوا پر ٹوٹ پڑا۔ اور آنِ واحد میں لوٹ کھسوٹ کر کے اِس کی بوٹیاں نوچ ڈالیں۔

سو واگر اب آزاد تھا۔ اور بڑی خوشی سے اپنے محسن ڈینورز سے بغلگیر ہوا۔ یہ دونوں مل کر اِس مکان میں آئے۔ جہاں بنیکا اور اس کی بھاوج رو رہی تھیں۔ اور جسے نائینو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ

چکا تھا۔ بنیکا اپنے پیارے بھائی کی جان بخشی اور پیارے بہادر عاشق کی دلیری کا خیال کرکے خوشی سے جامہ میں پھولی نہیں سماتی تھی۔ لوگ کہتے تھے۔ کہ ڈینورز جادوگر ہے۔ مگر بنیکا اس نظارے کو اس کی غیر معمولی دلیری سے منسوب کرتی تھی۔ اب شادی کی تیاری شروع ہوئی۔ بنیکا ڈینورز کی ہر ایک ادا پر جان نثار کرتی تھی۔ اور وہ کیوں نہ کرتی۔ ڈینورز نہ صرف اسکا دلدادہ اور وفادار عاشق تھا۔ بلکہ اسکے خاندان کا سب سے بڑا محسن تھا۔

اب شادی میں صرف ایک دن باقی ہے۔ شام کے وقت جب بنیکا اور ڈینورز سیر سے واپس آئے۔ تو ڈینورز تو اپنے کیمپ میں چلا گیا۔ مگر بنیکا مغموم اور مایوس اپنے گھر واپس آئی۔ نائینو نے بنیکا کو افسوس میں دیکھکر کہا "پیاری بہن! میں جانتا ہوں۔ کہ کل تم مجھ سے جدا ہوگی۔ لیکن اس میں مغموم ہونے کی کیا بات ہے؟ ہم تم سے ہمیشہ ملتے رہا کرینگے" بنیکا نے اِس رائے کا جو دراصل بالکل غلط اور فرضی تھی۔ کچھ جواب نہ دیا۔

دوسرے دن نائینو اور اس کی بیوی خواب سے بیدار ہوئے۔ تاکہ مہمانوں کی ضیافت وغیرہ کا بندوبست کریں۔ نائینو کی بیوی بنیکا کے کمرے کی طرف گئی۔ اِس کا کمرہ خالی تھا۔ نائینو یہ خبر سُنکر سراسیمہ وار گھر میں دوڑا۔ ملازموں سے بنیکا کا پتہ پوچھا گیا۔ انہوں نے کانوں پہ ہاتھ رکھتے۔ بنیکا کی ایک خادمہ تھی۔ اِس نے صرف اسقدر کہا "آدھی رات کو بنیکا اپنے کمرے سے نکلی تھی۔ اِس کے بعد مجھے معلوم نہیں کہ وہ کہاں گئی" نائینو فوراً ڈینورز کے فرودگاہ کیطرف بھاگا جہاں جاکر اسے معلوم ہوا۔ کہ ڈینورز نے کل آدھی رات کے وقت دو خاص تیز رفتار گھوڑوں پر زین کسنے کا حکم دیا تھا۔ مگر یہ نہیں بتایا۔ کہ وہ کہاں اور کتنے عرصہ کے لیئے جاتا ہے۔ لارڈ ڈینورز کے ملازم نے یہ بھی کہا۔ کہ میرے آقا کا حکم ہے۔ کہ ہم اپنا کیمپ یہاں سے اُٹھا کر نارمنڈی کے

قلعہ میں واپس چلے جائیں۔

گویا بنیکا اور ڈینورز بھاگ گئے تھے۔ اس وحشت اثر خبر کے سننے سے نانینو کا دل ٹوٹ گیا۔ مگر یہ اس کے لئے ایک معمہ لاینحل تھا۔ کہ جب بنیکا اور ڈینورز آزادی سے شادی کر سکتے تھے۔ تو انہیں بھاگنے کی کیا ضرورت تھی۔ اب نانینو نے اپنی بیوی کے مشورہ سے سفر کرنے اور اپنی ہمشیرہ کا کھوج لگانے کا مصمم ارادہ کیا۔ وہ پہلے نارمنڈی میں گیا نارمنڈی سے انگلینڈ میں۔ انگلینڈ سے آئرلینڈ میں۔ اور آئرلینڈ سے جزیرہ سفید میں پہنچا۔ مگر جہاں کہیں وہ گیا۔ ڈینورز کے اجاڑ اور ویران قلعے اس کی نظر پڑے۔ اسطرح آٹھ سال کا عرصہ گذر گیا۔ نانینو اپنے وطن میں واپس آکر رہنے لگا۔ اس اثنا میں نہ بنیکا اور نہ ڈینورز کا کچھ حال کھلا۔

مذکورہ بالا پردرد سانحہ کو بیس سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ نانینو لنڈلی جس کے چہرہ پر جھریاں پڑ گئی ہیں۔ بستر مرگ پر لیٹا ہوا حالت نزاع میں ہے اسکا نوجوان بیٹا لوڈوویکو پائنتی کی جانب بیٹھا ہوا اپنے باپ کو جدا ہوتے ہوئے دیکھ کر سسکیاں لے رہا ہے۔ ڈاکٹر لوڈولی کے علاوہ دو تین شخص بیمار پرسی کے لئے موجود ہیں۔ نانینو نے ان سب سے باہر چلے جانے کی درخواست کی۔ تاکہ وہ اپنے بیٹے کو وصیت کرے۔

نانینو بولا لوڈوویکو۔ پیارے فرزند۔ اس سے پہلے کہ میں تمہاری والدہ مرحومہ کے پاس چلا جاؤں۔ جو کہ اسوقت بہشت میں ہے۔ میں چند نہایت ضروری امور کے متعلق تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ پہلی بات یہ ہے۔ کہ قریب بیس سال ہوئے۔ ایک شخص ڈینورز نامی نے میرے پاس کچھ روپیہ امانتاً جمع کیا تھا۔ اسکی صحیح مقدار تمہیں کھاتہ میں ملیگی۔ پس جب وہ یا اس کے ورثا میں سے کوئی شخص تم سے روپیہ مانگنے آئے۔ تو مع سود کے کوڑی کوڑی چکا دینا۔ یہ واجب الادا رقم کاٹ کر بھی تمہارے پاس بے اندازہ دولت بچ رہیگی۔ دوسری بات یہ ہے کہ بنچ کے کاغذات سے تمہیں

اپنی بنیکا پھوپھی کا دردناک قصہ معلوم ہوگا۔ کہ کس طرح ڈینورز اسے بھگا کر
لے گیا۔ جو ہمارے خاندان کے دامن عزت پر بدنامی کا اَمٹ داغ ہے اب
ہماری خاندانی ہمیت اِس امر کی مقتضی ہے۔ کہ اس بدذات ڈینورز سے
انتقام لیا جائے۔ میری زندگی کا سب سے بڑا مقصد یہ تھا۔ مگر میں ہمیں کامیاب
نہیں ہوا بمصداق "اگر پدر نتواند پسر تمام کند" یہ کام تکمیل کے لئے میں تمہارے
سپرد کرتا ہوں۔ اگر تم بھی کسی طرح اِس کام میں عہدہ برنہ ہوسکو۔ تو یہ
کام اپنے بیٹے کے سپرد کرنا۔ غرضیکہ یہ سلسلہ جس کی بنیاد انتقام پر ہے کبھی
ٹوٹنے نہ پائے۔ جب تک کہ ڈینورز یا اس کے خاندان سے اِس کا بدلہ نہ
لیا جائے۔ تاکہ دنیا کو معلوم ہو جائے۔ کہ بدی ایسی خطرناک شے ہے۔ کہ
اِس کے بُرانے بیج کا کڑوا پھل نسل درنسل چکھنا پڑتا ہے۔ اب تم قسم
کھاؤ۔ کہ تم اِس مقدس ارشاد کی تعمیل کروگے۔ اور اپنے خاندان کے دامن
سے بدنامی کا دھبہ دھو ڈالو گے"

نوجوان لوڈوویکو نے حلف اُٹھایا۔ اور اس کے باپ کا طائر روح
باطمینان تمام قفس عنصری سے پرواز کرگیا۔

نائینو کے بعد لوڈوویکو دوکان کا کام بڑی عمدگی سے چلاتا رہا۔ ایکدن
ایک نوجوان جسکے بال گھونگریالے اور آنکھیں سیاہ چمکدار تھیں۔ اور جسکا
حلیہ لارڈ ڈینورز سے ملتا تھا۔ دوکان میں داخل ہوا۔ لوڈوویکو جھٹ سمجھ
گیا۔ کہ وہ ڈینورز کا بیٹا ہے۔ مگر اُسے دیکھتے ہی معلوم نہیں کیوں۔ نوجوان
سوداگر کانپ اُٹھا۔

لوڈوویکو۔ "حضور کیا ارشاد ہے؟"

نوواردہ۔ "میرا نام لارڈ ڈرنیلغس ہے۔ اور میں لارڈ ڈینورز مرحوم کا بیٹا
ہوں میرے والد نے تیس سال ہوئے کچھ روپیہ تمہاری دوکان میں جمع
کرایا تھا۔ وہ تم کب واپس دینا چاہتے ہو؟"

لوڈوویکو۔ "میں اپنے خاندان کے محسن کی یادگار کو دیکھکر نہایت خوش
ہوا۔ مگر حضور اگر کچھ [illegible]

کیونکہ مجھے [illegible] ہو سکتے ہیں۔ اور [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بلکہ [illegible] کیونکہ والد مرحوم سے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اور [illegible] ہوں۔ اس [illegible]

[illegible]

[illegible]

ہم کبھی [illegible] گفتگو کرینگے [illegible] ہوں

[illegible]

[illegible] سے بھی زیادہ مفلس تھا کیونکہ [illegible]

[illegible]

میں [illegible] آ گئے [illegible]

[illegible] اس سے ملنے آیا [illegible] قرض کی تفصیل پوچھی

[illegible] کے پاس [illegible]

[illegible] سود [illegible] تھا اور اس کی گردن پر

[illegible] احسان اور بھی [illegible] ہو گیا تھا [illegible]

[illegible] میں دیتا ہوں [illegible]

[illegible] خیال آیا کہ وہ کیسی طرح

[illegible] سے اس نے [illegible]

لیتا ہے۔ تو شرم کے مارے اس کے ہاتھ پاؤں کانپنے لگے۔ مگر یہ جب سے جو
اسکا اصل مقصد تھا کہہ گیا تھا کہ اگر تم از سر نو کاروبار شروع نہیں کرو گے تو
میرا اتنا روپیہ کس طرح ادا کرو گے۔ تو ڈوڈیکو نے کچھ اس [illegible] سے
اور کچھ اپنے ذاتی فائدہ کو مد نظر رکھکر لنڈن میں جانے اور وہاں سوداگری
کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔

کچھ عرصہ کے بعد ہم ڈوڈیکو کو لنڈن کے لومبرڈ سٹریٹ میں ایک بڑے
بھاری کارخانہ جواہرات کا مالک دیکھتے ہیں۔ وہ اپنے پیشہ میں کامیاب رہا ہے
اور مٹی کو بھی ہاتھ لگاتا ہے تو وہ سونا بن جاتی ہے۔ پندرہ سال کے عرصہ
میں اس نے لارڈ [illegible] کا تمام روپیہ ادا کر دیا۔ [illegible] میں اس نے ایک
سوداگر کی لڑکی سے شادی کی ہے جس سے دو لڑکے ایلی سینڈرو اور کاسمو
پیدا ہوئے۔ ایلی سینڈرو بیس سال کا تھا کہ ایک دن یکایک لوڈوڈیکو
لنڈنی کی طبیعت خراب ہو گئی۔ اس نے دونوں لڑکوں کو بلایا۔ اور وہیں
[illegible] وصیت کر کے اس جہان فانی سے چل دیا۔ دو سال بعد [illegible]
میں [illegible]
[illegible] چنانچہ تمام [illegible]
[illegible] کے نام لکھوا دی گئی۔

ایلی سینڈرو کے [illegible] کوئی اولاد نہیں ہوا۔ البتہ اس کے چھوٹے
بھائی کاسمو کے گھر فرزند پیدا ہوا۔ اسکا نام مارک تھا۔ چونکہ ایلی سینڈرو
لاولد تھا۔ اسنے مارک کو اپنا اور اپنے خاندان کا جائز وارث قرار دیا۔

نوٹ:- میں ایلی سینڈرو چونکہ مدت العمر میں [illegible] کے خاندان سے انتقام
نہیں لے سکا۔ اور اب میرا آخری وقت بہت قریب معلوم ہوتا ہے۔ اس
لئے آج یکم جنوری [illegible] کو میں اپنے بھتیجے مارک کو جسکی عمر پچیس
سال کی ہے۔ بدلہ لینے کا فرض تفویض کرتا ہوں۔ تاکہ وہ آپ اسے
پورا کرے۔ یا اپنے وارثوں کو اس کے پورا کرنے کی ہدایت کرے۔

العبد ——— ایلی سینڈرو لنڈنی

نواں باب

شادی

لیڈی اور لیڈی گرنیتھم تو لنڈنی کی دوکان سے خوش خوش واپس آئے
کیونکہ وہ شادی کی تیاریوں میں ڈورا کے لئے زیورات تیار کر رہے تھے
مگر ڈورا کے دل پر اس کتاب کے مطالعہ سے جو اثر ہوا۔ وہ بیان سے باہر
ہے۔ وہ جب سے ماسٹر لنڈنی کے کتابخانہ سے ہو کر آئی ہمیشہ مغموم اور
بے چین رہتی تھی۔ وہ کبھی تو بادشاہ ہنری سے جو بلا ناغہ شام کو اسکی
ملاقات کو آتا تھا۔ محبت سے پیش آتی تھی۔ اور کبھی اسکے چہرہ کو تردد سے
دیکھ کر سرد مہری اور خوف ظاہر کرتی تھی۔ لارڈ اور لیڈی گرنیتھم دل میں
ڈرتے تھے۔ کہ مبادا بادشاہ اِس سرد مہری سے ناراض ہو کر شادی کا ارادہ
ملتوی کر دے۔ مگر خیر۔ ۱۳۔ اگست ۱۵۱۶ء کی تاریخ شادی کے لئے
مقرر ہو گئی۔

رات کے دس بج چکے ہیں۔ پادری فادر پال قربانگاہ کے سامنے
سر جھکائے دُعا پڑھ رہا ہے۔ اچانک دروازہ کھلا۔ اور چار شخص داخل
ہوئے۔ بادشاہ ہنری۔ ڈورا۔ لارڈ گرنیتھم اور لیڈی گرنیتھم۔ بادشاہ کا
تاکیدی حکم تھا۔ کہ رسوم شادی خفیہ طور پر ادا کی جائیں۔ اِسی اخفاء راز
کے خیال سے گرجا بھی وہی منتخب کیا گیا تھا۔ جو ویرانہ میں واقع تھا
بادشاہ اور لارڈ اور لیڈی گرنیتھم کے چہرہ سے فتحمندی کے آثار نمایاں
تھے۔ مگر ڈورا کا گرجے میں داخل ہوتے ہی رنگ فق ہو گیا۔ بہرحال
فادر پال نے ہر ایک کام خوبی سے سرانجام دیا۔ نکاح نامہ پر شاہی
مُہر اور دستخط کے علاوہ لارڈ اور لیڈی گرنیتھم کے دستخط بطور گواہ کے
ثبت تھے۔ اب پادری صاحب نے ایک کاغذ بادشاہ کو اور ایک کاغذ
لپیٹ کر ڈورا کو دیا۔ ڈورا جب سے گرجے میں داخل ہوئی تھی۔ ہر چند

کہ مایوس اور پژمردہ کھڑی تھی۔ مگر اس کاغذ کے مضمون سے اس کا چہرہ بشاش ہوگیا۔ جسے دیکھ کر ہنری نے پیار سے اس کے کان میں کہا "مبارک۔ اب تم ملکۂ انگلستان ہو"

لارڈ اور لیڈی گرنیتھم نہایت شاداں تھے۔ اور اپنی آیندہ خوشحالی کی امیدوں میں خوشی سے جامہ میں پھولے نہ سماتے تھے۔ اسبارہ میں صرف لیڈی گرنیتھم کی ایک دایہ انکی رازدار تھی۔ جو وقتاً فوقتاً اپنی رازداری کا انعام اشرفیوں کی تھیلیوں کی صورت میں پاتی رہی۔

دسواں باب

اب ہم ایک اور دلچسپ سین ناظرین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ مذکورہ بالا واقعات سے چند روز بعد ایک دن ٹھیک دوپہر کے وقت ایک خوش پوش نوجوان گھوڑے پر سوار حدود مردہ گھر میں داخل ہوا۔ اور اصطبل کے سائیس سے پوچھا کہ تمہارا آقا ماسٹر ڈینوین کہاں ہے۔

سائیس:۔ (بڑے غور سے سوار کی طرف دیکھ کر) آہا تم تو ماسٹر سینٹ لوئیس معلوم ہوتے ہو۔ وہی ماسٹر لوئیس جو مشہور قطاع الطریق تھا اور جو ڈاکہ زنی کے لئے گھوڑے اور پستول کرایہ پرلیجایا کرتا تھا"

سوار:۔ "چپ رہو۔ پاجی۔ پرانی باتوں کے ذکر سے کیا حاصل۔ یہ لو اشرفی۔ اسسے ہوٹل میں دیگر سات دن خوب مزے کرو۔ اور پرانی باتوں کو بھول جاؤ۔ اب بتاؤ۔ ماسٹر ڈینوین کہاں ہے"

سائیس:۔ "حضور۔ وہ اندر ہے۔ مگر اس سے اس اشرفی کا ذکر نہ کیجئیگا"

ماسٹر لوئیس نے مسکرا کر منہ پھیر لیا۔ اور سامنے دیوار کے پاس جا کر آوازیں دینے لگا "ماسٹر ڈینوین۔ ڈینوین صاحب"

ڈینوین:۔ (دروازہ کھول کر) آہا۔ میرے دوست سینٹ لوئیس! میں آپ کو دیکھ کر خوش بھی ہوا اور متعجب بھی"

لوئیس :- "آپ غالباً میری ظاہری ٹیپ ٹاپ کو دیکھکر حیران ہوئے
ہونگے - مگر (آہستہ آواز میں) اب میں ڈاکو نہیں ہوں بلکہ (بلند آواز میں)
شاہ انگلستان کا پرائیویٹ سکرٹری ہوں - اور یہ سب کچھ فرسباوسی کی
بدولت ہے "

ڈینیوین :- "خوب !"

لوئیس :- "آپ نے اپنے خاندان کی ایک عورت مارگریٹ کا عجیب و غریب
حال سنانے کا عہد کیا تھا - اس روز میں آنہ سکا - اب حاضر ہوا ہوں
اور باتیں پھر کرینگے - پہلے اس قصہ کو ختم کیجئے "

ڈینیوین اپنی جگہ سے اٹھا - اس نے اپنا بستر اٹھایا - بستر کے نیچے ایک
صندوق تھا - اور صندوق کے نیچے ایک چور کمرہ تھا - چور کمرے کا تختہ ہٹایا
گیا - اس کے اندر ایک چوبی بکس برآمد ہوا - ڈینیوین نے اس بکس کو کھولا
تو یہ ایک انسان کے سالم پنجر کی ہڈیوں سے بھرا ہوا تھا - ڈینیوین کے کہنے پر
سینٹ لوئیس تھوڑی دیر تک اس پنجر کی طرف دیکھتا رہا - اس نے اس
عقدہ کو وا کرنے کی کوشش کی - مگر کامیاب نہ ہوا - ڈینیوین نے اسے
ایک سٹول کیطرف اشارہ کرکے بیٹھنے کی ہدایت کی - اور جب وہ بیٹھ گیا - تو
اوّل الذکر نے مارگریٹ کا موعودہ قصہ اسطرح شروع کیا -

"یہ کہانی سنہ ۱۴۶۲ء سے شروع ہوتی ہے - جب کہ پہاڑی علاقہ
میں جھیل انزڈیل کے کناروں پر دو عالیشان محل واقع تھے - ایک محل
دوسرے سے بہت زیادہ امیرانہ اور عالیشان تھا - دوسرے محل کو محل کی
نسبت ہال کہنا زیادہ مناسب ہے - اور چونکہ یہ خاندان ڈینیوین کے قبضہ
میں تھا - اسکا نام ڈینیوین ہال تھا -

عالیشان محل کا نام ڈینورز محل تھا کیونکہ وہ خاندان ڈینورز کے قبضہ
میں تھا - ڈینورز اور ڈینیوین خاندانوں میں زمانہ قدیم سے دشمنی چلی آتی تھی
ایک خاندان دوسرے کو برباد بلکہ معدوم کرنے کی فکر میں رہتا تھا - اس
اثنا میں ہر ایک کو دل کا بخار نکالنے کے موقعے وقتاً فوقتاً ملتے ہے مگر خاندان

ڈینورز اپنے حریف خاندان سے زیادہ طاقتور تھا۔ چنانچہ چند سال ہوئے اس نے آفرنالڈ کے نوکروں اور سپاہیوں پر جو نہایت تعیل اشعار رکھتے حملہ کیا۔ ور چُن چُن کے قتل کر ڈالا۔ ڈینڈین ہال جلا کر خاک سیاہ کیا گیا۔ یہ ڈینوین ہال جس کا ذکر ہو چکا ہے از سرِ نو تعمیر کیا گیا تھا۔

اسی زمانہ میں لارڈ ڈینو نے انتقال کیا۔ اور اس کا بیٹا لارڈ والٹر ڈینورز اس کا جانشین ہوا۔ مگر اس کو یہ خطاب حاصل کئے ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گذرا تھا کہ وہ ڈینورز ہال چھوڑ کر کہیں چلا گیا۔ اس کے بعد ہمبرز ڈینڈین نے اپنے ڈینڈین ہال کو دوبارہ آراستہ کیا۔ یہ واقعہ ۱۶۸۱ء کا ہے۔ ایک دن ہم کیا دیکھتے ہیں کہ ڈینڈین اپنی محبوبہ اور چہیتی آفتاب و چند سے ہتاب بیٹی مارگریٹ کے ساتھ جھیل کے کنارے پر ٹہل رہا ہے۔ مارگریٹ کا حسن بے مثال تھا۔ اس لئے وہاں کے باشندے اسے "گلِ بہار" کہہ کر پکارتے تھے۔

اس کا باپ نائٹ ڈینوین بڑا قوی ہیکل اور بارعب شخص تھا۔ اس نے اپنی خاندان کی کھوئی ہوئی سلطنت کو کسی قدر حاصل کیا تھا۔ مگر وہ کہا کرتا تھا کہ جب تک میں خاندان ڈینورز کو بالکل تباہ و برباد نہ کر لوں۔ مجھے چین نہیں آسکتا۔ اس لئے وہ ہمیشہ اس فکر میں رہتا تھا کہ مارگریٹ کی شادی کسی ایسے عالی خاندان نوجوان سے ہو۔ جو اس کا دور بازو ثابت ہو اور اسے ڈینورز والوں سے انتقام لینے میں پوری مدد دے۔

جبکہ باپ اور بیٹی چہل قدمی کر رہے تھے۔ ڈینڈین نے موقعہ دیکھ کر اس طرح سلسلہ جنبانی کی:۔

"لارڈ ڈگلس موری ایک وجیہ بیس سالہ جوان ہے۔ اور اس کے طاقتور ہونے میں بھی کلام نہیں۔"

مارگریٹ:۔ (شرما کر) جی ہاں۔

ڈینوین:۔ میرا ارادہ ہے بلکہ میری درخواست تم سے یہ ہے کہ تم اللہ سے شادی کرو۔ وہ حسین ہے۔ بہادر دلیر سخی اور شجاع ہے۔ اور

ہر طرح پر تمہارے قابل ہے۔ چونکہ مجھ کو تمہاری سعادتمندی کا پورا یقین تھا۔ اس لئے میں نے تمہاری اجازت کے بغیر اس سے کہدیا۔ کہ میری مارگریٹ تم سے شادی پر رضامند ہے"

مارگریٹ:۔ (متفکر ہو کر) میں تو ڈگلن مورس کو جانتی بھی نہیں"

ڈیمنویین:۔ تمہارا اسے جاننا کیا ضروری ہے؟ میں تمہارا خیر اندیش ہوں۔ اور تمہیں بتا دیتا ہوں۔ کہ وہ ہر طرح پر تمہارے لائق ہے"

مارگریٹ:۔ (افسوسناک لہجہ میں) میرے بچپن میں والدہ مرحومہ اکثر یہ بیان کیا کرتی تھی۔ کہ جب آپ نے میری والدہ مرحومہ سے شادی کی۔ تو آپ دونوں کو ایک دوسرے سے بے انتہا محبت تھی۔ یہ اسی محبت کا نتیجہ تھا۔ کہ میرے والدین کی زندگی امن سے بسر ہوئی"

ڈیمنویین:۔ میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا"

مارگریٹ:۔ (سر جھکا کر) جناب میری یہ رائے ہے۔ کہ مجھے آپکے لارڈ ڈگلن مورس سے دلی محبت نہیں۔ اور جبتک محبت نہو۔ شادی نہیں ہونی چاہئے"

ڈیمنویین:۔ اے عزیز بیٹی۔ تجھے کیا معلوم ہے؟ کہ تو نے ان الفاظ سے اسوقت میرے دلکو کسقدر صدمہ پہنچایا ہے؟ میری نظر میں کئی وجوہات سے تمہاری شادی لارڈ ڈگلن مورس سے ہو جانی چاہئے۔ پہلی بڑی بات تو یہ ہے۔ کہ میں اس طاقتور شخص کی مدد سے ڈیمنورز ہال کو تباہ کردینا چاہتا ہوں۔ تاکہ اس لعنتی خاندان کا جس نے ہمارے بزرگوں کو اسقدر ایذائیں دیں صفحہ ہستی سے نام و نشان تک مٹ جائے"

مارگریٹ:۔ (بات کا پہلو بدلنے کیلئے) ابا۔ جہانتک مجھے یاد ہے اس خاندان نے اب تو آپ کو کبھی تکلیف نہیں دی"

ڈیمنویین کا چہرہ مارے غصہ کے لال ہو گیا۔ اور بولا "افسوس۔ تمہارے دل میں اس نفرت کا ایک شمہ بھی پایا نہیں جاتا! جو موروثی طور پر تمہاری فطرت میں ڈیمنورز والوں کی طرف سے ہونی چاہیے"

مارگریٹ:۔ میں نے سنا ہے کہ لارڈ والٹر ڈیمنورز کا انتقال ہو گیا۔ اور اب

اسکی بابت - سنہ نوجوان بیٹا لارڈ ٹینیف ٹیوڈر نگل حیدر کا وارث ہے کہ
ٹیوڈر لارڈ ہوگا - مگر چونکہ بیٹے کے سامنے اس جیسی شان اور
اس کے مہروں کا نام تھی - بیس ان سب آدمیوں کے تبدیل کو جن میں
منتظر ہو دیکھا چاہے ہیں - مگر شادی کے شوق تو یہ فیصلہ ہو گیا ہے
کہ لارڈ ٹینن ... کے ساتھ جائیگی - اور اسے خوشخبری دونوں کو مارگریٹ
... پسند ہے

مارگریٹ اس ... سے تیسرے سے جو اب بیٹھی کچھ کہا جاتی تھی - مگر وہ
ترک کر ... اپنے باپ کی ختم ... نہیں کی تھی - اور اب بھی
اس کی ... تیار تھی -

مکان چونکہ قریب آ گیا تھا - ... داخل ہو گیا - اور مارگریٹ
جھیل کے کنارے کنارے ٹہلنے لگی - اس گفتگو سے اس کے دل پر جو ... کا
عالم طاری ہو گیا تھا - جسے دفع کرنے کے ... میری ... صدمہ کی
اس کے بشرہ سے حسرت برس رہی تھی - اسکی وجہ یہ نہیں تھی - کہ وہ حسن
صورت سے متنفر یا کسی اور نوجوان سے ... تھی - وہ صرف اس اصول کے
خلاف تھی - کہ باپ خود غرضی میں آکر بیٹی کی شادی اس کی ... مرضی کے خلاف
کر دے - اب آفتاب غروب ہونے کو تھا - ... مغرب میں نارنجی
شوخ رنگ پھیل گیا - پھر وہ سنہری ہوا - اور دیکھتے دیکھتے صرف تھوڑی سی
روشنی باقی رہ گئی - جو آہستہ آہستہ تبدیل ہونے لگی -

مگر مارگریٹ اس انقلاب سے بے خبر جھیل کے کنارے کنارے ٹہل جاری
تھی - خیالات میں مستغرق - اس نے بے احتیاطی سے پاؤں رکھا - جو پڑتے
ہی پھسلا - اور دوسرے لمحہ میں مارگریٹ پانی میں جا پڑی - مگر اس سے پیشتر
کہ وہ ایک غوطہ بھی کھاتی - ایک نوجوان نے جو ملاس کا قطرہ پہنے پاس کھڑا
تھا - اسے پکڑ لیا - مارگریٹ نے ہوش میں آکر اپنے نجات دہندہ کا شکریہ ادا
کیا - اور واپس جانے لگی تو نوجوان بھی اس کے ساتھ روانہ ہوا - ... ہال
کے سامنے جاکر مارگریٹ نے اس سے اندر آنے اور لباس تبدیل کرنے کیلئے

کرتا۔ مگر نوجوان با ادب سلام کر کے نظر سے اوجھل ہو گیا۔

مارگریٹ گھر آئی۔ تو نائیٹ پہلے ہی سے اسکا منتظر تھا۔ جسے اس نے دریا میں گرنے اور بال بال بچ جانے کا قصہ مفصل سنا دیا۔

نائیٹ :۔ میں تمہاری اس بے احتیاطی سے خوش نہیں ہوں۔ خدانخواستہ اگر تمہارے دشمنوں کو کچھ ہو جاتا۔ تو پھر میرا ٹھکانا کہاں تھا۔ مگر خیر گذشتہ را صلوٰۃ و آیندہ را احتیاط۔ ہاں۔ ہاں۔ وہ جوانمرد کہاں ہے جس نے تم کو پانی سے بچایا؟

مارگریٹ نے اس سوال کا جواب نہ دیا۔ اس رات اس کی آنکھوں میں نیند حرام ہو گئی۔ بار بار وہی دلکش اور پیاری صورت جس نے اسے موت کے پنجہ سے نکالا تھا۔ اس کے سامنے آتی تھی۔ صبح سویرے ہی نائٹ تو گھوڑے پر سوار ہو کر باہر نکل کھڑا ہوا اور مارگریٹ نے چپ چاپ اپنی پیاری جھیل کا رخ لیا۔ تھوڑی دور جا کر دیکھے کسی کو پتھر پر بیٹھے دیکھا اور جب یہ شکل زیادہ قریب ہوئی۔ تو اس نے پہچان لیا۔ کہ یہ تو اس کا محسن اور مربی وہی نوجوان ہے جس کی شکل رات بھر اس کی آنکھوں میں پھرتی رہی ہے۔ نوجوان نے ٹوپی اتار کر بڑے ادب سے سلام کیا۔ مارگریٹ کا چہرہ شگفتہ ہو گیا۔ شاید اس کے دل میں خوشی کے ساتھ محبت بھی پیدا ہو گئی تھی۔ کیونکہ جب نوجوان اس کا ہاتھ پکڑ کر آگے رواں ہوا جو کہ خلاف ادب تھا۔ تو مارگریٹ ناراضی کی بجائے بشاشت دکھائی دیتی تھی۔ جو وقت اس کے نازک معصوم دل میں اس قسم کے جذبے پیدا ہو رہے تھے جنکی ہستی کا اس سے قبل اسے کبھی تجربہ نہیں ہوا تھا۔

دونوں کئی پہر سے گذرے۔ مختلف پہلوؤں پر ہوتی رہی۔ نوجوان کا لب ولہجہ نہایت دلکش تھا اور اس کے بیان میں ایسی فصاحت تھی۔ کہ مارگریٹ اپنے ہمراہی کے لفظوں کو پھول سمجھ کر ان سے خوش ہوتی تھی۔ نہ صرف اس کی باتیں ہی پیاری تھیں بلکہ وہ خود حسن مجسم اور پیارا تھا۔ اب قریباً تین گھنٹے گذر گئے۔ اور وہ دونوں واپس روانہ ہو کر پل سے اتر کر نوجوان نے جانے کی اجازت چاہی۔

مارگریٹ :۔ مہربانی کرکے ہمارے مکان تک قدم رنجہ فرمائیے ۔ میرے والد آپ سے ملکر بہت خوش ہونگے ۔"

نوجوان :۔ (متفکر ہو کر) افسوس ۔ میں آپ سے کبھی نہیں مل سکتا ۔ بلکہ اگر آپ میرے بھلے میں راضی ہیں ۔ تو اس دوبارہ ملاقات کا ذکر بھی اپنے والد شریف سے نہ کرنا ۔ اس کی وجہ کل عرض کرونگا ۔"

یہ کہکر اس نے مارگریٹ کے ہاتھ پر بوسہ دیا ۔ اور اس معصوم لڑکی کے جواب کا انتظار کئے بغیر مودبانہ سلام کرکے چلا گیا ۔

مارگریٹ اب عجیب مشکل میں تھی ۔ اگر وہ باپ سے ملاقات کا ذکر کرے ۔ تو معلوم نہیں کہ کیا نتیجہ ہو ۔ اگر وہ خاموش رہتی ہے ۔ تو ایک غیر نوجوان کے ساتھ آوارہ پھرنے کا الزام اس کے کندھوں پر آتا ہے ۔ اس عقدہ کے حل کرنے کی فکر ہی میں وہ گھر پہنچ گئی ۔ جہاں جاتے ہی معلوم ہوا ۔ کہ اسکا والد لارڈ گلن مورس کے ابھی باہر سے آیا ہے ۔

مارگریٹ نے پہلے کمرے میں جاکر لباس تبدیل کیا ۔ اور پھر اپنے باپ کے پاس جہاں گلن مورس اس کے انتظار میں چشم براہ تھا ۔ آئی ۔ یہ نوجوان اسے دیکھتے ہی اٹھ کھڑا ہوا ۔ اور بڑے ادب سے اس کے ہاتھ پر بوسہ دیا ۔

مارگریٹ نے اس محبت آمیز پیام کا جواب خاموشی میں دیا ۔ بلکہ اس کی نگاہوں سے غضب کے آثار ظاہر ہوتے تھے ۔ نائٹ یہ سمجھکر کہ مبادا مارگریٹ زبان سے سخت کلمات نکالدے ۔ اور اس کی ریاکاری کا بھانڈا پھوٹ پڑے ۔ مارگریٹ کے پاس جاکر بڑی سادگی سے اس کے سنہری بالوں کو سنوارنے لگا ۔ اور بولا "بڑی نیک لڑکی ہے مگر اس سے بھی زیادہ حیا شعار (لارڈ گلن مورس سے مخاطب ہوکر) خوش نصیب لارڈ ۔ آپ خیال فرمائیں کہ آپکو کسی وفادار اور محبت پرور دائمی رفیقہ ملنے والی ہے ۔" لیکن جسکی اسقدر تعریف کیجاتی تھی ۔ وہ اس تعریف سے متنفر تھی ۔ نائٹ کا غصہ آپ شرمندگی میں تبدیل ہونے لگا ۔ اس نے بخیال مصلحت گفتگو کا پہلو بدل دیا ۔ "بہلا وہ

شخص آج بھی تم سے ملا یا نہیں؟" مارگریٹ ہاں کہنے کو تھی۔ مگر کسی وجہ سے اُس کا ارادہ بدل گیا۔ اور اُس نے جواب دیا "نہیں میں نے اِس شخص کو نہیں دیکھا"

یہ پہلی دفعہ تھی۔ کہ اُس پاک لڑکی نے اپنے باپ کے سامنے جھوٹ کہا تھا مگر ہم اسے کسطرح قصوروار قرار دے سکتے ہیں؟ جبکہ خود اُس کے باپ ہی نے اُسے جھوٹ بولنا سکھایا تھا۔ اور گلن مورس سے کہا تھا۔ کہ مارگریٹ اس سے شادی کرنے پر رضامند ہے۔

دوسرے دن مارگریٹ حسب معمول پُل کی طرف روانہ ہوئی۔ جہاں اسکا عاشق صادق آگے انتظار میں اشتیاق مجسم بنا ہوا تھا۔ وہ بڑی خوشی سے آگے بڑھکر اس سے ملا۔ اور اُسکے ہاتھوں کو بہت دیر تک چومتا رہا۔

نوجوان:- اے میری جان مجھے کامل یقین تھا کہ تم مجھ سے ملوگی۔ اور مجھے ناامید نہیں کرو گی۔ تمہیں دیکھنے سے میری جان میں جان پڑتی ہے۔ اے میری طلسم مجسم ہمدم۔ تم نے میرے دل دماغ اور روح کو اپنا بنا لیا ہے۔ ہاں ہاں میری زندگی صرف تمہاری بدولت ہے میں تمکو اس صداقت سے محبت کرتا ہوں کہ جو صداقت آج تک کبھی کسی عاشق نے اپنے معشوق کی قدر نہیں کی۔ مگر میری تسلی کیلئے بتادو کہ کیا تمہیں بھی مجھ سے محبت ہے"

ان الفاظ نے مارگریٹ کے دلپر بڑا اثر کیا اُسے شاید پہلی دفعہ معلوم ہوا کہ بحر عشق کی شناوری کس جانی کا نام ہے۔

مارگریٹ:- "ہاں میں تم سے محبت کرتی ہوں"

نوجوان بے صبر عاشق اپنی معشوقہ کے پاؤں پر گر پڑا۔ اور اُٹھکر اُسے چھاتی سے لگا لیا

مارگریٹ:- "تم نے ابھی تک مجھے اپنا نام نہیں بتایا"

نوجوان:- "(تامل کے بعد) اے جان جہاں میں اپنے بزرگوں کی عادت کا معاوضہ محبت میں دینے والا غلام بیدام ہوں یعنی میرا نام لارڈ ڈیپنور ہے"

مارگریٹ:- (حیران ہوکر) بہت اچھا ہوا کہ ابھی تک میرے باپ نے آپکی شکل نہیں دیکھی۔ ورنہ وہ دلی بیزاری نفرت سے آگاہ ہے وہ غضب ہی ہوگیا ہوتا"

ڈینیور:- میری پیاری! ملاقات کو نہایت مخفی رکھنا چاہیئے۔ مارگریٹ! میرا ارادہ ہے۔۔۔
ڈینیور نے موقعہ اپنا ارادہ ظاہر کرنا نامناسب سمجھ کر تقریر کو نامکمل چھوڑ دیا۔
چہ میگوئیاں ہونی شروع ہو گئیں۔ بہر حال دونوں عاشق قریب باتیں کرتے تھے۔ آخر ایک دن ڈینیور
نے کہا "پیاری! اتنے دن سے ہم پیاس سہے ہیں۔ بہتر ہے کہ ہم دونوں بھاگ
چلیں کیونکہ میں خوب جانتا ہوں۔ کہ آپکے والد ہرگز ہمیں شادی کرنے کی اجازت
نہیں دینگے"

مارگریٹ:- آپکے ارشاد کی تعمیل میں مجھے کس طرح انکار ہو سکتا ہے۔ مگر
اس قدر معاملہ میں جلد بازی اچھی نہیں۔ میں کوشش کر رہی ہوں کہ ڈینیورز
اور ڈینیون خاندانوں کی عداوت فراموش کر دی جائے۔ اگر اس میں مجھے کامیابی نہ ہوئی
تو پھر جو آپ مجھے کہیں گے میں ویسا ہی کرونگی"

اس اثنا میں گلن مورس ڈینیون ہال میں اکثر آتا جاتا رہا۔ مگر مارگریٹ کی
بے التفاتی اسے مایوس کرنے کیلئے کافی تھی۔ نائٹ ڈینیون اپنی لڑکی کی بے سلوکی
سے سخت ناراض تھا۔ اسکے غصہ کی شدت خوفناک صورت اختیار کر لیتی۔ اگر اسے
لارڈ نائٹ ڈینیورز کی محبت کا ذرا بھی علم ہوتا۔ لیکن وہ خون کا گھونٹ پی کر خاموش
ہو گیا تھا۔ اور کسی عمدہ موقعہ کے انتظار میں تھا۔

ایک دن نائٹ اور مارگریٹ میز پر بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ نائٹ بولا "میری
لخت جگر مارگریٹ چونکہ تمہارا دلدادہ گلن مورس جلد شادی ہو جانیکا از بس مشتاق
تھا۔ اسلئے میں نے خود ہی اس ہفتے کے بعد شادی کی تاریخ مقرر کر دی ہے۔ آج سے
تم زیورات اور لباس کی تیاری شروع کر دو"

مارگریٹ خاموش تھی۔

نائٹ:- تمہیں خوش ہونا چاہیئے۔ کہ تمہارا شوہر بڑا باقبال خوش رو بہادر
اور عقلمند ہے۔ اور غالباً تمہیں معلوم ہو گا۔ کہ اس شادی سے میرا مطلب کیا ہے؟

مارگریٹ:- مجھے تو معلوم نہیں"

نائٹ:- وہ دیکھو۔ جو قلعہ سامنے دکھائی دیتا ہے۔ وہ اس خاندان کا ہے جس سے
ہمیں صدیوں سے عداوت چلی آتی ہے۔ اور جسنے ایک زمانہ میں ہماری ڈینیون

ہال کو جلا کر خاکستر کر دیا تھا۔ نہ صرف یہ بلکہ ہمارے ملازموں اور مزارعوں کو بھی قتل عام کیا تھا۔ اب میرا ارادہ یہ ہے کہ تمہاری شادی کے بعد لارڈ گلن مورس کی مدد سے دل کا بخار نکالوں۔ میرا دل صرف اسی صورت میں ٹھنڈا ہو سکتا ہے۔ جبکہ اس قلعہ پر شبخون مار کر بچے۔ بوڑھے۔ عورت۔ مرد۔ سب کو تہ تیغ کروں۔ اور قلعہ کو آگ لگا دوں۔"

مارگریٹ:۔ "خدا کرے کہ اس کینہ وحسد کی آگ آپکے دل میں بجھ جائے۔"

نائیٹ:۔ (شیخی کے لہجہ میں) "یہ آگ بجھ سکتی ہے۔ اور میں دعوی کرتا ہوں کہ ایکدن ضرور بجھیگی۔"

مارگریٹ:۔ (خوش ہو کر) "کب؟"

نائیٹ:۔ "جب ڈینورز خاندان کا نام ونشان صفحہ ہستی سے مٹ جائیگا۔"

مارگریٹ نے غصہ سے منہ پھیر لیا۔ اور کمرے سے باہر چلی گئی۔ وہ ابھی دروازہ کے قریب ہی تھی۔ کہ ایک سوار ڈینیون ہال میں داخل ہوا۔ یہ نائیٹ کا بھتیجا تھا۔ اور اسکا نام روجرز ڈینیون تھا۔ بڑے نائیٹ ڈینیون نے اسے شادی پہ مدعو کیا تھا۔ روجرز مارگریٹ کو دیکھتے ہی پہچان گیا۔ اور ساتھ ہی اسنے اسے شادی کی مبارکباد دی۔ مگر مارگریٹ کا جواب خشک اور روکھا پھیکا سا تھا۔

روجرز سے نائیٹ بڑی خوشی سے بغلگیر ہوا۔ اس نئے مہمان کا سلوک گو تپاک و محبت سے بھرا ہوا تھا۔ لیکن مارگریٹ کو بہت ناگوار گذرا۔ کیونکہ اسکی طول طویل گفتگو نے اس روز مارگریٹ کو باہر جانے اور اپنے عاشق سے ملنے کی اجازت نہ دی۔ دوسرے دن صبح کو جب وہ بیدار ہوئی۔ تو موسلا دھار مینہ برس رہا تھا۔ یہ آسمانی صدمہ تھا درویش برجان درویش خاموشی سے برداشت کرنا پڑا۔ دوسرے تیسرے اور چوتھے روز بھی بارش ہوتی رہی۔ گویا کہ آسمان مارگریٹ کی مجوزہ شادی پر غم کے آنسو بہا رہا تھا۔ پانچویں دن خدا خدا کر کے ابر کھلا۔ اور مطلع صاف ہوا۔ مارگریٹ نے اپنے عاشق سے ملنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ وہ مکان سے باہر نکلی ہی تھی۔ کہ دوسرے رنیلف ڈینورز کی شکل دکھائی دی۔ وہ ایک دوسرے کے گلے سے لپٹ گئے۔ اس خوشی سے جو آجتک کبھی انہیں نصیب نہیں ہوئی تھی۔ ڈینورز نے اپنے انتظار کا قصہ سنایا۔ اور مارگریٹ

نے بالتفصیل بیان کیا۔ کہ کس طرح ڈینوین ہال میں شادی کی تیاریاں ہورہی ہیں۔ اور نائیٹ ڈینورز محل پر چھاپہ مارنا چاہتا ہے۔

ڈینورز:۔ خدا گواہ ہے۔ اور تمہارا دل بھی جانتا ہے۔ کہ اب میں زیادہ عرصہ تک جدائی کا صدمہ سہار نہیں سکتا۔ میں تم سے بمنت درخواست کرتا ہوں۔ کہ یہاں سے بھاگ چلیں "

مارگریٹ جس نے چند روز پیشتر اس سوال کا جواب بڑے زور سے نفی میں دیا تھا۔ اب خاموش رہی تھوڑی دیر بعد اسنے اپنی باہیں ڈینورز کے گلے میں ڈالدیں۔ جس کا مطلب ڈینورز ایسے ماہر کوچہ عشق سے مخفی نہ تھا

ڈینورز:۔ جب میں تم کو لیکر بھاگ جاؤنگا۔ اور گلن مورس کیلئے باقی سوائے حسرت کے اور کچھ نہ رہیگا۔ تو وہ دست پشیمان ملتا رہ جائیگا۔ اور رو رو کر اپنے دوستوں سے کہیگا۔ اُڑ گئی سونے کی چڑیا۔ ہاتھ میں پر رہ گیا۔ کیوں پیاری گلن مورس یہی کہیگا ناں "

مارگریٹ:۔ (مسکراکر) ہاں ایسا ہی ہوگا "

ڈینورز:۔ (بشاش لہجہ میں) میں تمہاری اس رضامندی کی تعریف کس منہ سے کروں؟ اب خدا کے فضل سے ہم دونوں زندگی کی بہار لوٹیں گے۔ اے مہ جبیں مارگریٹ کل رات ٹھیک گیارہ بجے میں یہاں دو تیز رو گھوڑے لاکر تمہارا انتظار کرونگا۔ اور اگر تم نے دیر کی۔ تو مجھے ایک ایک لحظہ ایک ایک سال کیطرح بھاری ہو جائیگا "

مارگریٹ:۔ شاید میں نے آپسے یہ نہیں کہا۔ کہ ہماری ایک خادمہ جو بڑی وفادار اور نیک عورت ہے۔ اور جسکا نام الائیس ہے۔ ہمارے اس راز الفت سے واقف ہے۔ کیونکہ اسنے ہم دونوں کو یہاں دیکھ پایا تھا۔ اب جب آپ نے اشارتاً مجھسے اپنی ملاقات کا ذکر کیا۔ تو مجھے کل حال کہدینا پڑا۔ مگر خیر اسمیں گھبرانے کی کچھ بات نہیں۔ وہ مجھسے بڑی محبت کرتی ہے۔ اور اسنے اخفاء راز بلکہ میری مدد کی۔ حلف لے رکھی ہے۔ اب اگر کچھ حرج نہ ہو۔ تو میں اسکو بھی ساتھ ہی لیتی آؤں "

ڈینیور: بہتر ہے اگر وہ ایسی ہی نیک اور دانا ہے جیسی کہ تم کہتی ہو۔ تو میں اسکا ممنون ہوں۔ مگر تم میری محبت پر بھروسہ رکھو۔ فی الحال ان مس کو بتانا ضروری نہیں جو مقرر شدہ منظور ہے۔ آج رات ہی تو ہمارا نکاح پڑھا جائیگا۔ اسکے بعد آپکو اختیار ہوگا کہ والدین کو خفیہ یا علانیہ بلوا لیں۔

ڈینیور: بہتر ہے۔ (دروازہ کی طرف اشارہ کرکے) کیا نکاح کی رسوم اپنے قلعہ میں ہو سکتی ہیں؟ نہیں ہو سکتیں۔ یہاں آپکے والدین گوارا نہ کرینگے اور بھائی۔ روجرز کی تلوار کا خطرہ ہے۔ اگرچہ وہ تمہیں میری آغوش سے چھین نہیں سکتے۔ مگر اس فتنہ و فساد سے حاصل کیا ہے؟ میرا ایک دور قلعہ ہے۔ جو صرف چند گھنٹوں کا راستہ ہے نکاح وہاں پڑھا جائیگا۔

مارگریٹ: آپکی ہر ایک تجویز قابل صاد ہے۔ اور میں اسکی پیروی کرنے پر آمادہ ہوں۔

سپردم بتو مایۂ خویش را — تو دانی حساب کم و بیش را

عاشق و معشوق خوش خوش ایک دوسرے سے جدا ہوئے۔ مارگریٹ خدا کی شکر گذار تھی۔ کہ سوائے الانسی کے اور کوئی اسکے راز سے آگاہ نہیں ہے۔ گھر جاکر اسنے اپنی وفادار خادمہ سے تنہا بھاگنے کا قصد ظاہر کیا جو سنتے ہی زار و قطار رونے لگی۔ مگر مارگریٹ نے اسے تسلی دی۔ کہ چند روز میں تمہیں بھی بلا لیا جائیگا۔

حاصل کلام مارگریٹ اب اس مبارک وقت کی منتظر تھی۔ جو اسے ہمیشہ کے لئے ڈینیور سے ملا دینے والا تھا۔ مگر وہ بظاہر بیاہ کی پوشاک کی تیاری میں لگی ہوئی تھی تاکہ کسیکو شک نہ ہو۔

رات کے ۱۰ بج چکے ہیں۔ نایٹ اور روجرز جنکے سر پر شراب کا دیو سوار ہے۔ ڈینیور ہال پر چھاپہ مارنیکی تجاویز پر گفتگو کر رہے ہیں۔ یہ گفتگو آہستہ آہستہ بحث میں تبدیل ہونے لگی۔ حتے کہ چچا اور بھتیجے میں سخت الفاظ کہنے تک نوبت پہنچی۔ نایٹ کہتا تھا۔ دشمن کے قلعہ کو برباد کرنیکا عمدہ طریق مغربی سمت سے حملہ کرنا ہے۔ روجرز اسکی مخالفت میں تھا۔ اور کہتا تھا کہ حملہ جنوبی سمت سے کرنا چاہئے۔ اس تکرار کا نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں نے اسیوقت قلعہ کے قریب جانے اور موقعہ کھڑے ہوکر امر متنازعہ کے فیصلہ کرنے کا مصمم ارادہ کرلیا۔ تاکہ معلوم ہو جائے۔ کہ دونوں میں کون سچا ہے؟ اور کون جھوٹا؟ جب محل سے آگے بڑھے تو انہوں

نے ایک عورت کو گھوڑے پر سوار اور ایک شخص کو گھوڑے کے پاس کھڑا ہوا پایا - یہ مارگریٹ اور ڈینورز تھے - نایٹ فوراً تاڑ گیا - کہ معاملہ کیا ہے -

"اوہو - مارگریٹ ایک غیر شخص کے ساتھ بھاگنے کو ہے"

نایٹ کے منہ سے یہ فقرہ نکلا ہی تھا - کہ دیر ر وجرز نے آگے بڑھکر گھوڑوں کو روک لیا - ڈینورز فوراً ایک گھوڑے پر چڑھ گیا - اور مقابلہ پر آمادہ ہوا -

اتنے میں نایٹ بھی برہنہ تلوار لئے ڈینورز کے قریب پہنچا - وہ چاہتا تھا - کہ سوار کو تلوار کے ایک ہی ہاتھ سے صاف اُڑا دے - لیکن اُس کا ہاتھ (معلوم نہیں کیوں ؟) وہیں کا وہیں کھڑا رہ گیا -

سوار :- "پیچھے کھڑے رہو - تم میرا راستہ نہیں روک سکتے"

نایٹ :- "(ڈینورز کا چہرہ پہچانکر) ایں - ڈینورز - پاجی ڈینورز - ہمارے خاندان کا دشمن ڈینورز - روجرز - اس بدذات کو جانے نہ دینا"

روجرز شیر ببر کی طرح جھپٹا - مگر ڈینورز بڑے اطمینان سے اپنی جگہ پر کھڑا رہا - اُس نے اپنی کرچ سے روجرز کی تلوار کو چھو دیا جو فوراً ٹکڑے ٹکڑے ہو کر کئی گز دور جا پڑی - اور صاحب تلوار بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا - نایٹ ڈینوین بالکل خاموش کھڑا تھا - اُس نے اپنی آنکھوں سے مارگریٹ اور ڈینورز کو گھوڑوں پر سوار پُل پر سے گزرتے دیکھا - لیکن اُس کے حواس اُسے جواب دے چکے تھے - وہ بالکل خاموش کھڑا رہا - حتےٰ کہ دونوں گھوڑے اور سوار اُسکی نظر سے غائب ہو گئے - اب وہ دفعتاً اُس طلسم کے صدمہ سے خبردار ہوا - اُس نے ہاتھ لگا کر دیکھا تو جو چیز زمین پر بےحس و حرکت پڑی تھی - وہ روجرز کا جسم نہیں بلکہ اُسکی لاش تھی -

یہ لاش اُسیوقت ڈینوین ہال میں لائی گئی - نایٹ نے جسکے غصہ کی کچھ انتہا نہ تھی - لاش کے سامنے صدق دل سے حلف لی - کہ "تیری ہڈیاں اُس وقت تک عیسوی رسم کے مطابق دفن نہ کیجائینگی - جب تک تیرا انتقام خاندان ڈینورز سے نہ لیا جائے گا -

دوسرے دن روجرز کا چھوٹا بھائی یہ دیکھ بھی اس سے تحقیقات کی خبر سنکر

اپنے بھائی کے ماتم کے لئے ڈینوین ہال میں آیا۔ نایٹ کی شکستہ دلی کا اندازہ کون کرسکتا ہے؟ اسکا زخمی جسم ہی اسکے لئے بارگراں نہ تھا۔ بلکہ اب اسے زندگی بھی ایک تکلیف دہ بوجھ محسوس ہوتی تھی۔ تیسرے دن اُس کی حالت دگرگوں ہوگئی۔ اُسنے اپنے بھتیجے پارک کو بلایا۔ اور متانت اور افسوس کے لہجہ میں اُس سے کہا:۔

میری اُمیدوں کے ماوا و ملجا پارک تمہیں معلوم ہے کہ خاندان ڈینوین کو خاندان ڈینورز سے کیسی اور کتنی مدت کی عداوت ہے۔ اب یہ آگ اُس واقعہ سے اور زیادہ مشتعل ہوگئی ہے۔ جسکا مفصل حال تمہیں معلوم ہے۔ یہ ہڈیاں (تابوت کی طرف اشارہ کرکے) تمہارے بھائی روجرز کی ہیں۔ اور میری آرزو ہے۔ کہ انکو عیسوی رسم کے مطابق اُسوقت تک دفن نہ کیا جائے۔ جبتک کہ روجرز کا بدلہ نہ لیا جائے۔ تو میرے سامنے قسم کھا کہ تو میری آرزو کو پورا کریگا۔ اور اگر خود پورا نہ کر سکا۔ تو اپنی اولاد کو بھی تاکید کریگا؟

پارک نے مقدس حلف لی اور مریض (نایٹ) نے دم توڑ دیا۔ اس افسوسناک واقعہ کو کئی سال گذر گئے۔ زمانہ کے ظالم ہاتھوں سے ڈینوین ہال کا نشان تک مٹ گیا ہے۔ اس کی مقدس اور آخری نشانی یہ صندوق باقی ہے جو اس خاندان کے آخری وارث کے پاس ہے۔

بڈھا ڈینوین یہ کہکر خاموش ہوگیا۔ اور اُس کے ایک دو آنسو اسکی مغموم آنکھوں سے ٹپک کر اس کے جھری دار چہرہ پر بہنے لگے۔

لوئیس:۔ تو گویا اب تم خاندان ڈینوین کے آخری ممبر ہو۔ اور لارڈ ڈینورز سے انتقام لینے پر کمربستہ ہو؟

ڈینوین:۔ اس میں کیا شک ہے! میں اس ملعون خاندان سے ضرور بدلہ لونگا۔ دو سال ہوئے۔ میرا خیال تھا۔ کہ میں نے اِس خاندان کے آخری وارث لارڈ لائیل ڈینورز کو قتل کرکے اپنے بزرگ کی قسم پوری کی۔ لیکن تم سے یہ سنکر مجھے سخت تعجب ہوا۔ کہ وہ اجتک زندہ ہے۔ اور چونکہ اب تک میں نے روجرز کی ہڈیاں دفن نہیں کیں نہ خداوند

کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتا ہوں۔ ورنہ میرے بزرگ کی قسم جھوٹی ہو جاتی ۔"

لوئیس :۔ "تم نے یہ نہ بتایا۔ کہ ڈینوورز تمہارے ہتھے کیس طرح چڑھ گیا ؟"

ڈینوین :۔ "میں نے ایک دن لارڈ لائیل ڈینوورز کی نسبت سنا کہ وہ ماسٹر مینرز کی بیٹی کلارا کو بھگا کر لے گیا ہے۔ جسطرح ہمارے خاندان میں لارڈ نیلیف ڈینوورز مارگریٹ کو لے گیا تھا۔"

لوئیس :۔ "اور جسطرح ہمارے خاندان میں آرلائین کا معاملہ لارڈ ہمفری ڈینوورز سے گذرا ۔"

اس کے بعد دونوں شخص تھوڑی دیر تک خاموش رہے۔ وہ اپنے خاندانی حادثہ کو یاد کر کے مغموم و مایوس ہو گئے تھے۔

ڈینوین :۔ "پھر عرصہ چار سال تک نہ ڈینوورز کو کبھی کسی نے دیکھا۔ اور نہ اس کی نسبت کوئی خبر سنی۔ ایک دن اتفاق سے میں دریا ٹیمس کے پل پہ جا رہا تھا۔ کہ ہوا بڑی تیزی سے چلنے لگی۔ اور یکا یک چاروں طرف تاریکی چھا گئی۔ میں چونکہ ضعیف عمر رسیدہ اور لاولد ہوں۔ مجھے خیال آیا۔ کہ اگر میں نے اپنے بزرگ ڈینوین کی قسم پوری نہ کی۔ تو پھر یہ قسم کبھی پوری نہ ہوگی ۔ اس خیال کے تھوڑی دیر بعد میں اداس ہو گیا۔ اور خدا کی قدرت پر غور کرنے لگا۔ اسوقت اچانک کسی [illegible] پیچھے سے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا [illegible] تو کچھ نہ دیکھ سکا۔ مگر اس کی [illegible] تھیں۔ اور نہایت خطرناک [illegible] کے اس طرح بے تکا [illegible] گیا ۔"

اجنبی :۔ [illegible]

تلاش میں تھے۔

میں :۔ "ا [illegible]

نہیں (عجبی سے) آپ کا اسم شریف ؟"

آواز:۔ مجھے لائیل ڈینورز کہتے ہیں۔"

چیپ:۔ (سر سے پاؤں تک کانپ کر) اب کدھر جانے کا ارادہ ہے؟"

آواز:۔ میں تمہارے ساتھ جاؤنگا۔"

اس جواب سے میں خوش بھی ہوا۔ اور ناراض بھی۔ ناراض اسلئے کہ خدا معلوم۔ وہ شرارت مجسم انسان مجھے کیا نقصان پہونچا دے۔ اور خوش اسلئے کہ آج وہ مجھ سے ملا ہے۔ اگر میں کبھی اس سے بدلہ لے سکتا ہوں تو وہ صرف یہی موقع ہے۔ ہم دونوں چپ چاپ چلتے رہے حتّے کہ ہوا ختم گئی۔ اور اس کمرے میں جہاں ہم اسوقت دونوں بیٹھے ہوئے ہیں۔ آ پہونچے۔ اب پھر میرے ہمراہی کی آنکھیں سرخ ہوگئیں۔ اور اس کے چہرہ سے شرارت ٹپکنے لگی۔ کیا تم میرے خوف کا کچھ اندازہ کرسکوگے۔ جب میں تم سے کہونگا۔ کہ اتفاقاً میری نظر زرد جز کی ہڈیوں کے صندوق پر پڑی اور میں نے ان ہڈیوں کو بڑے زور سے کڑکڑاتے سُنا۔"

لائیل ڈینورز:۔ (شرارت آمیز تبسم سے) کیا تم اس آواز سے خوف زدہ ہو گئے ہو۔"

چیپ:۔ نہیں تو میں نے کوئی آواز ہی نہیں سُنی۔"

...... مگر تم مجھے یہ بتاؤ۔ کہ تم میری ملاقات کے اسقدر

مہربان ہیں۔ تو اتنی شفقت اور

"

"

ے گذر کر اس خاص

ت میں تو جلدی

کے وسط میں کھڑا

ہے۔ اور اس

کے نیچے سے ٹیمس لہریں لیتا ہوا گذرتا ہے ۔میں نے متحّا یچ گھمایا۔بس پھر کیا تھا ؟ ڈینورز دریا میں دھم سے گر پڑا۔اور جب اسکے چیخنے چلانے کی آوازیں آرہی تھیں ۔پُل کے تختے مل گئے ۔اور ڈینورز ہمیشہ کے لئے آبی قبر میں غائب ہوگیا ۔اس واقعہ روح افزا سے فتحمندی کا خون بڑی تیزی سے میری رگوں میں دوڑنے لگا ۔اور میں نے مسرت آمیز لہجہ میں کہا ۔ "اے مارگریٹ ۔تیرا انتقام لیا گیا ۔آج نائٹ ڈینوین کی متبرک قسم پوری ہوئی ۔اور اب روجرز کی ہڈیاں رسوم عیسوی کے مطابق دفنائی جائینگی"

ایک فاتح کی طرح میں ہڈیوں کے صندوق کے قریب آیا ۔مگر تم یہ سنکر تعجب کروگے ۔اور شاید مجھے دروغ گو بھی کہوگے ۔کہ اب پھر ان ہڈیوں کے بڑے زور سے کڑکڑانے کی آواز سنائی دی ۔یہ سمجھ کر کہ آج ڈینورز کی ملاقات سے میرے دل میں وہم سا گیا ہے ۔میں نے ان مُردہ آوازوں کی زیادہ پروا نہ کی ۔اور صندوق کھولا ۔میرے دو[illegible] لوئیس !! تم میری حیرت کا اندازہ نہیں کرسکو گے ۔جب میں نے روجرز کے پنجر کو اس کی سابقہ حالت سے بالکل مختلف پایا ۔یعنے پہلے تو اس کی پیٹھ نیچے کو تھی ۔اور اب پہلو کی ہڈیاں خود بخود نیچے کو گھوم گئی تھیں ۔اور پشت کی ہڈیاں اوپر آگئی تھیں"

لوئیس :- "یا تو خواب دیکھ رہا ہے ۔یا عمداً مجھے جھوٹی باتوں سے پریشان کرنا چاہتا ہے"

ڈینوین :- "میرے دوست اخیال کر! کہ دروغ گوئی سے مجھے حاصل ہی کیا ہے ؟ خدا گواہ ہے ۔کہ میرے بیان میں مطلق جھوٹ کی آمیزش نہیں ہے"

بڈھے ڈینوین نے فرط غم ویاس سے سر جھکا دیا ۔اور تھوڑی دیر تک چپ چاپ بیٹھا رہا ۔

لوئیس :- "اب مجھے یقین آگیا ہے کہ تمہارا بیان ضرور راست ہے"

ڈینوین :- "اس اعتبار کے لئے میں آپکا ازبس ممنون ہوں ۔اب

سبھے یہ فکر دامنگیر ہے۔ کہ میں معمر اور لاوارث ہوں۔ اگر ڈینورز سے انتقام لئے بغیر مرگیا۔ تو پھر نائیٹ ڈینوین اور روجرز اور مارگریٹ کی روح کو اطمینان کیونکر حاصل ہوگا؟ اے میرے رنج و غم کے شریک لوئیس۔ میرے پاس دو چیزیں بڑی متبرک ہیں۔ جو میں ورثہ میں چھوڑنے والا ہوں۔ ایک تو زر کثیر جو میں نے مدت العمر میں جمع کیا ہے۔ اور دوسری وہ پاک قسم جو ہمارے خاندان میں ہر ایک وارث کو ملتی رہی ہے۔ اب اگر تم یہ دونوں چیزیں مجھ سے لینا منظور کرو۔ اور آخر الذکر کی ذمہ واری بھی اپنے کندھوں پر اٹھاؤ۔ تو میں تمہیں اپنی دولت اور قسم کا وارث قرار دیتا ہوں۔ یہ صرف ایک سودا ہی نہیں ہے۔ بلکہ میں تم سے عاجزانہ درخواست کرتا ہوں۔ کہ تم اس کو خواہ تمہیں کتنی ہی تکلیف کیوں نہ ہو۔ منظور کر لو۔ تاکہ مرنے کے وقت میں اپنی روح پر ذمہ واری کا بوجھ محسوس نہ کروں۔ یوں بھی اس پر ایک پنتھ دو کاج کی مثل صادق آتی ہے۔ کیونکہ تمہارے بزرگ بھی خاندان ڈینورز سے انتقام لینے کی وصیت کرتے آئے ہیں"

لوئیس :- اے بزرگ واجب التعظیم میں خدا کو حاضر و ناظر سمجھ کر عہد کرتا ہوں۔ کہ آج سے میں نے تمہاری قسم کا بوجھ اپنے ذمہ لیا۔ جسے خدا نے چاہا۔ تو ضرور بجا لاؤنگا۔ کچھ عرصہ ہوا میں نے ڈینورز سے انتقام لینے کا خیال بالائے طاق رکھ دیا تھا۔ مگر جو ظلم میں اپنے چچا کے بستر مرگ پر دیکھ چکا ہوں۔ اس نے میرے جسم میں ایک طرح کی آگ پھونک دی ہے۔ اور اب تمہاری سرگزشت نے اس پر تیل ڈالنے کا کام کیا ہے۔ دیکھو اب میں جلتی ڈینورز سے کسطرح بدلہ لیتا ہوں"

بڈھے ڈینوین کی بجھی ہوئی امیدیں زندہ ہوگئیں۔ اور وہ دونوں خوش خوش ایک دوسرے سے جدا ہوئے۔

گیارھواں باب

شادی کا راز

مذکورہ بالا واقعہ سے ایک ہفتہ بعد لوئیس رات کے وقت اپنے کمرے میں ٹہل رہا تھا۔ اس کے لڑکھڑاتے ہوئے قدموں اور دل کے زور زور سے دھڑکنے سے اس کی باطنی بیقراری ظاہر تھی۔ اسوقت قریبًا اس قسم کے خیالات اس کے دل میں آرہے تھے " ہاں ہاں مجھے اس خوفناک شخص سے ضرور انتقام لینا چاہئیے۔ بیچاری آرلائین کا انتقام اور بڈھے ڈینوین کا (کچھ سوچ کر) اوہو! میں بھی کیا ہی بیوقوف تھا کہ کنٹرولر شاہی کارخانجات کو جعلی رسید لکھدی۔ اس کے سبب سے میں ڈینورز کے اختیار میں ہوں۔ اور وہ جب چاہے۔ مجھے جیلخانہ میں بھجوا سکتا ہے۔ مگر یہ ایک اور وجہ ہے۔ جس سے میں ڈینورز کو جلد تباہ کرنے کی تجویز کرونگا "

لوئیس کا سلسلہ خیالات اچانک دروازہ کے کھلنے سے ٹوٹ گیا۔

نووارد:۔ (تحکمانہ لہجہ میں) لوئیس! اگر تم تنہا ہو۔ تو دروازہ بند کردو "

لوئیس:۔ (بادشاہ ہنری کی آواز پہچانکر) آپکا غلام لوئیس اسوقت آپکی تشریف آوری سے پہلے اس کمرے میں بالکل تنہا تھا۔ اگر ارشاد ہو تو لیمپ روشن کروں "

بادشاہ:۔ نہیں۔ کچھ ضرورت نہیں۔ بلکہ میرے کام کے لئے اندھیرا بہتر ہے۔ اب ایک کام کرو۔ اس محل کے چور دروازہ سے نکلکر دریا کے مغربی کنارے پر جاؤ۔ وہاں ایک کشتی آئیگی۔ اس میں ایک پادری سوار ہوگا۔ اسے چپ چاپ یہاں اپنے ساتھ لے آؤ۔ مگر جلد آنا۔ میں تمہارا منتظر ہوں "

لوئیس ہدایت کے موافق معہ پادری کے تھوڑی دیر میں واپس آگیا

بادشاہ نے اُسے کمرے کے باہر کھڑا رہنے کا حکم دیا۔ اور پادری سے یوں مخاطب ہوا۔ "میں آپکی تحریر کے مطابق آپ کی ملاقات کو یہاں حاضر ہو گیا ہوں۔ مگر مجھے کچھ وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ کہ آپنے معمولی ملاقات میں کیوں اسقدر اخفاءِ راز سے کام لیا"

پادری:۔ "حضور۔ یہ معمہ خود بخود حل ہو جائیگا۔ جب آپ اس معاملہ کو جو چند روز ہوئے اِس گرجے میں رات کیوقت ہوا تھا۔ یاد فرمائینگے"

بادشاہ:۔ (غصہ اور تعجب کے لہجہ میں) "آپ معموں میں باتیں نکریں میں صاف بات سننا چاہتا ہوں"

پادری:۔ "آپ فادر پال کو جو اِس گرجے کا بڑا پادری تھا خوب جانتے ہیں۔ عرصہ پندرہ روز کا ہوا۔ کہ وہ مذبح کے قریب مُردہ پایا گیا"

بادشاہ:۔ "کیا تم دیوانے ہو؟ خدا کے بندے! مجھے مُردہ پادری سے کیا تعلق ہے؟"

پادری:۔ "بڑے تعجب کی بات ہے۔ آپ تو ہر معاملہ سے لاعلمی ہی ظاہر کئے جاتے ہیں۔ ۱۵۔ اگست کو رات کے وقت فادر پال نے تمام نائب پادریوں کو حکم دیا۔ کہ بہت سویرے اپنے اپنے کمروں میں چلے جائیں۔ رات کا ماجرا اس کے سوا ہمیں کچھ معلوم نہیں۔ کہ گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنائی دی۔ یہ آیکی آواز تھی۔ اِس سے دو گھنٹہ بعد گھوڑوں کے وہاں سے روانہ ہونے کی آواز پہنچی۔ صبح جب ہم گرجے میں گئے۔ تو قربانگاہ کے قریب فادر پال کو مردہ پایا۔ مگر لاش کو غسل دیتے وقت کپڑوں سے ایک کاغذ نکلا۔ اور اسکا مضمون دیکھتے ہی میں سمجھ گیا۔ کہ اسی مطلب کے لئے رات کو فادر پال نے غیر معمولی حکم دیا تھا۔ یہ شاہی نکاح نامہ ہے۔ اور ابھی تک میرے سوا اور کوئی شخص اِس راز سے آگاہ نہیں۔ اب میں اپنی وفاداری کا ثبوت دینے کے لئے حاضر ہوں"

بادشاہ:۔ "شیطان مجھ پر لعنت بھیجے۔ اگر میں نے تمہاری تقریر کے ایک فقرہ کا بھی مطلب سمجھا ہے"

ہنری نے اپنے پرائیویٹ سکرٹری لوئیس کو چراغ روشن کرنیکا حکم دیا۔ اور چکراتے ہوئے دماغ سے نکاح نامہ پڑھا۔ نکاح نامہ پھراس کی نظر پڑی ہی تھی۔ کہ مارے غصہ کے اس کا چہرہ سرخ ہوگیا۔ اس نے ایک دو باتیں کرکے پادری کو رخصت کیا۔ اور لوئیس سے کہا۔ کہ جلد سبک رفتار دو گھوڑے لے کر چور دروازہ پر کھڑے رہو۔

بارھواں باب

خوفناک ڈینورز

جو واقعات گذشتہ باب میں آئے ہیں۔ ان سے تین چار گھنٹے پیشتر ڈورا باغ میں سیر کر رہی تھی۔ ہر ایک انسان جب اکیلا ہوتا ہے تو کئی قسم کے خیالات خود بخود اس کے دماغ میں پیدا ہوتے اور فراموش ہو جاتے ہیں۔ ڈورا اسوقت اپنے دل میں کہہ رہی تھی "میں بھی کتنی وہمی اور خود فراموش ہوں۔ بادشاہ سے میری شادی ہو چکی معتبر گواہ ہوئے دستخط ہوئے۔ نکاح نامہ لکھا گیا۔ اور بلاشک شبہ میں ملکہ انگلستان ہوں پھر کیا وجہ ہے؟ کہ مجھے اسبات کا اعتبار نہیں آتا۔ اور میں فرط خوف و ناامیدی سے سخت متفکر ہو رہی ہوں "

ڈورا نے اپنے مایوس دل کو تسلی دینے کے لئے فرحت افزا نظارہ باغ پر نگاہ ڈالی۔ مگر دفعتًا اس کی چیخ نکل گئی۔ کیونکہ اسکے سامنے وہ شخص کھڑا تھا۔ جسکے خیال ہی سے وہ کانپ جایا کرتی تھی۔ یہ خوفناک ڈینورز تھا۔

ڈورا: "اسوقت تمہیں مجھ سے کیا کام ہے؟"

ڈینورز: "غضب خدا کا۔ اب تم مجھ سے پوچھتی ہو کہ مجھے تم سے کیا کام ہے؟ وہ بھی ایک دن تھا۔ جب ہم دونوں عاشق و معشوق تھے۔ ڈورا وہ تمہاری قسمیں اور قول و قرار کیا ہوئے؟"

ڈورا:۔ میں خدا کا شکر کرتی ہوں۔ کہ وہ قسم پوری نہوئی اور میں تمہارے ہاتھوں سے بال بال بچگئی۔ وہ خوفناک کمرہ مجھے ابتک یاد ہے جہاں تم مجھے قربانی دینے کے لئے لیگئے تھے۔

ڈینورز:۔ بیشک تمہاری باتوں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ تم اس راز سے آگاہ ہو۔ ورنہ تم شوق سے ماسٹر میزز کی زبانی کلارا کا قصہ نہ سنتیں اور نہ پیار سے اسے شراب کا گلاس دیتیں۔

ڈورا:۔ تم اسوقت کہاں تھے۔

ڈینورز:۔ میں وہیں بیٹھا ہوا تمہاری حرکات و سکنات کا ملاحظہ کر رہا تھا۔ شائد تم ان باتوں سے دل میں ڈرتی ہوگی۔ لیکن اگر تمہاری کافی تشفی نہیں ہوئی۔ تو میں اِن ناموں کی مفصل کیفیت تمہیں سُنانے پر تیار ہوں۔ جو اِسوقت کمرے میں چمک رہے تھے۔ کلارا کا حال تو تم نے ماسٹر میزز کی زبانی سُن لیا۔ اور بنیکا خود پڑھ لیا۔ باقی مارگریٹ اور آرلائن ہیں۔ ان کا حال بھی کہے دیتا ہوں۔

ڈورا:۔ خدا کے لئے ایسی خوفناک باتیں مت کرو۔ ورنہ مارے ڈر کے میرا دم نکل جائیگا۔

ڈینورز:۔ یہ خیال نہ کرو۔ کہ میں تمہاری جان کا دشمن ہوں۔ چارسال کا عرصہ ہوا۔ جب تم میرے قبضہ سے نکل گئیں اسوقت سے میں تمہاری تاک میں ہوں۔ اور میری کوشش ہمیشہ یہی رہی ہے۔ کہ تمہیں تکلیف نہ پہونچاؤں۔ جب میں تمہیں روتی دیکھتا ہوں۔ میرا دل خوشی سے باغ باغ ہو جاتا ہے۔ اب تو تمہیں میرے یہاں آنے کی وجہ معلوم ہوگئی ہوگی۔

ڈینورز یہ کہکر اسطرح ہوا میں گم ہوگیا۔ گویا کہ وہ کوئی بھوت تھا۔ بیچاری ڈورا مارے خوف کے سر سے پاؤں تک کانپ رہی تھی۔

تیرھواں باب

بادشاہ ہنری

کچھ دیر تک ڈورا پر بیہوشی کا عالم طاری رہا۔ اور پھر آہستہ آہستہ اسے معلوم ہونے لگا۔ کہ وہ کہاں کھڑی ہے۔ اور کیا ماجرا ہے؟ جب وہ آپے میں آئی تو مکان کی طرف روانہ ہوئی۔ کیونکہ اب اس کے شوہر یعنے بادشاہ کے آنیکا وقت تھا۔ تھوڑی دیر میں بادشاہ بھی آگیا۔ اور آتے ہی اسنے ڈورا کو اپنے پہلو میں بٹھا لیا۔

بادشاہ:۔" پیاری۔ تمہیں دیکھتے ہی میری جان میں جان آجاتی ہے سچ بتاؤ کہ تمنے کبھی مجھے یاد بھی کیا ہے یا نہیں؟"

ڈورا:۔" (پیار سے بادشاہ کے گلے میں باہیں ڈالکر) یاد کرنے کا کیا ذکر ہے؟ آپکا چہرہ مبارک جب میرے تصور میں آتا ہے۔ میں اپنے آپکو دنیا میں سب سے زیادہ خوش قسمت عورت سمجھتی ہوں"

بادشاہ:۔" کیا یہ ممکن ہے؟ کہ تمہیں واقعی مجھ سے ایسی محبت ہے"

یہ کہکر بادشاہ مسکرایا۔ اور اس کی مسکراہٹ ڈورا کو کسی قدر عجیب معلوم ہوئی۔

ڈورا:۔" (بے صبری سے) اگر اجازت ہو۔ تو میں ایک سوال کروں"

بادشاہ:۔"پیاری ڈورا۔ صرف ایک سوال؟ تم مجھ سے لاکھ سوال پوچھو۔ میں اُن کا جواب دونگا"

ڈورا:۔" آپ یہ فرمایئں۔ کہ ہماری شادی کا باقاعدہ اعلان کیا جائیگا"

بادشاہ:۔" وہ زمانہ دور نہیں ہے۔ جب میں اس شادی کا اعلان کرونگا اور دنیا تمہیں ملکۂ انگلستان تسلیم کریگی"

یہ کہتے ہی بادشاہ کے چہرے کی ہیئت بدل گئی۔ اور ڈورا کے شکوک تازہ ہو گئے۔ مگر پھر ایک آن میں بادشاہ کی شکل ویسی ہی بھولی بھالی اور قدرتی

بنگئی۔ جس سے ڈورا نے سمجھا کہ اسے دھوکا ہوا ہے۔

اتنے میں باہر کے دروازے کے کھلنے کی آواز آئی۔ پھر زور سے گھنٹی بجنے لگی۔ اور ایک ایسا شخص داخل ہوا۔ جس نے مدت کے طلسم کو چشم زدن میں توڑ دیا۔ ڈورا کی پریشانی اور حیرت کا اندازہ کون کرسکتا ہے۔ جب اس نے دیکھا۔ کہ نووارد بالکل اس کے شوہر بادشاہ ہنری کا ہم شکل ہے۔ اسکے چہرہ پر مردنی چھا گئی۔ اور اس نے استعجاب سے اپنے شوہر کے چہرہ پر نگاہ ڈالی۔ آہ! اب وہ ہنری بادشاہ انگلستان نہیں تھا۔ بلکہ ایک خطرناک انسان۔ جس کے خیال اور نام سے بھی ڈورا کی روح کانپتی تھی۔ کون؟ لارڈ ڈینورز۔

ڈورا۔ لارڈ ڈینورز کے اس طلسمی فریب کو دیکھتے ہی بیہوش ہوکر گر پڑی۔ ہنری کی یہ کیفیت تھی۔ کیوں تو شاہ انگلستان تھا مگر اس نظارہ سے جو ابھی رونما ہوا میں آیا۔ خوف کے مارے بید مجنوں کی طرح کانپ رہا تھا۔ یہی حال لارڈ گرینجم اور سکرٹری لوئیس کا تھا۔

ہنری:۔ (حواس درست کرکے) اس مظلوم لڑکی کی کچھ فکر کرو کہیں مر ہی نہ جائے۔

ڈینورز:۔ آپ چنداں اندیشہ نکریں۔ وہ ابھی بالکل ٹھیک ہوجائیگی۔ یہ کہکر اسنے سب کے سامنے ڈورا کو اٹھا کر پلنگ پر لٹا دیا۔ اور گستاخی مجسم کھڑا ہوا۔ بادشاہ اور اس کے ہمراہیوں کو گھورنے لگا۔

بادشاہ:۔ لارڈ ڈینورز! معلوم ہوتا ہے۔ کہ تم ضرور کسی زبردست طاقت پر غالب ہو۔ ورنہ میرے سامنے اس طرح بد دماغ ہوکر کھڑے نہ رہتے۔ اور کیا وہ نظارہ فی الواقعی تھا۔ جو میں ......

بادشاہ فرط خوف سے اس نظارہ کی تصویر الفاظ میں کھینچ نہ سکا۔

ڈینورز:۔ اے بادشاہ انگلستان! بے شک میں نے تیری صورت اختیار کی۔ مگر حصول مدعا کے لئے یہ ازبس ضروری تھا۔ ایک معزز حسینہ اس کے بغیر میرے قبضہ میں کیونکر آسکتی تھی! مگر خیر گذشتہ باتوں کو جواب

واپس نہیں ہو سکتیں۔ یاد کرنے سے کیا فائدہ ؟ اب چونکہ یہاں میری ضرورت نہیں ہے۔ میں رخصت ہوتا ہوں۔ سلام!"

بادشاہ:۔ (غصے میں اپنے مخالف سے) تو جعلساز اور فریبی ہے۔ اب بتلا کہ تو قانونی پنجہ سے کیسے نکل سکتا ہے ؟ (ڈینورز کو بازو سے پکڑ کر) تو میرا قیدی ہے"

ڈینورز:۔ دور ہو بیوقوف بادشاہ"

ڈینورز نے ہنری کو آہستہ سے پرے دھکیل دیا۔ رعایا میں سے کسی کا اپنے بادشاہ کے ساتھ ایسا گستاخانہ سلوک! معاذاللہ۔ ہنری کب گوارا کر سکتا تھا۔ فوراً میان سے تلوار سے لٹکا کر ڈینورز پر جھپٹا۔ ڈینورز نے کہا گویا کہ اسے جان کی پرواہ ہی نہیں۔ آہستگی سے اپنی پتلی کرچ نیام سے نکالی۔ یہ کرچ سانپ کی طرح شاہی تلوار پر لپٹ گئی۔ جو فوراً ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر گر پڑی۔

بادشاہ کے غصہ اور پریشانی کی کچھ انتہا نہ تھی۔ اس نے لوئیس اور گرنیتھم کو مدد کے لئے پکارا۔ مگر جونہی کہ اوّل الذکر برہنہ تلوار لے کر ڈینورز کی طرف بڑھا۔ طلسمی کرچ نے اس کی تلوار کے کئی ٹکڑے کر دیئے۔ اور صاحب شمشیر مارے خوف کے ایک قدم بھی آگے نہ بڑھا۔

بادشاہ:۔ خدا کی قسم۔ ڈینورز ہماری طرح انسان نہیں۔ وہ ضرور شیطان کا مرید ہے"

لارڈ لاجنل ڈینورز نے اِس فقرے کا کچھ جواب نہ دیا۔ اور قہر آلود نگاہوں سے بادشاہ کو گھورتا رہا۔ پھر وہ آہستہ آہستہ دروازے کی طرف گیا۔ اِس کے جانے کے بعد کمرے میں ایک سناٹا ہو گیا۔ جو شخص اِس نظارہ سے بہت زیادہ متاثر ہوا تھا۔ وہ ہنری شاہ انگلستان تھا۔

بادشاہ کے کہنے پر لارڈ گرنیتھم نے ڈینورز کے آنے اسکی صورت تبدیل کرنے۔ [illegible] شادی کا مفصل قصہ سنایا۔ مگر جب نکاح نامہ دیکھا گیا۔ تو بادشاہ حیران تھا کہ اس پہ کے دستخط اور شاہی مُہر کہاں سے آگئی۔ اور

خاص نکاح نامہ کا فارم جو اس کے بچ کے صندوقچہ میں مقفل تھا۔ کیونکر دستیاب ہوا؟"۔

لوئیس :۔ "(قدموں پر گر کر) حضور۔ اگر جان کی امان پاؤں۔ تو کچھ عرض کروں؟"

بادشاہ :۔ "کیا اس سازش میں تمہارا کچھ حصہ ہے؟"

لوئیس :۔ "بندگان عالی۔ میں قصوروار ہوں۔ مگر آپ سارا حال سُنکر میری مجبوری کا اندازہ کرلیں گے"

بادشاہ :۔ "اچھا سناؤ۔ میں تمہاری جان بخشی کا عہد کرتا ہوں بشرطیکہ تمنے اس سازش میں مجبوراً حصہ لیا ہو۔ نہ کہ خوشی سے"

لوئیس :۔ "سُنئے خداوند۔ تقریباً ساڑھے چار سال کا عرصہ گذرا ہے کہ میرے بوڑھے چچا نے بستر مرگ پر مجھے اپنے پاس بُلایا۔ اور ایک تعویذ اور ایک کتاب بطور خاندانی متبرک تحفہ کے دی۔ یہ تعویذ ہمارے خاندان کی ایک عورت آرلاین کا تھا۔ اور کتاب میں مفصل حال مندرج تھا۔ کہ کس طرح لارڈ ہمفری ڈینورز یعنے موجودہ لارڈ لائنل ڈینورز کے والد نے پہلے آرلائن کے ساتھ اظہار تعشق کیا۔ اور پھر شادی کے وقت اس سے دغا کی۔ میرے چچا کی آخری وقت کی آرزو تھی۔ کہ میں اس کمینہ سلوک کا انتقام لارڈ ڈینورز سے ضرور لوں۔ جس کا میں نے اس کے سامنے عہد کیا چچا کے مرنے کے بعد میں نے خاندان ڈینورز کا حال معلوم کرنا شروع کیا۔ مگر معلوم ہوا۔ کہ لارڈ لائنل ڈینورز کچھ عرصہ سے کسی غیر ملک میں چلا گیا ہے۔ انہی دنوں میں بدقسمتی سے میری دوستی ایک بدچلن شخص سے ہوگئی۔ اسنے مجھے قماربازی اور شرابخوری کی تعلیم دی۔ اور چھ ماہ میں میری تمام جائداد مجھ کو "الوداع" کہکر روانہ ہوئی۔ اب میں ایک نڈر قاتل اور پیشہ ور ڈاکو بن گیا تھا۔ ایک شب میں اور میرا وہی بدمعاش دوست ڈاکہ زنی کے ارادہ سے سڑک پر کھڑے تھے۔ کہ ایک مسافر اِدھر سے گذرا۔ میں نے اسپر جھٹ تلوار سے [illegible] کیا۔ مگر بادشاہ سلامت میری تلوار اس مسافر کو کسی قسم کا گزند پہنچانے کی بجائے خود

ہی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر گر پڑی۔ اب متعجب نہو جئے۔ کیونکہ یہ مسافر لارڈ ڈینورز ہی تھا"

بادشاہ:۔"عجیب خوفناک انسان ہے۔ اسکی باتوں سے ڈر لگتا ہے"

لوئیس:۔"بس حضور۔ اسوقت کی بے بسی کو دیکھکر مجھے خیال ہوا تھا کہ اب وہ ضرور ہم دونوں کو قتل کر ڈالے گا۔ مگر اس کی بجائے وہ مجھ سے کہنے لگا۔ کہ پرانی خاندانی عداوت کو جاری رکھنے سے کیا؟ حاصل! بہتر ہے کہ ہم صلح کریں۔ اسکے ساتھ ہی اسنے بغل سے اشرفیوں کی تھیلی نکال کر میرے ہاتھ میں دیدی۔ کہا کہ کل کنٹرولر کارخانجات شاہی کے پاس آنا۔ وہ تمہیں بادشاہ کا پرائیویٹ سکرٹری بنا لیگا۔ چنانچہ دوسرے دن میں اس کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اس نے مجھے آپکی غلامی کا شرف بخشا۔ مگر ساتھ ہی میری آزادی اور عزت کو ایک جعلی تحریر لکھوا کر مجھ سے چھین لیا۔ میں حضور کی پرائیویٹ ڈاک کھولا کرتا تھا۔ اس کے متعلق کنٹرولر کا حکم تھا۔ کہ تمام خطوط جو بلارڈ گرنیتھم کی طرف آپ کے نام موصول ہوں۔ وہ علیحدہ کر لئے جایئں میں نے اس کی وجہ پوچھی۔ تو کنٹرولر نے جواب دیا۔ کہ لارڈ ڈینورز کا یہی حکم ہے۔ پھر مجھے ایک دن ایک کاغذ پر جو فرضی نکاح نامہ تھا۔ حضور کے دستخط کر دیا کرتے ہیں۔ اسلئے نکاح نامہ پر بھی شاہی دستخط ثبت ہو گئے۔ بیشک میں حضور کا اتنا بڑا جرم نہ کرتا۔ مگر ہر وقت جیلخانہ میری نظروں میں سمایا رہتا تھا۔ اسلئے اس گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوا۔ اب غلام معافی کا طلبگار ہے"

بادشاہ نے جیسا کہ اسکا اقرار تھا۔ لوئیس کو معاف کر دیا۔ پھر اس نے کنٹرولر کو بلا کر جرم میں شرکت کی وجہ پوچھی۔ اس کا قصہ تقریباً لوئیس سے ملتا تھا۔ اور لارڈ ڈینورز اس سے بھی ایک جعلی تحریر لے چکا تھا۔

ڈینورز کے ان خوفناک کارناموں سے بادشاہ کا کلیجہ دھڑکنے لگا۔ اسوقت اسے بیچاری آرلائن کا خیال آگیا۔ جسکی نسبت ابھی لوئیس نے کہا تھا کہ وہ ڈینورز کی محبت کا شکار ہو رہی ہے۔ بادشاہ کے کہنے پر لوئیس آرلائن کی کتاب اٹھا لایا اور اول الذکر نے پُر درد قصہ کو (جیسا کہ آئندہ باب میں مندرج ہے) پڑھنا شروع کیا۔

چودھواں باب

آرلائن کی سرگذشت

۱۷۶۳ء کا ذکر ہے۔ کہ ملک فرانس کے علاقہ نارمنڈی میں ایک جنگل میں گنبد دار مکان میں ایک مرد اور ایک عورت رہتے تھے۔ یہ مکان بڑے پُر فضا مقام پر واقع تھا۔ اِس کے گرد ایک باغ تھا۔ اور وہ باغ اپنے خوش الحان پرندوں اور میوہ دار درختوں کے لئے دور دراز علاقہ تک مشہور تھا۔ مرد کا نام فلپ ڈی سینٹ لوئیس اور عورت کا نام آرلائن تھا۔ یہ دونوں بہن بھائی تھے۔ بھائی اگر مردوں میں فرد تھا۔ تو بہن حسینوں کی سردار تھی۔ لوئیس آرلائن سے انتہا درجہ کی محبت کرتا تھا۔ وہ جوان دلیر عقلمند اور قوی ہیکل تھا۔ اگر چاہتا۔ تو شاہی فوج میں کوئی معزز آسامی حاصل کر لیتا۔ مگر اسے آرلائن کی جدائی گوارا نہ تھی۔ اسکے باپ کا ایک متمول دوست ہر ششماہی کے بعد اسے ایک معقول رقم بھیجا کرتا تھا۔ اور بس اسی پر اس کا گذارہ تھا۔ آرلائن اور انکے ملازم جو ایک دو تھے تعجب کیا کرتے تھے۔ کہ لوئیس ایسا غیرتمند شجاع۔ کیونکر دوست کا بار احسان گوارا کر سکتا ہے؟

ایک دن لوئیس شکار کو باہر گیا ہوا تھا۔ اور اس کی چندے آفتاب اور چندے ماہتاب ہمشیرہ باغ میں اکیلی ٹہل رہی تھی۔ کہ ایک سوار چند نوکروں سمیت جو سب کے سب بیش قیمت گھوڑوں پر سوار تھے۔ اُدھر سے گذرا۔ اور دفعتاً آرلائن کے مکان کے سامنے ٹھہر گیا۔ یہ شخص تیس سالہ وضع دار جوان تھا۔ اِس کے لباس سے صاف ظاہر ہوتا تھا۔ کہ وہ ضرور امیر کبیر ہے۔ آرلائن نے سمجھا۔ وہ اس کے بھائی کا مہمان ہو گا۔ اس لئے وہ میزبانہ کی حیثیت میں اُس کی طرف بڑھی۔ مگر جب قریب جا کر اسے اجنبی پایا۔ تو شرما کر پیچھے ہٹ گئی۔

سوار:۔ بیگم صاحبہ۔ معاف فرمانا۔ آپ کو یہاں تک آنے میں اسقدر تکلیف ہوئی۔ میں نواب مانٹن کے قلعہ کی طرف جانا چاہتا ہوں۔ اور اسکا راستہ دریافت کرنے آیا ہوں۔"

یہ شخص فرانسیسی بڑی صفائی سے بولتا تھا۔ مگر اسکا لب ولہجہ کہے دیتا تھا۔ کہ وہ باشندہ انگلستان ہے۔ آرلائین نے اسے راستہ بتا یا۔ اور وہ چلا گیا۔ آرلائین حیران تھی۔ کہ وہ کیسا خوش قد جوان تھا۔ وہ اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ کہ جوان نے پھر کر اسکی طرف نگاہ کی۔ اور ٹوپی اٹھا کر موءدبانہ سلام کیا۔ یہ ایک غیر معمولی نظارہ تھا۔ آرلائین کی پُر از حیرت مسرت کی کوئی انتہا نہ تھی۔

شام کو لوئیس شکار گاہ سے واپس آیا۔ اس کی نیک سیرت بہن نے سوار کے آنے اور نواب مانٹن کے قلعہ کا پتہ دریافت کرنیکا مفصل قصہ سنایا۔ مانٹن کا نام سنتے ہی لوئیس بے چین ہو گیا۔ آرلائین چاہتی تھی۔ کہ اس بے چینی کا سبب دریافت کرے۔ مگر لوئیس نے اور بات چھیڑ دی۔ جس سے اس عارضی بے چینی کا کچھ سُراغ نہ ملا۔

ایک ہفتہ بعد وہی خوش رو جوان حاضر ہوا۔ اور لوئیس سے کہنے لگا۔ کہ آپ کی ہمشیرہ نے نواب مانٹن کا پتہ بتانے میں جو عنایت مجھپر کی تھی۔ میں اُسکا شکریہ ادا کرنے آیا ہوں۔ اسنے اپنا نام ہمفری ڈینورز بتایا۔ اور کہا کہ میں عظیم الشان خاندان ڈینورز کا واحد مالک ہوں۔ لوئیس اور آرلائین دونوں اس خاندان کی دولت وثروت کا شہرہ سُن چکے تھے۔ اس لئے انہیں فخر تھا کہ ہمیں ایسے ذیقدر مہمان کی میزبانی کا شرف نصیب ہوا۔ میز پر کھانا چنا گیا۔ کئی اقسام کی شراب موجود تھی۔ اور لذیذ میوجات طعام کا لطف دوبالا کر رہے تھے۔ ڈینورز نے کھانے کی بہت تعریف کی۔ اس کی شیریں زبانی اور حسن دلفریب آرلائین کے بھولے دل پر نشتر کا کام کر رہے تھے۔ جب اسنے بدیں الفاظ اپنے مہمانوں سے رخصت چاہی:

"میں آج کی عنایات کے لئے آپکا بدل ممنون ہوں۔ اور آرزومند ہوں کہ مجھے آیندہ بھی وقتاً فوقتاً قدمبوسی حاصل کرنے کی اجازت دیجائے۔"

لوئیس نے اگر آپ غریب خانہ میں تشریف لانا منظور فرمائیں۔ تو اس سے بڑھکر
احسان ہم پر اور کیا ہو سکتا ہے۔

آرلائین نے مسکرا کر اپنے بھائی کیطرف دیکھا۔ اور یہ مسکراہٹ ایک طرح پر
اسکے بیان کی تائید میں تھی۔ جب انکا معزز مہمان چلا گیا۔ تو دونوں بہت دیر تک
اس کی صورت و سیرت کی تعریف کرتے رہے۔ چار ماہ کا عرصہ گذر گیا۔ اور اس
اثنا میں ڈینورز کئی بار انکے ہاں آیا۔ آمد و رفت سے انکا سلسلہ اتحاد زیادہ مضبوط
ہو گیا۔ ڈینورز اور آرلائین کیطرف از بس متوجہ تھا۔ یہانتک کہ اسکی محبت عشق کے
درجہ پر پہنچ گئی۔ آرلائین بھی اپنے چاہنے والے پر ہزار جان سے عاشق تھی۔ جو
شب و روز اسکے کان میں محبت کے منتر پھونکتا رہتا تھا۔ لوئیس ان حسن و عشق
کے فسانوں سے خوب آگاہ تھا۔ اور کئی وجوہات سے دل ہی دل میں اس تعلق پر
خوش ہوتا تھا۔

ایک دن ڈینورز اور آرلائین ہاتھ میں ہاتھ ڈالے باغ میں چہل قدمی کر رہے
تھے۔ کہ ڈینورز نے بڑے پُر تکلف الفاظ میں پہلے تعشق کا اظہار کیا۔ اور پھر
شادی کی درخواست کی۔ آرلائین یہی بات چاہتی تھی۔ اس نے اپنے عاشق کی
گردن میں دونوں ہاتھ ڈالدیئے۔ جو اسکی رضامندی کی دلیل تھی۔ لوئیس
نے بھی شادی کی منظوری دیدی۔ اور قرار پایا کہ آرلائین اور لوئیس ایک
ماہ کے لئے ڈینورز کے مقبوضہ قلعہ نارمنڈی میں چلے جائیں۔ جہاں آرلائین
اپنی مرضی کے مطابق شادی کا سامان تیار کرالے۔

غرضیکہ بہن بھائی معہ ملازموں کے نارمنڈی کی طرف روانہ ہوئے۔ ڈینورز
نے شادی کی تیاریاں بڑی دھوم دھام سے کر رکھی تھیں۔ گرد نواح کے تمام
نواب اور رؤسا اس کے ہاں مدعو تھے۔ آرلائین چونکہ اب ہزار جان سے ڈینورز
پر عاشق تھی۔ ایک مہینہ گذرتا معلوم بھی نہ ہوا۔ ان کی واپسی کیوقت قرار پایا
کہ ڈینورز تین ہفتے کے بعد فرانس میں آکر آرلائین کو بیاہ لائیگا۔

اس واقعہ کو عرصہ اٹھارہ دن کا گذرا۔ آرلائین اور لوئیس دن بھر گھر میں
رہتے تھے۔ لوئیس شکار کھیلنے بھی نہیں جاتا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ روز جدائی

سر رہے۔ ایک دن شام کے وقت بہن بھائی پیار کی باتیں کر رہے تھے کہ دور سے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنائی دی۔ یہ آواز بتدریج قریب آتی گئی۔ جیسے کہ بہت سے گھوڑے دفعتاً اُنکے مکان کے سامنے آکر ٹھیر گئے۔ اور کسی نے بڑے زور سے دروازہ کھٹکھٹایا۔ لوئیس نے دروازہ کھولا۔ اور چھ شخص ایک مجروح انسان کو اندر لائے۔ اتنے میں ایک شخص جو وضع قطع سے ان لوگوں کا سردار معلوم ہوتا تھا۔ داخل ہوا۔ یہ نواب انٹن تھا۔

سردار :- (لوئیس کو دیکھکر) اِین! یہ تم ہو؟"

لوئیس کا رنگ فق ہو گیا۔ اور اس سوال کے جواب میں اس کی زبان سے ایک حرف بھی نہ نکل سکا۔

لوئیس :- "حضور پہلے علیحدہ ہو کر میری بات سُن لیں"

لوئیس نواب کو دوسرے کمرے میں لیگیا۔ اور تھوڑی دیر میں جب واپس آیا۔ تو اسکا سر جھکا ہوا چہرہ صاف کہے دیتا تھا۔ کہ اسپر کوئی بلا نازل ہوئی ہے۔ آرلائن حیران۔ کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ وہ اس سوچ میں کھڑی تھی۔ کہ نواب نے بڑے پیار کے لہجہ میں اس سے کہا۔ نازنین! میں کسقدر خوش قسمت ہوں کہ تمہاری ملاقات نصیب ہوئی؟

آرلائن :- (اِس اِستفاخانہ الفاظ پر چونک کر سرد مہری سے) آپکا ہمارے غریب خانہ میں آنا مبارک ہے"

نواب :- "اے زہرہ جبیں معشوقہ۔ تمہاری پیاری صورت کی طرح تمہاری آواز بھی کیسی شیریں ہے"

یہ کہکر وہ اُسکے چاند سے مکھڑے پر بوسہ دینے کے لئے آگے بڑھا۔ مگر آرلائن نے خفگی سے اس کے ہاتھ کو جھٹک دیا۔ لوئیس تصویر کی طرح خاموش سب کچھ دیکھتا تھا۔ آرلائن حیرت میں تھی۔ کہ لوئیس کو کیا ہوگیا۔ کہ ایک غیر شخص جوان ہو کر اپنی بہن کی بے عزتی ہوتے دیکھتا ہے۔ اور بالکل چپ ہے

آرلائن :- (غصہ میں) "یہ شریفوں کا کام نہیں۔ جو آپ کر رہے ہیں"

نواب :- "پیاری! بسبب غصہ کے تمہارے گال سُرخ ہوگئے ہیں۔ اور

مانٹن کا ارادہ تم سے شادی کرنیکا ہے۔ اگر تم نے انکار کیا۔ تو وہ مشتہر کر دیگا۔ کہ آرلائین ایک ڈکیت کی ہمشیرہ ہے۔ اس سے نہ صرف ہمارے خاندان کی عزت ہی خاک میں ملجائیگی۔ بلکہ لارڈ ڈینورز بھی خبردار ہوکر تمہارے ساتھ شادی کرنیکا ارادہ فسخ کر دیگا۔ اب اگر تم مجکو اور اپنے آپ کو اور اپنے بزرگوں کو بچانا چاہتی ہو۔ تو صرف ایک ہی تدبیر ہے۔ کہ نواب مانٹن سے شادی کرلو"

لوئیس کی اس تجویز پر آرلائین نے مسکرا دیا۔ مگر اس مسکراہٹ میں وہ حسرت اور مایوسی بھری ہوئی تھی۔ کہ بدقسمت لوئیس آرلائین کے چہرہ کی طرف دیکھنے کی جرأت نہ کر سکا۔

لوئیس :- "یہ سب میرے جرموں کا نتیجہ ہے۔ جو تم بھگتنے لگی ہو۔ آرلائین مجھے معاف کر دو"

آرلائین :- (لوئیس کے ماتھے پر بوسہ دیکر) بھائی جان۔ جو کچھ تقدیر میں لکھا ہے۔ وہ کیونکر ٹل سکتا ہے؟ تمہارا اس میں ذرا قصور نہیں۔ بلکہ میں بدقدم ہوں۔ جس نے آج تمہیں یہ منحوس دن دکھایا"

بہن بھائی بہت دیر تک ایک دوسرے سے معذرت کرتے رہے۔ آخر آرلائین نے خاندانی حمیت میں اپنے آپ کو عزت کے مذبح پر قربان کر دینا منظور کیا۔ اور فیصلہ ہوا کہ اس کی شادی لارڈ ڈینورز کی بجائے نواب مانٹن سے ہو۔ دوسرے دن نواب بھی آپہنچا۔ اور اسے آرلائین کی رضامندی کی اطلاع دی گئی۔ اب اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ فرط جوش میں اسنے اسیوقت لارڈ ڈینورز کی طرف قاصد کے ہاتھ پیغام روانہ کیا۔ کہ اب آرلائین سے شادی کا قصد چھوڑ دو۔ وہ ہماری بیوی بنیگی۔ اسیوقت یہ بات طے پائی۔ کہ رسم شادی نواب مانٹن کے قلعہ میں چوتھے دن ادا ہوگی۔ اور جب اس نہایت ضروری امر کا فیصلہ ہوگیا۔ تو نواب صاحب شادی کی تیاری کے لئے اپنے قلعہ کو واپس چلے گئے۔

دوسرے دن لوئیس اور آرلائین کے لئے مصیبت کا نمونہ تھا۔ انکی مایوسی اور رنج و حرمان کا کون موازنہ کر سکتا ہے؟ آرلائین بے چین تھی۔ کہ وہ انسان اس کے جسم و جان کا وحشی مالک ہونے والا ہے۔ جس کے نام تک سے بھی

اسے سخت نفرت ہے۔ اور لوئیس بیقرار تھا۔ کہ آخر کار اسے آرلائن سے علیحدہ ہونا ہی پڑیگا۔ جس کی خاطر اس نے جرائم کی زندگی اختیار کی۔ چار اطراف عالم پر تاریکی قابض ہو رہی تھی۔ چاند ابھی بلند نہیں ہوا تھا۔ اور لوئیس اور آرلائن مغموم صورت صحن میں بیٹھے تھے۔ کہ اچانک دروازہ کھلا۔ اور ایک شخص اندر داخل ہوا۔ یہ لارڈ ہمفری ڈینورز تھا۔ اس کو دیکھتے ہی آرلائن کے منہ سے ایک چیخ نکلی۔ اور لوئیس شرمسار ہو کر پیچھے ہٹ گیا۔

لوئیس کو امید تھی۔ کہ ڈینورز اسے وعدہ خلافی کے لئے لعنت و ملامت کریگا۔ مگر بجائے اس کے وہ ان دونوں سے بڑی خنداں پیشانی سے پیش آیا۔ اسوقت اسکا چہرہ معمول سے زیادہ خوبصورت تھا۔ جو آرلائن کو متاثر کئے بغیر نہ رہ سکا۔ ڈینورز جھٹ آرلائن کے دبی جذبات کو تاڑ گیا۔ اور اسکا ہاتھ پکڑ کر بولا۔ پیاری۔ اب جبکہ تو کسی اور کو اپنا دل نذر کر چکی ہے۔ تو میرے حال پر اتنا رحم تو کر کہ پانچ منٹ کے لئے باغ میں الگ جا کر میری ایک بات سن لے امید ہے کہ اس حالت میں جبکہ مایوسی کا پہاڑ مجھپر ٹوٹ پڑا ہے۔ تم مجھے اور مایوس نہیں کرو گی؟

سادہ لوح آرلائن فوراً ڈینورز کے ساتھ باغ کی طرف روانہ ہوئی۔ لوئیس ان دونوں کو محبت کی نگاہ سے دیکھ رہا تھا۔ اور دل ہی دل میں شکستہ دل عاشق کی حالت پر رحم کر رہا تھا۔ ڈینورز اور آرلائن تھوڑی دیر تک باغ میں ٹہلتے رہے جہاں کوچہ عشق کے ماہر ڈینورز نے اپنی معشوقہ کے کان میں ایسا محبت کا منتر پھونکا کہ وہ بے تکلف اس کے ساتھ جدھر وہ قدم اُٹھاتا تھا۔ جانے کو رضامند تھی اتنے میں دونوں عاشق و معشوق درختوں کی آڑ میں لوئیس کی نظر سے اوجھل ہو گئے۔ اب تو لوئیس خواب غفلت سے بیدار ہوا۔ اور دیوانہ وار ان کی طرف بھاگا۔ اس نے دیکھا کہ ڈینورز گھوڑے پر سوار ہے۔ اور آرلائن کو اس نے آسانی سے گود میں اُٹھایا ہوا ہے۔ لوئیس چیخا۔ چلایا۔ اور بڑے زور سے "آرلائن آرلائن" کہکر آوازیں دینے لگا۔ مگر اس جنگل میں اس کی اپنی ہی آواز کی گونج کے سوا اور کوئی صدا اسکے کانوں میں نہ پہونچی۔

لوئیس اِس صدمہ سے تھوڑی دیر کے لئے تقریباً دیوانہ ہو گیا۔ مگر پھر اسے خیال آیا۔ کہ آرلائین اپنے چاہتے شوہر کے ساتھ شادی کریگی۔ اِس سے بہتر اور کیا ہو سکتا ہے؟ پھر اِسے اپنی نسبت خیال آیا اور اس نے ارادہ کیا۔ کہ نواب مانٹن کے غضب سے بچنے کے لئے مناسب ہے کہ میں کل صبح ہی یہاں سے چل دوں۔

غرض لوئیس دوسرے دن ایک غلام کے ہمراہ تین سُبک رفتار گھوڑے لیکر جنگل کیطرف روانہ ہوا۔ غلام حیران تھا۔ کہ ہم آدمی دو ہیں۔ تین گھوڑوں کی کیا ضرورت ہے؟ مگر یہ عقدہ بہت جلد حل ہو گیا۔ کیونکہ وہ زیادہ دور نہیں گئے تھے۔ کہ ایک جگہ درختوں میں ایک جھونپڑی دکھائی دی وہاں سے لوئیس کی آواز سُنکر ایک نہایت حسین عورت جس کی گود میں دو بچے تھے باہر نکلی۔ لوئیس نے اس کے کان میں کچھ کہا۔ وہ پھر اندر چلی گئی۔ اور ایک گٹھڑی بغل میں داب کر باہر آگئی۔ تیسرا گھوڑا جو خالی تھا۔ یہ عورت اس پر سوار ہوئی۔ اور تینوں گھوڑے تیزی سے چلدیئے۔ یہ عورت دراصل ایک دہقان کی لڑکی تھی۔ دو سال ہوئے۔ لوئیس نے خفیہ طور پر اس سے شادی کرلی تھی۔ مگر چند وجوہ سے شادی کا راز ظاہر کرنا مناسب نہیں سمجھا گیا تھا اِس اخفا کی ایک وجہ یہ بھی تھی۔ کہ لوئیس جو آرلائین کو سچے دل سے محبت کرتا تھا۔ نہیں چاہتا تھا کہ اس کا دہقان کے گھر شادی کرنا مشہور ہو مبادا یہ فعل آرلاین کے لئے اچھا شوہر مہیا کرنے میں خلل ڈالے۔

لوئیس نے جبتک کہ وہ بیوی بال بچوں اور غلام سمیت ایک محفوظ مقام میں پہونچ نہ گیا۔ دم نہ لیا۔ یہاں سے اپنے غلام کو ڈینورز کے قلعہ میں آرلائین کی شادی کی خبر لانے کے لئے بھیجا۔ یہ شخص تین ہفتے بعد واپس آیا۔ اس نے خبر دی کہ "میں ڈینورز کے قلعہ میں گیا تھا۔ ڈینورز کو میں نے کئی بار دیکھا مگر وہاں کسی شخص کو آرلائین یا آرلائین کی شادی کا کچھ بھی پتہ نہیں ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آرلائین کی شادی نہیں ہوئی۔ اور وہ بیچاری ڈینورز کی شرارت کا شکار ہوئی"

اِس ہوش ربا خبر سے جو صدمہ لوئیس کو ہوا۔ اِس کا اندازہ بآسانی ہو
سکتا ہے۔ اِسے اپنے ملازم کی بات کا کچھ یقین ہوا۔ اور کچھ نہوا۔ آخر اس نے
خود اس اہم معاملہ کی تحقیقات کرنی چاہی۔ اور فقیرانہ لباس میں پہلے اپنے
وطن کو گیا۔ وہاں اِسے معلوم ہوا۔ کہ نواب مانٹ اِس حادثہ سے مغموم ہو کر
مر گیا ہے۔ اور لارڈ ڈینورز اِس کے مرنے کے بعد وہاں آیا تھا۔ اِس نے
لوگوں میں مشہور کر دیا۔ کہ جو شخص اِس علاقہ میں رات کو مُنہ پر چرمی نقاب
پہن کر ڈاکہ زنی کرتا تھا۔ وہ فلپ ڈی سینٹ لوئیس تھا۔ شکستہ خاطر لوئیس
یہ افسوسناک خبر سُنکر ڈینورز کے قلعہ میں گیا۔ تو ابھی حال دل بھی نہ کہنے پایا
تھا۔ کہ اِس ظالم شخص نے بڑے حقارت آمیز لہجہ میں اِس سے کہا "اے
پاجی ڈاکو۔ تو یہاں کس طرح گیا۔ آرلائن کی نسبت میں کچھ نہیں جانتا۔
اور اگر تو لوٹ مار کی غرض سے آیا ہے۔ تو میں کل ہی تمھیں اپنے قلعہ میں
پھانسی پر لٹکوا دونگا"

لوئیس بیچارہ مایوسی کی تصویر بنا ہوا واپس روانہ ہوا۔ اور وہاں سے
انگلستان کو چلا گیا۔

اِس افسوسناک واقعہ کو کتنے سال گذر گئے۔ لوئیس بوڑھا ہو گیا۔ اور مرتے
وقت اِس نے اپنے دونوں بیٹوں کو جو اب خدا کے فضل سے جوان ہو گئے
تھے۔ وصیت کی۔ کہ میری روح جبھی آرام کی نیند سوئیگی۔ جب آرلائین کا
بدلہ ڈینورز یا اِس کے خاندان سے لیا جائیگا۔ لوئیس اب دوسری دُنیا میں ہے
مگر اس کی پاک قسم یہاں باقی ہے"

دوسری صبح بادشاہ نے لوئیس کو خلوت میں بُلا کر وہ تمام کاغذات واپس
کر دیئے۔ مگر حیرت ظاہر کی۔ کہ ڈینورز ایسے عالی رُتبہ انسان کو کیا ضرورت تھی
کہ آرلائین کو خواہ مخواہ قتل کرتا۔ درانحالیکہ وہ ہزار جان سے اسپر فریفتہ تھی۔

اب بادشاہ کو ایک نہایت ضروری کام سرانجام دینا تھا۔ اگر مشہور ہو جاتا
کہ ملک میں ایک شخص ایسا موجود ہے۔ جو بادشاہ کی صورت [illegible] کر سکتا ہے
تو بڑے خطرے کی بات تھی۔ اس لئے بادشاہ نے حکمت عملی سے اس تمام

اشخاص کے منہ بند کر دیئے۔ جو اس راز سے آگاہ تھے۔ لوئیس سفارت فرانس پر بھیجا گیا۔ کنٹرولر کارخانجات شاہی کو آئرلینڈ کی گورنری تفویض ہوئی اور پادری جو کہ فادر پال کی جیب سے نکاح نامہ لایا تھا۔ سب پادریوں کا سردار بنایا گیا۔ اور لارڈ ڈ ولیڈی گرنیتھم بھی حسب معمول مراعات شاہی سے سرفراز ہونے لگے غرضیکہ ہنری نے اخفاء راز کے لئے اپنی طرف سے پوری کوشش کر دی۔

پندرھواں باب

شیطان اور ڈینورز

اسوقت جبکہ ایسے اشخاص جن کے دل کسی کی زلف عنبریں سے بھی زیادہ سیاہ ہیں۔ اپنے ایماندار بھنوں کو انکی محنت سے کمائی ہوئی دولت سے محروم کرنے کے لئے نقب لگا رہے ہیں یہ وقت ہی کمبخت ایسا سیاہ رو ہے۔ کہ انسان کے دل میں نیکی کے برعکس خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ اسوقت شہوت گناہگاری۔ چوری۔ قتل اور ڈاکہ کی تصویریں جاندار بن کر حضرت انسان کے سامنے آ کھڑی ہوتی ہیں۔ ہاں ہاں اب رات کے دو بجے ہیں۔ اور یہ رات ان گنہگاروں کے دلوں سے بھی زیادہ تاریک اور ڈراؤنی ہے۔ ہَوا بڑے زور سے چلتی ہوئی چٹانوں۔ پہاڑوں اور بلند مکانوں سے ٹکراتی ہے۔ جس سے ہیبتناک آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ کون شخص اس مہیب نظارہ سے بچنے کے لئے نیند کی میٹھی گود میں جانا نہیں چاہتا۔ خدا کی مخلوق آرام کی نیند میں سوئی ہوئی ہے۔ جو دن بھر کی سخت محنت اور تکان کے بعد اسکا واجبی حصہ ہے۔ صرف ایک شخص اور نہایت خوفناک شخص ڈینورز۔ ایک بلند ٹیلے پر کھڑا ہوا سمندر کی طرف دیکھ رہا ہے۔ جس کی موجیں ٹیلے کے دامن سے آ آ کر ٹکرا رہی ہیں۔ ڈینورز کی متوحش۔ مگر تیز اور چمکدار آنکھوں سے صاف ظاہر ہے۔ کہ وہ اس وقت

[illegible] انسان جب انتظار کرتے کرتے تھک جاتا ہے۔ تو وہ اپنے

دل ہی سے باتیں کرنے لگتا ہے۔ ڈینوورز بھی اسی طرح اپنے آپ سے یوں گویا ہوا
"یہ زندگی کیسی شیریں ہے۔ اور خصوصاً میرے لئے۔ جس کو دولت، شہرت
عزت۔ حکومت۔ غرضیکہ ہر ایک چیز جسے اہل دنیا نعمت خطاب کرتے ہیں مگر جو
در اصل میری نظر میں نعمت نہیں ہے۔ حاصل ہے۔ آہا۔ میں نے گزشتہ سالوں
میں کتنے مزے کئے۔ یہ باتیں آج تک نہ کبھی کسی انسان کو حاصل ہوئی ہیں
اور نہ ہونگی۔ مگر ہاں ہمہ ایک کانٹا ہے۔ جو دل میں تیزی سے چبھتا ہے بالفرض
اگر میں اس مقصد میں کامیاب نہوا تو پھر؟ اُف وہ۔ اس دردناک انجام سے
میری روح کانپتی ہے"
ڈینوورز سر سے پاؤں تک کانپنے لگا۔ اور تھوڑی دیر تک اس کا جسم
بید مجنوں بنا رہا۔
پھر ہوش میں آ کر "میں بھی کتنا بزدل ہوں۔ وہ اس بزدلی سے میری
بیوقوفی کہیں زیادہ ہے۔ اس میں ڈرنے کی بات ہی کیا ہے؟ پانچ عورتیں
تو میں اس کی نذر کر چکا۔ اب صرف چھٹی باقی ہے۔ اور سولہ سال کا طویل عرصہ
میرے سامنے ہے۔ اے ظالم ڈورا۔ اگر تو میرے پنجہ سے نہ بچتی۔ تو کیوں آج
یہ روز سیاہ دیکھنا پڑتا؟ بہر حال میں ایک اور عورت اپنی حکمت عملی سے
قابو میں لاؤنگا۔ اور پھر کوئی طاقت مجھے جہنمی عذاب کا نشانہ نہ بنا سکے گی۔
جس کا مجھے شب و روز اندیشہ رہتا ہے"
اتنے میں سمندر کی سطح پر ایک سیاہ بادل پیدا ہوا۔ جو چکر کھاتا ہوا ڈینوورز
کے قریب پہنچ کر آناً فاناً انسانی شکل میں تبدیل ہو گیا۔ وہ شکل میں ڈینوورز
سے مشابہ تھا۔ دونوں میں فرق صرف یہ تھا۔ کہ نو وارد کی آنکھوں سے
تیز شعلے نکل رہے تھے۔ اس کے لب ایک عجیب حرکت میں تھے۔ اور اسکی
خوفناک شکل ڈراؤنے لفظوں میں کہہ رہی تھی۔ کہ وہ شیطان ہے۔
ڈینوورز "میں یہاں تیرا ہی منتظر ہوں۔ کیونکہ اس طاقت سے جو تو نے
مجھے عطا کر رکھی ہے۔ مجھے معلوم ہو گیا تھا۔ کہ تم مجھ سے ملنا چاہتے ہو"
شیطان "آج میرے تم سے ملنے کی وجہ یہ ہے۔ کہ میں تمہیں وہ

یاد کرانا چاہتا ہوں - جو کئی سال ہوئے ۔ تم نے کیا تھا - اور جس پر تمہاری روح کی دائمی گرفتاری یا نجات منحصر ہے - بہر حال تم اپنے آقا سے ملکر خوش تو ہوتے ہو گے ۔

ڈینوورز :- (نفرت انگیز لہجہ میں) ابھی تک تو میرا آقا نہیں - بلکہ ایک طرح پر میں تیرا آقا ہوں ۔

شیطان :- خیر میں اس معمولی معاملہ پر تم سے بحث کرنا مناسب نہیں سمجھتا - تمہارے ایفاء وعدہ میں صرف سولہ سال کا قلیل عرصہ رہ گیا ہے - اس میعاد کے اختتام پر خود ہی معلوم ہو جائیگا کہ آقا کون ہے اور غلام کون ؟

ڈینوورز :- (جیب سے پانچ انگشتریاں نکال کر) یہ دیکھ - جب ان میں ایک اور شامل ہو گئی - تو میں فوراً تیرے پنجہ سے رہا ہو جاؤنگا - مگر اے شیطان گذشتہ واقعات میرے دل میں خار کی طرح کھٹک رہے ہیں - اور آئندہ کا کچھ پتہ نہیں - کیا تو میرے حال پر رحم کر کے یہ نہیں بتا سکتا - کہ میرا کیا حشر ہو گا ؟

شیطان :- (قہقہہ مار کر جس سے نفرت کی بو آتی تھی) اے فانی چیز - میں گذشتہ کئی صدیوں کے حالات سے واقف ہوں - اور ماضی کی شائد ایک بات بھی مجھ سے مخفی نہ ہو گی - مگر آئندہ کا حال مجھے کچھ معلوم نہیں - یہ سوائے اس برتر ذات کے جس کا نام میں اپنی زبان پر نہیں لا سکتا - کسی کو معلوم نہیں ہے - مگر اطمینان رکھ کہ اگر تو نے عہد شکنی نہ کی - تو میں تم سے برا سلوک نہیں کرونگا - گو میں شیطان - دشمن بنی نوع انسان ہوں - مگر اپنی وضع میں منصف اور فیاض ہوں ۔

ڈینوورز :- تو بیشک فیاض ہے - لیکن تیری فیاضی اس قصائی کی فیاضی سے مشابہ ہے - جو بھیڑوں کو اس لئے پالتا اور موٹا بناتا ہے - کہ ذبح کرنے کے وقت اسے زیادہ گوشت حاصل ہو ۔

شیطان :- (خوفناک آنکھیں بنا کر) اگر یہی معاملہ ہے تو سمجھ لے کہ تو ... ہو چکا ۔

ڈینوورز :- بس بس - تمہاں اس سے زیادہ بھونڈے لفظ تیری زبان سے

سننا نہیں چاہتا۔ میں تجھے حکم دیتا ہوں۔ کہ فوراً میری آنکھوں سے دور ہوجا۔"
ڈینورز نے اِدھر یہ لفظ کہے۔ اُدھر شیطان غائب ہوگیا۔ اب سطح سمندر پر ایک تاریک بادل چھایا ہوا تھا۔ جو آہستہ آہستہ افق کی طرف جاتا ہوا دکھائی دیا۔ اور آخر ڈینورز کی نظر سے غائب ہوگیا۔

اِس مہیب نظارہ سے ڈینورز بہت متاثر ہوا۔ نہ معلوم اس کے دل میں کیا تھا؟ کہ وہ تیزی سے قدم اُٹھاتا ہوا اپنے سنگین قلعہ کی طرف روانہ ہوا جہاں پہنچ کر اس نے ایک دو تین چار دروازے کھولے۔ اب وہ ایک وسیع کمرے میں کھڑا تھا۔ جس کی دیواروں پر آلات جنگ آویزاں تھے۔ یہ وہی خوفناک کمرہ ہے۔ جسکا ذکر کتاب کے شروع قصہ میں آچکا ہے۔ ڈینورز یہاں ٹھہرا اور سامان جنگ دیکھکر بڑبڑایا "بہتر ہوتا۔ کہ میں بھی اپنے واجب التعظیم بزرگوں کی پیروی کرتا۔ مگر افسوس اب ایسی جگہ قدم رکھ چکا ہوں جہاں سے ہٹنا ناممکن امر ہے"

پھر وہ ایک اور کمرے میں گیا۔ جس کے دروازے پر دونوں طرف دو سنگین سپاہی کھڑے تھے۔ یہاں تھوڑی دیر اِدھر اُدھر دیکھنے پر ڈینورز زینہ پر چڑھا۔ اور اس سے گذر کر ایک ایسے کمرے میں داخل ہوا۔ جس کے زنگ خوردہ فرش پر دو نقش پا صاف دکھائی دیتے تھے۔ ایک نشان مردانہ اور دوسرا زنانہ تھا۔ ڈینورز زنانہ نشان دیکھکر چونکا۔ اور غصہ میں بول اٹھا "چار سال کا عرصہ ہوا۔ جب وہ چالاک حسینہ ڈورا میرے ساتھ آئی تھی۔ خیر اس کی تقدیر میں یہی تھا۔ کہ وہ میرے پنجہ سے نکل جاتی۔ مگر میں بھی تو نرا اُتو نہیں ہوں۔ اِس کی زندگی کو اگر ناخوش اور تباہ نہ کر دیا۔ تو میرا نام ڈینورز کون کہے گا؟"

یہ کہکر وہ اِس چھوٹے کمرے میں گیا۔ جہاں چھ سال پیشتر وہ کلارا کو اپنے ساتھ لایا تھا۔ اور وہ بیچاری اِس طلسمی کمرے میں ہمیشہ کے لئے غائب ہوگئی تھی۔ یہاں وہ پانچوں آتشی نام ابھی تک چمک رہے تھے۔ ڈینورز ایک سنہری کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور میز کی دراز کھینچکر اسنے اسمیں سے ایک

نکالی۔ یہ کہی عرق سے جس کا رنگ خالص دودھیا تھا۔ آدھی کے قریب بھری ہوئی تھی۔ اب بوتل اس کے ہاتھ میں ہے۔ اور وہ دل ہی دل میں اسطرح سوچ رہا ہے یہ سوال یہ ہے کہ میں کونسی شکل اختیار کروں۔ اور کیا نام لوگوں کو بتاؤں۔ یہ تو سب لوگ جانتے ہیں۔ کہ میرا کوئی چھوٹا بھائی نہیں ہے۔ اور نہ میں اسقدر معتبر ہوں۔ کہ لوگ مجھ سے ایک نوجوان لڑکے کا والد ہونے کی توقع کر سکیں۔ اس لئے اب میرے لئے لارڈ لائیل ڈینورز کا چھوٹا بھائی یا بیٹا بننا ناممکن ہے۔ مگر جبتک کہ میں تبدیل ہیئت نہ کروں۔ چھٹی عورت نہیں مل سکتی۔ کیونکہ کلارا میزز کا راز فاش ہوچکا۔ اور ڈورا کی شادی بھی اب چھپی ہوئی بات نہیں ہے۔ لہٰذا یہی مناسب ہے کہ میں اٹھارہ سالہ نوجوان بنوں۔ اور لوگوں کو میں اپنے آپ کو لارڈ لائیل ڈینورز کا (یعنے اپنا) بھتیجا لارڈ ایگنلڈ ڈینورز مشہور کروں "

اس تجویز کے منظور ہوتے ہی معاً ڈینورز نے چند قطرے مُنہ میں ڈال لئے ان قطرات حیات کا حلق سے نیچے اُترنا تھا۔ کہ ڈینورز ایک اٹھارہ سالہ خوشرو جوان بن گیا۔ لائیل ڈینورز اور اس نوجوان کے خط وخال میں بہت فرق تھا یہ اس سے کہیں زیادہ خوبصورت اور پیارا تھا۔ مگر اس کی آنکھیں اسی طرح تیز تھیں۔ اور کبھی کبھی انسے برقی شعلے نکلتے ہوئے دکھائی دیتے تھے شیطان سیرت نوجوان نے جب آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھا۔ تو خوشی کے مارے اس کی باچھیں کھل گئیں۔ اسے پورا یقین تھا۔ کہ وہ ایک سال سے پہلے ہی چھٹی عورت شیطان کو دینے میں کامیاب ہوجائیگا۔

ناظرین کو یاد ہوگا۔ کہ بیچارہ بڈھا میزز ابھی تک ڈینورز کے قلعہ میں قید تھا۔ لارڈ ایگنلڈ ڈینورز نے پہلا کام یہ کیا کہ اسے آزاد کردیا۔ ماسٹر میزز کلارا کی جدائی سے مغموم مگر آزادی کی غیر مترقبہ خوشی سے کسی قدر مطمئن ہوکر دل میں انتقام کا مصمم ارادہ کرکے قلعہ سے باہر نکلا۔ اُن اشرفیوں میں سے جو بادشاہ نے اسے عطا کی ہوئی تھیں۔ ابھی تک بہت سی اسکے پاس تھیں جنکی مدد سے وہ تین چار دن میں بخیریت تمام لنڈن میں پہونچ گیا۔

سولھواں باب

ڈینورز کا فرضی بھتیجا

مذکورہ بالا واقعات سے ایک ہفتہ بعد ماسٹر لنڈنی اور اسکا نوجوان بھتیجا دکان میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ نوکر نے اطلاع دی۔ کہ لارڈ ریگنلڈ ڈینورز جو لارڈ ڈینورز مرحوم کا بھتیجا ہے۔ آپ کی ملاقات کو آیا ہے۔ چچا بھتیجے دونوں لارڈ ڈینورز کی ناگہانی وفات پر تعجب کر رہے تھے۔ کہ نوجوان ڈ ریگنلڈ داخل ہوا۔

لنڈنی :۔ کیا میرے محسن لارڈ ڈینورز جان بحق تسلیم ہو گئے؟

ریگنلڈ :۔ جی ہاں۔ وہ اتفاقاً گھوڑے سے گر پڑے۔ اور ایسی سخت چوٹ آئی۔ کہ تین ہی دن میں اس جہان فانی سے روانہ ہوئے۔

لنڈنی :۔ اب انکے بعد انکی جائیداد کا وارث کون ہے؟

ریگنلڈ :۔ یہی خاکسار۔ جو اسوقت آپکے سامنے کھڑا ہے۔

یہ کہ کر اس نے جیب سے کاغذات کا ایک مٹھا نکال کر بڑی لاپرواہی سے ماسٹر لنڈنی کے سامنے پھینک دیا۔ یہ لارڈ لائینل ڈینورز کا وصیت نامہ تھا۔ اور اس کے رو سے نوجوان ریگنلڈ ڈینورز اس کے تمام سیاہ وسفید کا اکیلا مالک تھا۔

لنڈنی :۔ (کاغذات کو پڑھکر اور مطمئن ہو کر) جناب پہلے تو میں آپ سے ہمدردی کرتا ہوں۔ کہ آپکا لائق چچا اتنی چھوٹی عمر میں جہان سے گذر گیا اور پھر آپ کو مبارکباد کہتا ہوں۔ کہ آپ اس عمر میں کروڑپتی بنگئے۔

ریگنلڈ :۔ یہ صرف آپکی محبت ہے۔ چونکہ چچا مرحوم آپکی ایمانداری کی ازبس تعریف کیا کرتے تھے۔ اس لئے میں بھی ان کی طرح آپ کو لنڈن میں اپنا خزانچی مقرر کرتا ہوں۔

لنڈنی :۔ اس عنایت کے لئے میں آپکا جسقدر شکریہ ادا کروں

وہ بہت تھوڑا ہے۔ اب میری ایک مختصر درخواست اور بھی ہے کہ ازراہ نوازش میرے ہاتھ سے شراب ناب کا ایک جام نوش فرمایئے"

نوجوان لارڈ ڈینورز نے مسکراتے ہوئے شراب کا گلاس لنڈ نی کے ہاتھ سے لے لیا۔ اور غٹاغٹ پی گیا۔

اِس شراب کا فوری اثر ریگنلڈ پر ظاہر ہوا۔ کیونکہ وہ ابھی تھوڑی دور گیا تھا۔ کہ اس کے پاؤں ڈگمگانے لگے۔ اتفاق سے اسوقت بڈھا ڈھینون مالک سرائے۔ اور ماسٹر میزز جو ابھی ابھی جزیرہ سفید سے قید سے نکل کر آرہا تھا۔ لنڈنی کی دوکان پر پہنچ گئے۔ یہ دونوں شخص خاندان ڈینورز کے مظلوم تھے۔ انکو دیکھتے ہی لنڈ نی باہر نکل آیا۔ کیونکہ وہ بھی انکا ہم خیال تھا۔ اور یہ سب لوگ چاہتے تھے۔ کہ اگر اکیلے اکیلے نہیں تو ملکر خاندان ڈینورز سے انتقام لینا چاہیئے۔ اِس امر کے متعلق تینوں ستم رسیدہ بڈھے تھوڑی تک مشورہ کرتے رہے۔ شام کا وقت تھا۔ اور رات کی سیاہ چادر دُنیا پر بچھی جاتی تھی۔ آخر صلاح ٹھیری۔ کہ ریگنلڈ ایک تو محض ناتجربہ کار نوجوان ہے۔ دوسرے تاریکی پھیل رہی ہے اسی وقت اِس سے بدلہ لینا چاہیئے اِس سے بہتر موقعہ انتقام کا نہیں ملیگا۔

ماسٹر لنڈ نی تو دوکان پر بیٹھا رہا۔ اور میزز اور ڈھینون دونوں ریگنلڈ کے پیچھے روانہ ہوئے۔ زیادہ دور نہیں گئے تھے۔ کہ ریگنلڈ لائیل ایک شرابخانہ سے باہر آتا ہوا دکھائی دیا۔ اب تو انہیں کامل یقین ہوگیا۔ کہ دشمن قابو میں ہے۔ ابھی مارا کہ مارا۔

ریگنلڈ:۔ (جب میزز اس کے قریب پہنچ گیا) میں نے پہچان لیا۔ تم وہی قابل رحم شخص ہو۔ جسے میں نے قید سے آزاد کیا تھا۔ مجھے امید ہے کہ تم اسوقت میرے لئے ایک کام ضرور کروگے۔ شراب کے نشہ سے میرا سر چکرا رہا ہے۔ اور اب میں ایک قدم بھی زیادہ نہیں چل سکتا۔ میں تمہارا دائمی شکرگزار ہونگا۔ اگر تم آج رات میرے سونے کا انتظام کردو"

میزز نے اپنے ہمراہی ڈھینوں کی طرف دیکھا۔ اور جب انکی آنکھیں چار

ہوئیں۔ تو ان دونوں کو معلوم ہو گیا کہ مضمون واحد ہے۔ آج اس انتقام کے لئے ٹھیک وقت آ گیا جسکی تاکید پشت در پشت سے ہوتی چلی آئی ہے اگر کوئی شخص اسوقت ان دونوں عمر رسیدہ آدمیوں کے دلوں میں جا کر دیکھتا۔ تو اسے معلوم ہو جاتا کہ انتقام لینے کی خوشی کو عارضی اور ناپائدار ہوتی ہے۔ مگر کیسی شیریں ہوتی ہے۔

میزر: حضور میں آپکے لئے ابھی با آرام کمرے مہیا کئے دیتا ہوں بھلا یہ بھی کوئی بات ہے جسکے لئے آپ اسقدر احسانمندی ظاہر کر رہے ہیں۔

میزر۔ ڈینیوں اور ڈینورز چلتے چلتے تھوڑی دیر میں اس سرداب میں آ پہونچے۔ جس کا حال ہمارے ناظرین پر خوب روشن ہے۔ ڈینیون آگے تھا۔ ڈینورز اس کے پیچھے۔ اور اس کے پیچھے میزر۔ آخر وہ ایک سنسان کمرے میں پہونچے۔ ڈینورز کمرے کے وسط میں لڑکھڑاتے ہوئے پاؤں کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ جونہی میزر نے دہلیز پر قدم رکھا۔ ڈینیون نے اشارہ سے اسے پرے رہنے کیلئے کہا۔ اور ساتھ ہی دیوار میں سے ایک آہنی پیچ گھمایا۔ معاً فرش پھٹ گیا۔ اور اس کے نیچے ایک سیاہ غار نمودار ہوئی جہاں دریا ٹیمز لہریں لے رہا تھا۔ ڈینورز غپ سے اس میں گر پڑا۔ گو فوراً اچھلا اور ڈینیون کے قریب آ کھڑا ہوا۔ ڈینیون نے دیکھا۔ تو اس کے چہرے بھی تر ہو گئے تھے۔ اب دونوں بوڑھوں کے حواس گم ہو گئے۔ کالو تو ہم نہیں بدن میں والا معاملہ تھا۔

ڈینورز: اے بدذات! تم نے میری جان لینے کی سازش کی جس میں کامیاب ہونا تمہارے لئے ناممکن ہے۔ مگر خیر تم بھی اپنے کئے کی سزا پاؤ گے۔

پھر پانی میں بھاری بھاری بوجھ دار چیزوں کے گرنے کی آواز پیدا ہوئی اور اس سے چند منٹ بعد بیچارے میزر اور ڈینیون کی لاشیں دریائی جانوروں کی خوراک بن رہی تھیں۔ ڈینورز خراماں خراماں سرنگ سے باہر آیا۔ چاند اہل دنیا کو اپنے چشمۂ نور سے فیضیاب کر رہا تھا۔ اور اسکی روشنی میں ڈینورز کے چہرے پر فتحمندی کے آثار صاف دکھائی دیتے تھے۔

ستارھواں باب

لنڈنی کا حشر

ایک دن دوپہر کو ماسٹر لنڈنی اپنے بھتیجے پارک کے ساتھ دوکان پر بیٹھا ہوا گفتگو میں مصروف تھا۔ اِس اثناء میں ڈینورز کا تذکرہ چھڑ گیا۔ اور آخر بنیکا کا ذکر بھی آگیا۔ جب بنیکا نام لنڈنی کے کان میں پہونچا۔ تو مارے غصہ کے اِس کی آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے "

لنڈنی:۔ (حسرت بھرے لہجہ میں) عزیز پارک! مجھے معلوم ہوتا ہے کہ وہ وقت آپہونچا ہے۔ جب بنیکا کا بدلہ لیا جائیگا۔ اور اسکی سرگذشت کے خاتمہ پر یہ لفظ ایزاد کئے جائینگے۔ کہ "بنیکا کا بدلہ ڈینورز کے خاندان سے لیا گیا"

پارک:۔ میرے بزرگ چچا۔ خدا آپ کو اِس کوشش میں کامیاب کرے"

لنڈنی:۔ تم جانتے ہو۔ کہ ہمارے بزرگ لنڈنی مرحوم کی وصیّت میں لکھا ہے۔ کہ دشمن سے انتقام لینے کا طریق یہ نہیں ہے۔ کہ اسے گولی سے مار دیا جائے۔ یا میدان جنگ میں زخمی کیا جائے۔ بلکہ بہترین تدبیر یہ ہے کہ اسے مفلس بناکر ناداری کے عذاب میں جلایا جائے۔ سو خوش ہو۔ کہ میں نے ریگنلڈ ڈینورز کو چونکہ وہ الہڑ اور نادان ہے۔ اور نہ اِسے اِس کے متوفی چچا لائنیل ڈینورز کی طرح طلسمی طاقت حاصل ہے۔ ایک لنگوٹی پوش فقیر سے بھی زیادہ کنگال بنانے کی تدبیر سوچی ہے"

پارک:۔ (کانپ کر) مگر یہ خیال کر لیجیگا۔ کہ کہیں حکام عدالت آپ سے مواخذہ نہ کریں"

لنڈنی:۔ ان تمام امور کا بندوبست میں نے پورے طور سے کر لیا ہے ہمارے دو جہاز بحر اوقیانوس میں غرق ہوئے ہیں۔ اگرچہ ان میں ڈینورز کا [illegible] بھی مال نہ تھا۔ مگر میں نے حساب کتاب میں اسکے دو کروڑ پونڈ

درج کر دیئے ہیں۔ اور یہی اسکی کل پونجی تھی۔ اب وہ نہ صرف ایک مفلس قلاش ہی ہو جائیگا۔ بلکہ اُلٹا میرا مقروض ہوگا۔ اور میں اسے قرضہ کی وصولی کیلئے خوب دق کرونگا۔"

لنڈنی نے بمشکل آخری فقرہ ختم کیا تھا۔ کہ دروازہ کھولا۔ اور ایک نوعمر حسین جوان جس کے گھنگریالے بال اس کے چہرہ کو اور زیادہ دلفریب بنا رہے تھے۔ داخل ہوا۔ یہ لنڈنی کا ساہوکار ریگنلڈ ڈینورز تھا۔ بخلاف اسکے چچا لائیل ڈینورز کے اسکی آنکھوں سے اسوقت حلم کے آثار نمایاں تھے۔"

ڈینورز:۔ (لاپرواہی کے لہجہ میں) ماسٹر میزز۔ تمہارے پاس میرے تقریباً پونے دو کروڑ پونڈ امانتاً موجود ہیں۔ ان میں سے مجھے پچاس ہزار پونڈ مطلوب ہیں۔ جو تم کل تک ادا کر سکتے ہو۔"

لنڈنی:۔ جناب من۔ آپ کو ابھی ایک نہایت بُری خبر سننے کیلئے تیار ہو جانا چاہئے۔"

ڈینورز:۔ کیا؟"

لنڈنی:۔ پچھلے دو ماہ میں میرے " تجارتی جہاز سمندر میں غرق ہو گئے ہیں۔ تمہارا کل روپیہ انہی میں لگا ہوا تھا۔ بلکہ اس سے کچھ زیادہ ہی میں نے تمہارے حساب میں خرچ کر دیا تھا۔ اب میری طرف سے تمہیں ایک پائی بھی واجب الادا نہیں ہے۔ بلکہ اُلٹے تم میرے مقروض ہو۔"

یہ کہکر اس نے اپنا جمع خرچ کا رجسٹر ڈینورز کے سامنے رکھدیا۔ اور بڑے تحکمانہ لہجہ میں کہا۔ اگر میری بات کا اعتبار نہیں۔ تو خود دیکھ لے۔"

ڈینورز خاموش بیٹھا رہا۔ نہ تو اس نے حساب دیکھنے کی پرواہ کی۔ اور نہ لنڈنی کی بات کا جواب دیا۔

لنڈنی:۔ (پارک سے مخاطب ہوکر) اے میرے نورچشم پارک [illegible] ڈینورز جو اسوقت ہمارے پاس بیٹھا ہے۔ اُس خاندان میں سے ہے جس کے ایک بزرگ نے ہمارے خاندان کی ایک باعصمت لڑکی کی آبرو ریزی کی تھی۔ اور ہمارے بزرگوں کا فرمان تھا۔ کہ ہم اس خاندان سے [illegible]

سو آج وہ انتقام لیا گیا۔ لائینل ڈینورز اب لارڈ نہیں ہے۔ بلکہ ایک کنگال فقیر اور ہمارا مقروض ہے۔ ابھی جاؤ۔ اور بنیکا کی سرگذشت میں لکھدو کہ" اے حیا کی دیوی بنیکا۔ ناپاک خاندان ڈینورز سے آج کے دن تیرا بدلہ لیا گیا"

پھر ڈینورز سے مخاطب ہوکر" اے ذلیل ڈینورز۔ تو بھی سُن لے کہ بس دنیا میں بدی کا عوض بد ہے۔ تیرے کسی بزرگ نے ایک زمانہ میں بدی کا بیج بویا تھا۔ اور آج اس نخل کا پھل تجھے کھانا پڑا!"

پارک اپنے چچا کی ہدایت کے مطابق اُٹھا۔ تاکہ بنیکا کی تاریخ میں" بدلہ لیا گیا" کا جملہ اضافہ کرے۔ مگر ڈینورز نے جو اب تک بھیگی بلّی بنا ہوا بیٹھا تھا۔ اسے بازو سے مضبوط پکڑ کر ٹھیرالیا۔ اور کہا" اس سے پہلے کہ تو اپنے چچا کے کہنے کے مطابق بنیکا کی کتاب میں ایک غلط جملہ ایزاد کرے میں تجھے مشورہ دیتا ہوں کہ پہلے خوب طرح پر اپنی تسلّی کرلے کہ واقعی میں ایسا ذلیل اور رسوا ہو گیا ہوں کہ جیسا تیرے چچا نے کہا ہے" (پھر لنڈنی سے مخاطب ہوکر)" کیا تمہارے پاس کوئی اقرارنامہ ہے۔ جس کے رُو سے تم میرے امانت کے روپیہ کو جس طرح چاہو۔ تجارت میں لگا سکتے ہو؟"

لنڈنی: "ہے کیوں نہیں۔ یہ دیکھو"

لنڈنی نے الماری سے ایک کاغذ نکال کر ڈینورز کے سامنے رکھدیا۔ اس میں لکھا تھا۔ کہ لنڈنی میرے روپیہ کو تجارتی کاروبار میں اپنی مرضی کے مطابق صرف کرنے کا مختار کل ہے۔ مگر جب العبد کی جگہ دیکھی۔ تو وہ خالی تھی۔ یعنے اس تحریر پر نہ لائینل ڈینورز نہ ریگنلڈ ڈینورز اور نہ کسی اور ڈینورز کے دستخط ثبت تھے اب تو لنڈنی کا رنگ فق ہو گیا تھا۔ اور خون اسکی رگوں میں منجمد ہو گیا۔

ڈینورز: "بہت خوب میں تمہیں اس جعلسازی کی پوری پوری سزا دونگا اور [illegible] تم سے اپنا روپیہ طلب کرونگا۔ دیکھوں کون کنگال بنتا ہے۔ اور کسکو [illegible] دیکھنا پڑتا ہے"

اس وقت ڈینورز کی آنکھوں سے برقی شعلے نکل رہے تھے۔ بالکل اسی طرح [illegible]ں کے پہلے تا اب لائینل ڈینورز کی حالت میں دیکھ چکے ہیں۔

اِس واقعہ سے آٹھ گھنٹے بعد رات کے گیارہ بجے لوسرڈ بازار میں ایک دوکان میں سخت آگ لگی۔ جو کل مال و اسباب کے ساتھ اس کے ہر دو مالکوں کو نگل گئی۔ دوسری صبح دوکانداراور دیگراہل شہر بیچارے میرز اور اسکے بھتیجے یارک کی بدقسمتی پر افسوس کے آنسو بہا رہے تھے۔

اٹھارھواں باب

زاہد یا کمباند

بیچارے لنڈلی کو اس دُنیا سے نامراد گئے ہوئے دس سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ آج ہم سینٹ لوئیس کو جسے شاہ انگلستان کی طرف سے لارڈ کا خطاب مل چکا ہے بحیثیت سفیر انگلستان کے قسطنطنیہ کی طرف جاتے دیکھتے ہیں۔ شہنشاہ روم چونکہ ان دنوں بدقسمتی سے بیمار تھے اس لئے لارڈ لوئیس کو مقررہ ایام سے زیادہ عرصہ تک قسطنطنیہ میں قیام رکھنا پڑا۔ ایک رات عالم خواب میں اسے روشنی نظر آئی۔ اس روشنی میں سے ایک سیاہ بادل کا ٹکڑا پیدا ہوا۔ جو آہستہ آہستہ ایک بت کی ہیئت میں تبدیل ہو گیا۔ یہ شکل ایک نہایت حسین عورت کی تھی۔ وہ کچھ دیر تک لوئیس کیطرف ٹکٹکی باندھے رہی۔ اور آخر اس نے یوں لب کشائی کی " اے لوئیس۔ میرے عزیز لوئیس! کیا تو جانتا ہے۔ کہ میرا نام آرلائین ہے۔ اور میں وہی آرلائین ہوں۔ جسکا انتقام لینے کے لئے تو نے اپنے چچا کے بستر مرگ پر حلف لی تھی۔ کیا تو نے اپنا عہد فراموش کر دیا؟ اُٹھ کمر ہمت باندھ اور کوہ البثین پر جا۔ جہاں تجھکو دشمن پہ فتحیابی کی تدبیر حاصل ہوگی" اتنا کہکر وہ نورانی صورت پھر سیاہ بادل میں غائب ہو گئی۔

لوئیس دن بھر اس عجیب خواب کے مطلب پر غور کرتا رہا۔ دوسری رات پھر اسے یہی خواب نظر آیا۔ اور اسی طرح تیسری رات بھی خواب میں اس نے بعینہٖ یہی کیفیت ملاحظہ کی۔ اب تو اسکے شوق کی کچھ انتہا نہ تھی۔ چھٹے روز

صبح ہوتے ہی تن تنہا پہاڑ کیطرف روانہ ہوا۔ ٹھیک شام کے چار بجے کا وقت تھا۔ جب وہ اُفتاں و خیزاں پہاڑ کی سب سے اونچی چوٹی پر پہنچ گیا یہاں سے قسطنطنیہ کے بلند مکانات اور مینار نظر آرہے تھے۔ بحیرہ روم میں جہازوں کے جھنڈے لہلہاتے ہوئے حضرت انسان کے ثمر محنت کی طرف اشارہ کرتے تھے۔ چاروں طرف دلکش سبزہ زار تھا۔ مگر ایک متنفس بھی وہاں موجود نہ تھا جس سے لوئیس دل کا راز کہتا۔ اب اسے خیال ہوا۔ کہ میں نے خواب کی تاویل کرنے میں سخت غلطی کی ہے۔ آرلاین کی شکل محض دھوکہ تھی۔ اور انتقام کی تدبیر کا حاصل ہونا صرف وہم کا نتیجہ۔

لوئیس اسی مایوسی کی حالت میں حیران و پریشان چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ کہ ایک طرف سے آواز آئی "اے نیک انسان۔ تو کون ہے؟ اور کس طرح تیرا آنا ہوا" جب اِس نے مُڑ کر دیکھا۔ تو متکلم ایک نورانی صورت بزرگ تھا۔ لوئیس نے جُھک کر سلام کیا۔ اور اپنے آنے کی نسبت صرف اسقدر کہا "میں یہاں ایک عجیب کام کے لئے آیا ہوں۔ بلکہ مجھے کہنا چاہئے۔ کہ بھیجا گیا ہوں۔ مگر حیران ہوں کہ کیا کہوں اور کس سے کہوں؟"

زاہد:- "شائد تم منزل مقصود پہ پہنچ چکے ہو۔ اور تمہارا پیغام میری طرف ہو؟"

لوئیس:- "تو پھر اے فرشتہ صورت انسان مجھے ایک عورت نے جواب اس دنیا میں نہیں ہے۔ اور جو ایک دغا باز شخص ڈینورز کا شکار ہو چکی ہے۔ تمہاری طرف بھیجا ہے"

زاہد:- "(حیرانی سے) ہیں ڈینورز! وہی ملعون ڈینورز جسنے ہمارے خاندان کو تباہ کیا ہے"

یہ کہکر زاہد اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور لوئیس کو اپنے پیچھے آنیکا اشارہ کیا۔ قریب ہی ایک جھونپڑی تھی۔ دونوں شخص اس میں داخل ہوئے۔ زاہد نے ایک سوکھی روٹی اور پانی کا کوزہ اپنے سامنے رکھا۔ اور اسی سے اپنے مہمان کی خاطر کی سے

قطرۂ خونِ جگر سے کی تواضع عشق کی
سامنے مہماں کے جو کچھ تھا میسر رکھدیا

جب میزبان اور مہمان دونوں سیر ہو چکے۔ تو اوّل الذکر نے درگاہ باریتعالیٰ میں اس نعمت کا شکر ادا کیا۔ اور پھر لوئیش سے کہا۔ کہ جو کچھ میں کہنے لگا ہوں۔ اسے بغور سننے کے لئے تیار ہو جاؤ۔

انیسواں باب

ڈولوروزا کی سرگذشت

زاہد پاکباز نے یوں سلسلہ کلام شروع کیا۔

"میرا ماجرا سنہ۱۸۵۵ء سے شروع ہوتا ہے۔ جبکہ میں ایک مالدار تاجر تھا اور شہر ٹولیڈو میں بود و باش رکھتا تھا۔ میری گذران بڑے آرام سے ہوتی تھی۔ کیونکہ دنیاوی ضروریات مجھے بافراط میسر تھیں۔ اور میری بیوی بڑی خدا پرست۔ اور سلیم الطبع اور عقیل تھی۔ اس شادی کا ثمر ایک لڑکا اور ایک لڑکی تھے۔ لڑکے کا نام جون اور لڑکی کا نام ڈولوروزا تھا۔ اوّل الذکر کی عمر بیس سال اور آخر الذکر کی عمر اٹھارہ انیس سال کی ہوگی۔ ان ایام میں قادر مطلق نے ان بچوں کی ماں کو اپنے پاس بلا لیا۔ بیشک میں نے اس صدمہ کو بڑے صبر سے برداشت کیا۔ کیونکہ تقدیر کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کے سوا اور چارہ ہی کیا ہے؟ لیکن میں سمجھ گیا۔ کہ یہ منحوس فال کسی بڑی مصیبت کا پیش خیمہ ہے۔

ایک دن کونٹ سگویا جو شہر کے رؤسا میں شمار ہوتا تھا۔ اور وضع قطع میں بھی پچیس سالہ خوبصورت جوان تھا میرے پاس آیا۔ اور ڈولوروزا سے شادی کا خواہاں ہوا۔ میں نے جواب دیا کہ ڈولوروزا اپنی مرضی کی آپ مالک ہے میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ میرے گھر میں اس سے ملنے کیلئے آیا کرو۔ اگر وہ تم سے شادی کرنا منظور کریگی۔ تو مجھے اسمیں کچھ اعتراض یا تامل نہ ہوگا۔ اب کونٹ سگویا تقریباً ہر روز ہمارے ہاں آیا کرتا تھا۔ وہ ڈولوروزا کی طرف بڑی التفات ظاہر کرتا۔ مگر وہ اسکی صورت سے بھی بیزار تھی۔ آخر ایکدن اسی بات پر جون اور کونٹ سگویا میں تکرار ہوئی اور روزا نے جو موقعہ پر آگئی تھی۔ کونٹ سے کہدیا کہ آپ میرا

کرکے ہمارے ہاں نہ آیا کریں۔ کونٹ کا چہرہ مارے غصہ کے لال انگارا ہو گیا۔
اور وہ یہ کہکر دروازے سے نکلا۔ کہ میں تم سب لوگونکو اس بدسلوکی کا مزا چکھاؤنگا۔
"ان دونوں شہر میں ایک نیا حاکم آیا تھا۔ وہ مذہب عیسوی میں بعض غیر مناسب ترمیمیں کرنا چاہتا تھا۔ ہمنے تو اپنی طرف سے کچھ تعرض نہ کیا۔ مگر شہر والوں نے سخت مخالفت کی۔ کونٹ سگویا اس حاکم کا مشیر اعظم تھا۔ اسکی صلاح سے حاکم مذکور نے نادر شاہی حکم دیدیا۔ کہ جو لوگ نئے قواعد کے مخالف ہیں۔ وہ گویا مذہب عیسوی کے دشمن ہیں۔ لہذا انکو بطور مجرم کے عدالت میں پیش کیا جائے۔ مجھے کیا خبر تھی۔ کہ اس شرارت کی تہ میں ہمارے خاندان کی تباہی مخفی ہے۔ ایک صبح ہم ابھی خواب سے بیدار بھی نہیں ہوئے تھے۔ کہ عدالت کے پیادوں نے ہمارا دروازہ کھٹکھٹانا شروع کیا۔ ہمنے اٹھکر دروازہ کھولا۔ اور اس بیجا مداخلت کا سبب دریافت کیا۔ مگر میرے سوال کا جواب دینے کی بجائے وہ مکان میں گھس گئے۔ اور جون اور ڈولوروزا کو کشاں کشاں باہر لائے۔ اتنے میں کونٹ سگویا بھی سرکاری وردی پہنے ہوئے آیا۔ اسنے میری طرف مسکرا کر کہا۔ کیوں صاحب۔ دیکھا! معزز اشخاص سے نخوت کرنیکا کیا انجام ہوتا ہے؟ آج جون اور روزا ہماری شہری عدالت میں بطور شاہی مجرم کے پیش ہونگے۔ کہ انہوں نے مقدس احکام کی مخالفت کی اور ہمارے والیجاہ حاکم جو بطور بادشاہ کے ہے۔ کی شان میں بھی ناموزوں کلمات کہے۔ یہ کہکر اسنے پیادوں کو حکم دیا۔ کہ میرے لخت جگروں کو جیل خانہ میں لے جاؤ۔

"جب میں نے یہ ماجرا دیکھا۔ تو میری آنکھیں کھلیں۔ کہ کیا تھا۔ اور کیا ہو گیا موت کی تصویر میری آنکھوں کے سامنے پھر گئی۔ کیونکہ پچھلے دو چار دنوں میں جتنے قیدی اس جرم میں پیش ہوئے تھے۔ ظالم حاکم نے سب کے حق میں سزا موت کا فتوے صادر کیا تھا۔ میں ان لوگوں کے پاس جنہیں میں اپنا دوست سمجھتا تھا۔ گیا۔ مگر تسلی یا دلاسہ دینے کی بجائے الٹا انہوں نے مجھے جھڑک دیا کہ بھئی تم تو آفت میں آئے ہمیں اپنے ساتھ کیوں چاہ مصیبت میں ڈالتے ہو غرضیکہ اپنی بُری قسمت پر روتا ہوا میں گھر میں واپس آیا۔ اور بیٹھے خداوند کریم کی

جناب میں مدد کے لئے دست بدعا ہوا۔

"تیسرے دن ایک سپاہی نے مجھسے آکر کہا۔ کہ میں کونٹ کی طرف سے آیا ہوں اور کونٹ نے کہا ہے کہ جون اور روزا دونوں کی جان بخشی ہو سکتی ہے بشرطیکہ روزا کونٹ کے ساتھ شادی پر رضامند ہو جائے۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے کہدیا کہ اگر میں روزا اور جون سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ تو مجھے آج اجازت مل سکتی ہے۔ میں اسی بات کا منتظر تھا۔ فوراً اس قاصد کے ہمراہ جیلخانے کی طرف روانہ ہوا۔ جیل کے دروازہ پر وہ سپاہی ٹھیر گیا۔ اور ایک ملازم مجھے روزا کے کمرے میں لیگیا۔ روزا مجھے دیکھکر میری چھاتی سے آ لگی۔ اور آنکھوں سے آنسوؤں کا ایک تار جاری کر دیا۔ میں نے اسے تسلی دی۔ اور پوچھا کہ جیلخانہ میں کیا کیا تکالیف برداشت کرنی پڑیں۔ اس سوال سے روزا کے چہرہ پر بشاشت آ گئی۔ اور اس نے جواب دیا کہ "اے پیارے باپ قید میں مجھسے ایک عجیب واقعہ گذرا ہے۔ ایک دن دوپہر کو جب میں نے نظر اٹھا کر دیکھا۔ تو میرے سامنے ایک پچیس سالہ خوبصورت قد آور جوان کھڑا تھا۔ اس نے کہا کہ "میں انگلستان کا ایک رئیس زادہ ہوں۔ اور تمام بڑا عرصہ اپنے سفر کے قلعے اور مکانات میں شہر میں اتفاقاً تین مرتبہ تمہیں دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اور جب بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ تم گرفتار مصیبت ہو۔ تو یہاں آکر تم سے اظہار ہمدردی کرنا اپنا فرض سمجھا اب میری کوشش یہ ہے کہ کسی طرح تمہیں اور تمہارے بھائی کو آزاد کرائیں۔" میں نے اس مہربان کی مہربانی کا شکریہ ادا کیا۔ اور وہ چلا گیا۔ مگر دوسرے دن ابھی صبح نہیں ہوئی تھی۔ کہ میں نے اس رعنا جوان کو اپنے سرہانے کھڑا دیکھا۔ مجھے آنکھیں کھولتے دیکھکر اس نے کہا "اے خوبصورت روزا۔ مبارک ہو کہ میں نے تمہاری اور تمہارے بھائی کی رہائی کا انتظام کر لیا ہے میں شہر کے حاکم سے ملا تھا۔ اس نے مجھے وعدہ کیا ہے کہ جونہی تمہارا مقدمہ پیش ہوگا۔ وہ تمہیں فوراً عدم ثبوت جرم میں رہا کر دیگا۔ تسلی رکھو کہ اسوقت تک میں بھی نہیں جاؤنگا۔ اور ہر ایک تدبیر جو مجھ سے ہو سکیگی۔ تمہاری خلاصی کے لئے سوچونگا" میں نے اس نیک نہاد نوجوان کا شکریہ ادا کیا۔ اور جاتی دفعہ اس نے مجھ سے کہا "بہتر ہے کہ میں تمہارے والد سے اکر ملوں۔"

ل سکا۔ کہ انکی طبیعت سنا ہے۔ کسی قدر علیل ہے۔ دو چار روز میں انسے ضرور ملونگا"
مگر میں حیران تھی۔ کہ وہ مقفل دروازوں میں سے کس طرح میرے پاس آ سکتا
ہے۔ اس سوال کے جواب میں اس نے کہا "میرا نام لارڈ ڈینورز ہے میرے پاس
ایک سونے کی چابی ہے۔ اسکی مدد سے میں ہر ایک قفل خواہ وہ کسی قسم کا ہو۔ کھول
سکتا ہوں" سوائے باپ! یہ اسی شریف جوان کی تسلیوں کا نتیجہ ہے کہ اب تک
میرے حواس قائم ہیں۔ ورنہ آج آپ مجھے اس حالت میں نہ پاتے"

اتنا قصہ سُنا کر زاہد پاکباز دم لینے کے لئے ٹھیر گیا۔ یا شائد یاد گذشتہ نے اس کے
آئینۂ سے صاف دل کو مکدر کر دیا تھا۔

لوئیس: "واقعی آپکی کہانی بڑی پُر درد ہے"

زاہد: "اے واجب التعظیم مہمان۔ ابھی تو یہ دردناک قصہ شروع ہی ہوا ہے
جب آپ اُسے مفصل سُنینگے۔ تو آپکا دل ہل جائیگا۔ جب روزا نے یہ واقعہ سنایا۔ تو
مجھے معلوم ہوا کہ اسکے دل کی سادہ لوح پر ڈینورز نے حکمت عملی سے عشق
کے حروف منقش کر دیئے ہیں۔ اتنے میں ایک سپاہی نے آکر کہا کہ بس آپکا وقت
ملاقات ختم ہو گیا تشریف لے چلئے۔ یہاں سے ہو کر میں جون کے پاس گیا اور اُسے
ہر طرح سے تسلی دی کیونکہ مجھے روزا کی باتوں سے بڑی امید بندھ گئی تھی۔

"دوسرے دن سویرے ہی میرے ملازم نے اطلاع دی۔ کہ لارڈ ڈینورز مجھ سے
ملنے آیا ہے۔ میں اسکا نام سنکر خوشی سے جامہ میں پھولا نہ سمایا۔ اس نے بہت
دیر تک روزا اور جون کے معاملہ میں مجھ سے گفتگو کی۔ اور سینکڑوں تشفی آمیز
کلمات کہے۔ اتنے میں اسی ملازم نے آکر اطلاع دی کہ کونٹ سگویا ملاقات کے لئے
باہر کھڑا ہے میں نے جواب میں کہلا بھیجا کہ "آپ اندر آجائیں تاکہ ایک تیسرا شخص
یا نہ ڈینورزان باتونکا جو ہمارے درمیان ہوں۔ گواہ رہے" مگر وہ بڑبڑاتا ہوا
اندر آیا اور مقر ہوا۔ کہ مجھے جو کچھ کہنا ہے۔ وہ خلوت میں ہی کہونگا۔

ہمفری ڈینورز: "یہ شیوہ صرف بے ایمان اور کمینہ آدمیوں کا ہو سکتا ہے"

کونٹ سگویا: "اے پاجی۔ یہ لفظ تُونے میری شان میں کہے"

ڈینورز: "تیری شان بھلا حیلسازوں اور دغابازونکی بھی شان ہوا کرتی ہے"

کونٹ:۔ "(تلوار میان سے نکالکر) اب میں لفظی لڑائی پر اکتفا نہیں کرسکتا۔ یہ تلوار ہمارا فیصلہ کریگی"

ڈینورز:۔ "اگر تو موت کا خواہاں ہے تو آ مجھ سے نبرد آزمائی کرلے"

کونٹ:۔ "خیر ابھی معلوم ہو جائیگا۔ کہ کون موت کا خواہاں ہے"

"یہ کہکر وہ ڈینورز کیطرف بڑھا۔ اور غصہ میں اسکا ہاتھ اپنی طرف کھینچا۔ ڈینورز فوراً اسکے مقابلہ پر تیار ہوگیا۔ مگر میںنے بطور ثالث کے کہا۔ کہ جب تک کونٹ کی طرح ڈینورز کے پاس بھی آلہ جنگ نہو۔ ڈوئل جائز نہیں۔ میں چاہتا تھا۔ کہ آخر الذکر دوسرے کمرے سے اپنی آبدار تلوار لادوں۔ لیکن اسنے مجھے اپنی باریک کرچ دکھاکر کہا "خدا نے چاہا۔ تو یہی کرچ دشمن کا کام تمام کریگی"

ڈینورز اور کونٹ باغ میں ڈوئل لڑنے چلے گئے۔ ان کے پیچھے میں خدا کی درگاہ میں ڈینورز کی فتحیابی اور کونٹ کی تباہی کے لئے دست بدعا ہوا۔ میںنے سجدہ سے فارغ ہوکر ابھی سر زمین سے اُٹھایا تھا۔ کہ ڈینورز میریطرف آیا۔ اور فتح مندانہ لہجہ میں بولا "مبارک ہو۔ دشمن قتل ہوا۔ اور تمہاری مصائب کا خاتمہ ہوگیا"

"میں اسیوقت اسکے قدموں پر گر پڑا۔ اور شکریہ بجالایا۔ پھر میںنے خداوند کریم کا شکر کیا۔ کہ اسنے مجھے ایسی سخت مشکل اور ذلت کے مُنہ سے بچالیا۔ دوسرے دن جوان اور روزا کا مقدمہ عدالت میں پیش ہوا۔ چونکہ وہ دونوں بالکل بے قصور تھے۔ اور کوئی شخص انکے خلاف جھوٹی گواہی دینے پر آمادہ نہ تھا۔ اور جو تھا۔ اسے خدا نے اس دُنیا سے اُٹھالیا تھا۔ اسلئے حاکم نے ان دونوں کو عدم ثبوت میں بری کردیا۔ روزا ڈینورز کو دوبارہ دیکھکر باغ باغ ہوگئی۔ اور اس کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو ٹپکنے لگے۔ جوان بھی ڈینورز کو اپنے خاندان کا محسن سمجھکر دل سے اسکا ممنون تھا۔ اور میں ان دونوں سے بڑھکر اس جوانمرد کا مداح تھا۔ کیونکہ میں دیکھ چکا تھا۔ کہ اسنے ہماری خاطر جان عزیز کو معرض خطر میں ڈالا۔ روزا نہ صرف اسکی نیک سیرت کی مداح تھی بلکہ اُس دلفریب صورت کی [illegible] تھی۔ غرض دونوں میں شادی کی تجویز ٹھیر گئی جسے میںنے [illegible]

"اب ڈینورز ہمارے ہاں اکثر آیا کرتا تھا۔ اور ہم اس [illegible]

کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے تھے۔ ڈینیوزر نے اپنی طرز کلام۔ آداب گفتگو اور عام سلوک سے تمام کنبہ کو پہلے سے بھی زیادہ گرویدہ کرلیا۔ انہی دنوں مجھے ایک صراف کی زبانی معلوم ہوا کہ میرا آئندہ داماد کروڑپتی بلکہ ارب پتی ہے۔ اور تمام ممالک برِ اعظم میں اسکے قلعے اور گماشتے موجود ہیں۔

"غرض شادی کی تاریخ قریب آگئی۔ اور ہمنے اپنی حیثیت کے مطابق سب ضروری سامان مہیا کرلیا۔ شادی سے ایکدن پیشتر فرطِ خوشی سے جو حالت میرے دل کی تھی۔ اسکا اندازہ کون کرسکتا ہے؟ میں اپنے تصور میں روزا کو ملکہ بیگم سمجھے بیٹھا تھا دوسرے دن صبح کو جب میں خواب سے بیدار ہوا۔ اور میرا بیٹا جون لباس فاخرہ پہنے ہوئے مجھے مبارکباد کہنے آیا عین اسی وقت روزا کی خادمہ نے اطلاع دی۔ کہ روزا مکان میں نہیں ہے۔ اور کل رات سے غائب ہے۔ جون بیچارہ دوڑا دوڑا ڈینیوزر کو خبر کرنے گیا مگر وہاں یک نشد دو شد کا معاملہ تھا۔ معلوم ہوا کہ وہ بھی کل رات سے معہ ملازموں کے کہیں چلا گیا ہے۔ اب ہمیں یقین ہوگیا ہے۔ کہ وہ سادہ دل روزا کو بھگا کر لیگیا۔ اور ہمارے خاندان کے دامن عزت پر بدنامی کا دھبہ لگا گیا۔ جو کبھی مٹائے مٹ نہیں سکتا۔

"اسیوقت میرے قاصد چاروں طرف دوڑ گئے۔ لیکن اس دغاباز کا کچھ سُراغ نہ ملا۔ اور وہ ناکام واپس آئے۔ جون نے قسم کھائی کہ میں اس فریبی سے ضرور بدلہ لونگا یہ کہکر وہ اسکی تلاش میں گھر سے روانہ ہوا۔ دنوں سے ہفتے۔ ہفتوں سے مہینے اور مہینوں سے سال بن گئے۔ وقت بڑی تیزی سے گذرتا گیا۔ اور جون کو گئے ہوئے پورے دس سال کا عرصہ گذر گیا۔ مگر نہ تو اسنے کوئی خبر روزا کے متعلق بھیجی۔ اور نہ واپس آیا۔ میری بیچینی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اب روزا تو میرے دل سے بھول گئی اسکی بجائے شب و روز جون کی یاد ستانے لگی۔ میں ہر وقت خدا کی جناب میں گریہ وزاری کرتا کہ ایک دفعہ جون مل جائے۔ اور میں اطمینان سے اپنا دم توڑدوں۔ میری دعا قبول ہوئی لیکن کسطرح؟ جب وہ مجھ سے ملا تو بیچارہ مجبور و خستہ ہڈیوں کا [illegible] ہوا تھا۔ اسنے اپنے پُر از مصائب سفر کا حال سنایا۔ کہ میں سنے برِ اعظم کا [illegible] ہوا۔ ڈینیوزر کے تمام قلعوں میں گیا مگر ڈینیوزر [illegible]

روزا کا کچھ سراغ ملا۔ جان جب اپنے رنج وغم کی کہانی سُنا چکا تو میری آغوش میں
ان آخری الفاظ سے اسنے دم توڑ دیا۔ "میرا۔ روزا کا اور اپنے خاندان کی بیعزتی
کا بدلہ اس دغاباز سے ضرور لینا۔"

"اے میرے معزز مہمان لارڈ لوئیس۔ آپ سمجھ سکتے ہیں۔ کہ روزا اور جان
کی دائمی جُدائی سے میرا کیا حال ہوا ہوگا۔ دُنیا میری آنکھوں میں تیرہ و تار ہو گئی۔
جس مکان میں میرے آبا واجداد رہتے آئے تھے۔ اب وہ مجھے کاٹنے کو دوڑنے
لگا۔ اگر میں خداترس نہ ہوتا۔ تو شائد خودکشی کر لیتا۔ لیکن مینے اِس ادنےٰ فعل سے
گریز کر کے اپنا تمام مال و اسباب محتاجوں کو بانٹ اِس مقدس سرزمین کا رُخ
کیا۔ اب ستائیس سال سے یہ غار میرا مسکن اور یادِ خدا میرا القوہ ہے۔"

زاہد نے اسقدر کہکر اپنی گردن جھکالی۔ یا شائد بارِ غم سے اُس کی گردن خود
بخود جھک گئی۔

لوئیس (حیرت کے لہجہ میں) مگر یہاں ایک پُرحیرت سوال پیدا ہوتا ہے
آپکے بیان کے مطابق ڈینورز نے جبکہ سنہ ۱۸۵۱ء میں اس کی عمر صرف تیس سال
کی تھی۔ روزا کو بھگایا۔ اِسی ڈینورز نے سنہ ۱۸۶۳ء میں ہمارے خاندان سے
آرلائین کو بھگایا۔ اور اسوقت بھی اسکی عمر صرف تیس سال کی تھی۔ یہ کیا راز ہے؟"

لوئیس: "میں نے اسکا مطلب نہیں سمجھا۔"

زاہد: "آج سے ایک سو انچاس سال قبل والٹر ڈینورز نامی ایک شخص نے شیطان سے
معاہدہ کیا تھا۔ کہ اگر وہ اسے ڈیڑھ سو سال کیلئے دُنیاوی عزت اور دولت اور
چند غیر معمولی طاقتیں عطا کرے۔ تو اسکے معاوضہ میں ڈینورز کچھ شرائط پوری
کریگا۔ اور اگر وہ ان شرائط کو پورا نہ کر سکا۔ تو اسکی روح ہمیشہ کے لئے شیطان کے
قبضہ میں آجائیگی۔ اس خوفناک معاہدہ میں اب صرف ایک سال باقی ہے۔ تم
اِس لئے مقرر کئے گئے ہو۔ کہ ان شرائط کو جو بنی نوع انسان کے لئے نہایت
خطرناک ہیں۔ پورا نہ ہونے دو۔"

لوئیس: "وہ شرائط کیا ہیں؟"

زاہد: "یہ ڈینورز کا اقرار ہے کہ وہ اس ڈیڑھ سو سال کے عرصہ میں بارہ عورتیں

جسم اور روح ڈینورز کے حوالہ کر دیں۔ شیطان کی بھینٹ چڑھائیگا۔ پانچ دے چکا ہے۔ اور چھٹی باقی ہے۔"

لوئیس:۔ "اے غریب آرلائین۔ تو اسی لئے بہکائی گئی تھی۔ کہ تیری روح شیطان کے حوالہ کیجائے۔"

زاہد:۔ "سنو۔ ڈینورز نے جتنے گھروں کو تباہ کیا ہے۔ وہ یونہی بے اثر نہیں رہینگے اور اس سیاہ فطرت انسان کو اپنی شرارت کا خمیازہ بھگتنا پڑیگا۔ مجھکو ایک روز عالم رویا میں دکھائی دیا تھا۔ کہ ان پانچوں عورتوں کے نام ایک کمرے کی دیوار پر آگ کی طرح چمک رہے ہیں۔ ہاں۔ ہاں مجھے یاد آگیا۔ بنیکا۔ مارگریٹ آرلائین روزا اور کلارا اگرچہ میں نہیں جانتا۔ کہ وہ کمرہ دنیا کے کس حصّہ میں واقع ہے مگر مجھے بشارت ہو چکی ہے۔ کہ ڈینورز ہرگز چھٹی عورت کے حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہوگا۔ اور جن معصوم لڑکیوں کی روحیں اس کے قبضہ میں ہیں۔ وہ بھی بفضل خدا اسکے پنجہ سے نجات پائینگی۔"

اب رات زیادہ ہو چکی تھی۔ زاہد نے لوئیس سے کہا۔ کہ آپ آج واپس نہ جائیں اور یہیں آرام کریں۔ لوئیس نے زاہد کے حکم کی تعمیل کی۔ رات کو اس نے خواب میں دیکھا۔ کہ آرلائین بشاش آنکھوں سے انکی طرف دیکھ رہی ہے۔ اب وہ اس کی روشنی یا سیاہ بادل اس کے گرد نہ تھا۔ جو کہ اس نے کل رات خواب میں دیکھا تھا۔ دفعتًا آرلائین کی صورت بہت زیادہ نورانی ہو گئی۔ اور اس نے لوئیس سے کہا "میرے عزیز لوئیس! میں خوش ہوں۔ کہ تم نے میرے حکم کی تعمیل کی۔ اب زاہد کا کہنا مانو۔ تم اپنے مقصد میں ضرور کامیاب ہو گے۔"

لوئیس نے آنکھ کھولی۔ تو نور کا تڑکا تھا۔ اور زاہد پہاڑ کی چوٹی پر دوزانو ہو کر خدا سے دعا مانگ رہا تھا۔ جب وہ عبادت سے فارغ ہوا۔ تو دونوں نے مل کر کھانا کھایا۔ اور لوئیس نے ظاہر کیا۔ کہ اب مجھے واپس جانا چاہیئے۔

زاہد:۔ "اے بیٹا۔ خدا تمہیں اس نیک ارادہ میں کامیاب کرے۔ مجھے تمہارے متعلق جو ہدایت ہوئی ہے۔ وہ میں کہتا ہوں۔ غور سے سننا۔ اس حال (سے لینے [illegible]) ۵ مئی کی ۱۳ تاریخ کو ٹھیک رات کے دس بجے تمہیں جزیرہ سفید

میں قلعہ کاربرگ میں پہنچنا چاہئے۔ وہاں جو شخص تمہیں سب سے پہلے ملے۔ اس کے کان میں کہدو۔ کہ "آج رات ڈینورز ایک معصوم لڑکی کو شیطان کی نذر کریگا۔ اِسے ضرور بچانا چاہیئے" یہ شخص رب مجھے معلوم نہیں۔ عورت ہے یا مرد؟ باقی کام خود ہی کریگا۔ تمہیں اس کے ساتھ رہنا چاہئے۔ یہ طلسم لیتے جاؤ۔ جو تمہیں اور تمہارے ہمراہی کو ڈینورز کے شر سے محفوظ رکھیگا"

زاہد کا عطا کردہ طلسم ایک صلیب تھی۔ سوئیں نے اسے چوم کر گلے میں ڈال لیا۔ اور اپنے مربی کو خیرباد کہکر رخصت ہوا۔

بیسواں باب

مریم

۱۸۵۷ء کا ذکر ہے۔ کہ قصبہ چلمفورڈ میں جو دریا جیلمر کے کنارے پر واقع ہے۔ ایک شخص مسٹر بریڈلی نامی اپنی بیوی اور ایک شیرخوار لڑکی کے ساتھ وارد ہوا۔ یہ چھوٹا سا کنبہ ایک کرایہ کے مکان میں رہتا تھا۔ اہل قصبہ میں سے کوئی نہیں جانتا تھا۔ کہ وہ کون ہیں؟ کہاں سے آئے ہیں؟ اور انکا ذریعہ معاش کیا ہے؟ ایک دن یہ تینوں کشتی میں سوار تھے۔ کہ دفعتاً کشتی پانی میں بیٹھ گئی۔ بریڈلی اور اس کی بدقسمت بیوی پر تو غالب کا شعر ؎

ہوئے ہم جو ایسے رسوا ہوئے کیوں نہ غرق دریا
نہ کبھی جنازہ اٹھتا نہ کہیں مزار بنتا

صادق نہ آسکا یعنے وہ بیچارے غرقاب ہوگئے۔ مگر خدا کی قدرت شیرخوار لڑکی ایک تختہ پر بیٹھی ہوئی دریا کے کنارے جا لگی۔ اسوقت ایک بوڑھی عورت مسگریو نامی جو ایک جنگی کپتان کی بیوی تھی۔ اور گانوں میں اپنی نیکدلی اور نیک باطنی کے لئے خاص طور پر مشہور تھی۔ حسن اتفاق سے وہیں دریا کے کنارے پر کھڑی تھی۔ اس نے اس لڑکی کو اٹھا لیا۔ اور گھر میں لاکر حقیقی بیٹی کی طرح اس کی پرورش کرنے لگی۔

اس واقعہ کو عرصہ پندرہ سال کا گذر چکا ہے۔ اور اب تمام اہل دنیا اپنے کاروبار میں جہاں زمانہ حال ظاہر کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ماہ اپریل سنہ ۱۵۳۲ء لکھتے ہیں مسگریو کی پروردہ لڑکی اب شیر خوار بچی نہیں۔ بلکہ ایک پندرہ سالہ حسین عورت ہے۔ جس کا شباب جوبن پر ہے۔ اور جوبن خود شباب میں ہے۔ ع

اڑائے پھرتا ہے جوبن پری بنائے ہوئے

اس باکرہ کا نام مریم ہے۔ اور وہ بڑھیا مسگریو کے ساتھ دریا کے کنارے پر ایک باغیچہ میں جھونپڑی میں رہتی ہے۔

ایک دن جبکہ مسگریو جھونپڑی سے باہر گئی تھی۔ مریم آہستہ ٹہلتی ہوئی سبزہ زار میں دور تک نکل گئی۔ اور اچانک اسکی نظر ایک بڑے خوبصورت جوان پر پڑی۔ جو نہایت نفیس پوشاک پہنے ہوئے کھڑا تھا مریم اس خیال میں تھی۔ کہ آگے نہ بڑھے۔ اور وہیں سے پیچھے پلٹ جائے مگر اس جوان نے بڑے شیریں لہجہ میں اسے یوں مخاطب کیا "اے نازنین! قصبہ چلیفورڈ یہاں سے کتنی دور ہے"

اس سوال سے مریم کا دل دھڑکنے لگا۔ اس لئے نہیں کہ وہ ڈر گئی تھی یاں تو وہ اس جوان کی ملاقات سے دل میں خوش تھی۔ بلکہ اس لئے کہ آج اس کی چھوٹی سی زندگی میں پہلی دفعہ اسے ایک ایسے جوان سے مخاطب ہونے کا موقعہ ملا تھا جس کی صورت اس کی آنکھوں میں کھب کر دل تک پہنچی مریم نے جب غور سے دیکھا۔ تو اسکا مخاطب ازبس حسین تھا۔ اس نے اس کے سوال کا جواب دیا۔ مگر نہ معلوم اسکے دل میں خیال آیا۔ کہ جواب دیکر وہیں کھڑی رہی گویا وہ اپنے نوری محبوب کی دید سے سیر ہونا چاہتی تھی۔

نوجوان "اے نازنین! اصل بات یہ ہے کہ میں ایک نہایت معزز خاندان سے ہوں۔ مگر کچھ عرصہ سے یہ خاندان شاہی عذاب میں آگیا ہے۔ اور اب بادشاہ میرے خون کا پیاسا ہے۔ میں اسی ڈر سے بھاگا ہوا یہاں آیا ہوں تاکہ اپنی جان عزیز کو ظالم بادشاہ انگلستان کے ہاتھ سے بچاؤں"

ان الفاظ سے مریم کا دل نرم ہوا۔ اور اس نے محبت کی نگاہ سے فرضی مظلوم نوجوان کی طرف دیکھا۔ وہ بڑا چالاک تھا۔ فوراً تاڑ گیا کہ جادو چل گیا۔

اسکا میابی کی صورت نظر آئی۔

نوجوان:- میں تمہارا مشکور ہوں۔ کہ تم ہمدردی سے میری باتیں سن رہی ہو۔ اب میں تمہیں ایک تکلیف دینا چاہتا ہوں۔ بشرطیکہ تم مجھے اس گستاخی کے لئے معاف کردو۔

مریم:- (آنکھوں میں آنسو بھر کر) اگر میں اس مصیبت کے وقت آپ کے کام آسکوں۔ تو اس سے بڑھکر مجھے اور کیا فخر ہو سکتا ہے؟

نوجوان:- میں ان عنایات کا ایک دفعہ اور شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میری خاطر آپ کو صرف یہ معلوم کرنے کی تکلیف گوارا کرنی ہوگی۔ کہ کوئی سرکاری حاکم تو اس قصبہ میں وارد نہیں ہوا۔ مجھے توقع ہے کہ آپ کل یہاں تشریف لاکر مجھے اس امر سے ضرور مطلع فرمائینگے۔

مریم:- میں بڑی خوشی سے اپنی دادی کے ساتھ ملکر اس بات کی تحقیقات کرونگی۔ اور کل اسے یہاں لاکر آپکو اطلاع دونگی۔

نوجوان:- اے پاک دل خاتون! تم نے تو غضب کر دیا۔ اگر میرے یہاں ہونیکی خبر آپ کے سوا کسی دوسرے کان تک پہنچ گئی۔ تو میں سمجھونگا کہ میری خیر نہیں۔ مہربانی کرکے ایسی سخت غلطی نہ کر بیٹھنا۔

معصوم مریم کے چہرہ پر شرمندگی کے آثار ظاہر ہوئے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنی غلطی کی قائل ہو گئی ہے۔ مگر اس نے اقرار کیا کہ میں سب حال کی تحقیقات مخفی کرونگی۔ مریم جب جھونپڑی کا [illegible] ہوئی۔ تو اس کا دل ... پیچھے رہ گیا۔ وہ دادی کے پاس آئی اور حقیقت حال سے بے خبر تھی۔ [illegible] ... نوجوان کی صورت اس کی آنکھوں میں پھر رہی تھی ... اور شب صحت ... دی۔

دوسرے دن ... مریم ... پہنچی ... وقت ... کے جھنڈ کے قریب پہنچی ...

اس نے آتے ہی مریم کا ہاتھ پکڑ کر بوسہ دیا۔ اس حرکت سے مریم کا چہرہ سرخ ہو گیا مگر غصے سے نہیں۔ بلکہ فرطِ حیا و مسرت سے۔ اس نے نہ تو اس پیاری پیشدستی کا کچھ جواب دیا۔ اور نہ ہاتھ پیچھے کھینچا۔

نوجوان: اے نازنین۔ میں تمہاری قدم رنجہ فرمائی کا شکر کس زبان سے کروں۔ اب مجھے بتاؤ کہ تم میرے لئے کیا خبر لائی ہو گی۔

مریم: آپکو تمام تفکرات دل سے دور کر دینے چاہئیں۔ کیونکہ چلمسفورڈ میں کوئی نیا حاکم ہفتہ بھر سے وارد نہیں ہوا ہے۔

نوجوان: خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اب میں چند روز تک اس گاؤں میں بے خطر رہ سکونگا۔ اور یہ میری کتنی بڑی قسمتی تھی۔ اگر میں تمہارے ایسی نیک صورت اور نیک سیرت نازنین سے واقفیت پیدا کر کے جی بھر کر ملاقات نہ کر سکتا۔ تمہیں کیا معلوم ہے؟ کہ آج صبح سے شام تک میں نے تمہارے انتظار میں ایک ایک ثانیہ گن گن کر گذارا ہے۔ جب میں اس جانب سے گھوڑے پر نگاہ ڈالتا تھا تو تمہاری امید کی روشن تصویر میرے دماغ میں پھر جاتی ہے۔

ان الفاظ سے مریم کے دل میں ایک ایسا جذبہ پیدا ہوا۔ جو اس سے پہلے کبھی اس نے محسوس نہیں کیا تھا۔ نوجوان اس نازنین کے ہاتھ پر پے در پے بوسے دے رہا تھا۔ اور وہ سرنگوں خاموش کھڑی تھی۔ نوجوان سمجھ گیا کہ اس معصومہ کے دل کی سادہ لوح پر حضرت عشق نے اپنا نقش کر دیا ہے۔

اب یہ بھی بتا دینا ضروری ہے کہ مریم نے اپنے عاشق سے پھر دوسرے دن [illegible] [illegible] عاشق و معشوق برابر [illegible] [illegible] [illegible] اس عرصہ میں نوجوان نے اپنا نام [illegible] [illegible] اور کہا [illegible] [illegible] [illegible] پریشان رہتے ہیں۔ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مریم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] نکلتا تھا۔

آج سنہ ۱۵۳۲ء کا ماہ مئی ہے۔ اور اس کی اکتیسویں تاریخ ہے۔ شام کا وقت
ہے۔ آفتاب کی سنہری شعاعیں کسی مجرم کے چہرے کی طرح زردی مائل ہونے
لگیں۔ بارہ گھنٹے کی ملاقات بھی [illegible] کر رہی ہے۔ آفتاب نے اہل دنیا سے
منہ موڑ لیا۔ اور اپنے مغربی گھر کی سمت جو ایک [illegible] کی اوٹ میں
واقع ہے۔ آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنے لگا۔ [illegible] تو مشرق میں شفق پھول گئی۔
اب آفتاب عالم افروز جو صبح کے وقت ایک دہکتا ہوا تندور کا بڑا طشت تھا
اس کے مقابلے میں اب صرف چھوٹی سی رکابی رہ گیا ہے۔ ہاں ہاں یہ آسمانی خوان
یغمارات کے وقت پیر فلک کو بھوک لگتی ہے تو واپس منگا لیا جاتا ہے۔ اب بڑے
میاں دسترخوان پر بیٹھے ہیں۔ گویا رات آنے والی ہے۔ چرند پرند بسیرا لینے کی فکر میں
درختوں پر چھپا رہے ہیں۔ اور حضرت انسان اپنے جانے ہوئے مکانوں میں
جہاں سے وہ صبح کو باہر نکلے تھے داخل ہو رہے ہیں۔ اسوقت ڈینورز
اور اسکی جان نثار معشوقہ دریائے ٹیمز کے کنارے پر ٹہل رہے ہیں۔ مریم کے تصور
میں ڈینورز کی وہی دلفریب صورت پھر رہی ہے جو اس نے پہلی دفعہ درختوں
کے جھنڈ میں دیکھی تھی۔ بیشک نوجوان ڈینورز کا چہرہ اب بھی ویسا ہی
دلفریب ہے مگر اسکی آنکھیں نہایت خوفناک ہیں جن سے وحشت ٹپکتا جھلیاں سی
کرتی ہیں۔ اور جو کہ اس خطرناک انسان کا خاصہ ہے۔ اگر کاش کہ [illegible] تو مریم اپنے
عاشق کی نظروں سے دیکھتی کہ وہ کیسا دلفریب مگر خوفناک نوجوان ہے۔

ڈینورز۔ اے میری جان سنتی ہو پیاری۔ مریم [illegible] کس طرح
ادا کر سکتا ہوں کہ کل ہماری شادی کی رسم [illegible] ادا ہونا ہے۔ آج جیسا
کہ ہماری خاندانی رسم ہے تمہیں میرے ساتھ [illegible] پر وفاداری
کی حلف لینی ہوگی۔ مجھے امید ہے [illegible] ان [illegible]
کے [illegible] کیا [illegible] سکتا ہوں؟

مریم [illegible]
[illegible]
[illegible]

تیز رفتاری پر حیران تھی بلکہ کسی قدر خائف بھی تھی۔ مگر عاشق صادق کو ہمراہ دیکھکر اس کی تسلی ہوگئی۔ دیواریں۔ دریا۔ نالے۔ پہاڑ اور ٹیلے سایہ کی طرح سامنے آتے اور غائب ہوتے تھے حتٰے کو گھوڑے ایک عالیشان قلعے کے سامنے آکر ایک بیک ٹھیر گئے۔ ڈینورز نے مریم کو گھوڑے سے اُتار کر چھاتی سے لگا لیا۔ اور وہ اس طلسمی کرے میں جسکے خوفناک اسلوب سے ہمارے ناظرین کسی قدر آگاہ ہیں داخل ہوئے۔ گو مریم زرہ پوش سپاہ بتوں اور دربانوں کی عجیب حرکت سے گھبرائی مگر عاشق کا منور چہرہ دیکھتے ہی اسکی یاس آس میں تبدیل ہوگئی۔ پریشانی کا تاریک بادل اسکے سامنے سے اٹھ گیا۔ اور اس کی آئندہ زندگی اسے نہایت روشن معلوم دینے لگی۔

اکیسواں باب

ڈینورز کا حشر

ناظرین معلوم ڈورا کو بھولے نہیں ہونگے۔ وہی ڈورا جو لارڈ ڈینورز کی [illegible] کا شکار ہوئی تھی مگر اب گیارہ سال سے اسکا نام ڈورا نہیں بلکہ لیڈی ڈینورز ہے۔ کیونکہ اسکی شادی سر پرسی ڈینورز نگور نز قلعہ کاربرگ سے ہو چکی ہے سر پرسی ڈورا کی خفیہ شادی اور گذشتہ اسرار سے ناواقف ہے اور وہ اس سے ایسی ہی محبت کرتا ہے۔ جو ایک خوش قسمت چاہتی بیوی اپنے شوہر سے امید کرسکتی ہے

آدیم بمطابق ۱۸۳۲ء کے ماہ مئی کی آخری تاریخ تھی۔ رات کے دس بج چکے تھے۔ لیڈی ڈینورز (ڈورا) اپنے قلعہ میں بیٹھی تھی۔ کہ یکایک اس کے دل میں بے چینی پیدا ہوئی۔ یہ بے چینی بالکل نامعلوم طور پر تھی۔ لیڈی ڈینورز کو اس کی کچھ وجہ معلوم نہ ہوئی۔ اور وہ دل بہلانے کے لئے اپنے باغ کی طرف روانہ ہوئی۔ مگر ابھی وہ قلعہ سے نکلی ہی تھی۔ کہ ایک اجنبی نے اس کے قریب [illegible] گیا۔ [illegible] ایک معصوم لڑکی تو ڈینورز کے خوفناک [illegible] دلانی چاہتے ہے

لیڈی:۔ ڈینورز (ڈینورز کے نام سے ڈر کر) خدا کے لئے صاف بتا کہ تمہارا مطلب کیا ہے؟

اجنبی:۔ یہ عمر میرے اور آپ کے لئے یکساں ہے۔ اور اگر میں غلطی پر نہیں۔ تو مجھے اسوقت لیڈی ڈینورز سے جو کبھی ڈورا کے نام سے مشہور تھی۔ ہمکلامی کا شرف حاصل ہے!

لیڈی:۔ درست ہے۔ مگر آپکا اسم شریف۔ اور آپکو یہاں کس نے بھیجا ہے؟

اجنبی:۔ میرا نام لارڈ سینٹ لوئیس ہے۔ اور مجھے ایک زاہد نے جلسی ایک صلیب (دکھا کر) دیکر بھیجا ہے۔ کہ میں اور آپ دونوں ملکر اس متبرک صلیب کی مدد سے ایک بیگناہ عورت کو ڈینورز کے خطرناک پنجے سے بچائیں۔ ڈینورز اس سے پیشتر پانچ عورتیں شیطان کی بھینٹ چڑھا چکا ہے۔ اور آج بدنصیب چھٹی عورت کی باری ہے۔ کیا تم مدد کرو گی؟

لیڈی:۔ ضرور! ہاں ہاں مجھے ضرور مدد کرنی چاہئے۔

لوئیس:۔ ڈینورز کا چہرہ۔ خوفناک قلعہ یہاں سے بالکل قریب ہے جس میں جا کر وہ سادہ لوح عورتوں کی روح شیطان کی نذر کیا کرتا ہے۔ کیا تمہارا گھوڑا اسوقت تمہارے ہمراہ ہے؟

لوئیس نے ایک درخت سے اپنا گھوڑا کھولا۔ لوئیس آگے بیٹھا۔ اور لیڈی ڈینورز اسکے پیچھے۔ اب یہ دونوں گویا ڈینورز کا طلسم توڑنے کے ارادہ سے روانہ ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر میں سبک رفتار گھوڑا خوفناک قلعہ کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ لوئیس نے پاک صلیب لیڈی ڈینورز کو دی۔ جسے لینے سے پہلے دیکھتے ہی ایک عجیب قسم کی جرات اسکے دل میں پیدا ہو گئی۔ اب وہ دونوں قلعہ کی طرف بڑھے۔ لیڈی ڈینورز نے صلیب سے دروازہ کو چھوا۔ جو خود بخود کھل گیا۔ عورت آگے تھی۔ اور مرد اسکے پیچھے۔ کیونکہ اوّل الذکر اس پر خطرناک مکان کے راستے سے آگاہ تھی۔ بڑے کمرے سے گذر کر وہ زینہ کے قریب پہونچے۔ لیڈی ڈینورز کا ہمراہی [illegible] سے گھبرایا۔ اور جنات کی [illegible] اوپر اس کے [illegible]

چاپ اس کے ساتھ چلتا گیا۔ اتنے میں وہ اس خوفناک کمرے کے دروازہ پر جا
پہنچے۔ جسکو ایک نظر دیکھنے سے مارے خوف کے فانی انسان کا جیو چھٹ جاتا
پاک صاحب کی مدد سے لیڈی ڈیفورڈ اور نارو لوئیس کے اوسان بچا گئے۔ اگرچہ
دروازہ اندر سے بڑی مضبوطی سے بند تھا۔ اور اس طلسمی گنبد کی کارروائی
نظر نہیں آتی تھی۔ مگر دو مختلف آوازوں سے انکو معلوم ہو گیا۔ کہ اس وقت
ایک مرد اور ایک عورت کمرے کے اندر باتیں کر رہے ہیں۔

مردانہ آواز: اے میری امیدوں کی روشن کرنیوالی نازنین! کیا تم
اس برائے کمرے میں آنے سے ڈرتو نہیں گئیں؟

زنانہ آواز: پیارے ڈیفورڈ جب تم میرے ساتھ ہو۔ تو سوائے شادمانی کے
اور کسی چیز کا کیا ذکر۔ کل صبح جب میں چلمسفورڈ میں اپنی پالنے والی نیک دل
مسٹر یو کو شادی کی خبر دونگی۔ تو آخر وہ کسقدر خوش ہوگی؟

ڈیفورڈ: (تعجب آمیز لہجہ میں) یقیناً وہ از بس مسرور ہوگی مگر یاجانی سیگرو
کیا؟ وہ تمہاری دادی نہیں ہے؟

نازنین: اف! ہو میری جلدی میں تم سے اس تمنائی ہوئی خبر کا ذکر کرنا بھول
ہی گئی۔ آج دوپہر کو مسٹر یو نے مجھ سے کہا تھا۔ کہ اے عزیز مریم اب جبکہ میں
عمر رسیدہ ہو کر لب گور پہنچی ہوئی فرشتہ موت کا انتظار کر رہی ہوں تمہیں ایک
راز سے جو تمہارے متعلق ہے۔ آگاہ کرنا ضروری سمجھتی ہوں۔ تم میری پوتی نہیں
ہو۔ بلکہ صرف میری پروردہ ہو۔ پندرہ سال ہوئے۔ تب ایک مرد اور ایک عورت
تمہیں لیکر چلمسفورڈ میں سیر کر آئے۔ ایک دن ہم تینوں کشتی میں بیٹھے ہوئے
دریا کے کنارے کی سیر کر رہے تھے۔ کہ اتفاقاً کشتی الٹکر غرقاب ہو گئی۔ اور ان تینوں
میں صرف تم ایک تھیں۔ جو خدا کے فضل سے بچ رہیں۔ سوائے میرے مرتے
ڈیفورڈ۔ مسٹر یو میری دادی نہیں ہے۔ بلکہ میں ایک یتیم لڑکی ہوں۔

جس لہجہ میں [illegible]

نازنین :۔ مریم بریڈلی!

یہ لفظ سنتے ہی لیڈی ڈینورز نے حیب سے دروازہ کو دھکیلا۔ اور دروازہ فوراً کھل گیا۔ اور لیڈی ڈینورز نے جھپٹ کر لڑکی کو آغوش میں لے لیا۔ اور چلا کر کہا "مریم! مریم!! (ڈینورز سے مخاطب ہو کر) اے کمبخت ظالم اب تو اسی لڑکی کو شیطان کی بھینٹ چڑھانے لگا۔ جو تیرے نطفے سے میرے پیٹ سے پیدا ہوئی ہے"

اسی طلسمی گنبد میں ان الفاظ سے ایک سناٹا سا چھا گیا۔ ڈینورز جو ایک سو پچاس سال سے اپنے آپ کو سب سے بڑا مطمئن انسان تصور کرتا تھا۔ اور جس کے چہرہ پر کبھی نا امیدی کے آثار پیدا نہیں ہوتے تھے۔ ان الفاظ سے اس کا رنگ بھی فق ہو گیا پہلے اسے دخل در معقولات دینے والوں کو سزا دینے کا خیال پیدا ہوا تھا۔ مگر پھر پاک صلیب کا راز بجلی کی تیزی سے اسکے دماغ میں پھر گیا۔ اور وہ اس کمزور انسان کیطرح نا امید ہو کر فرش پر گر پڑا۔ جو قتل گاہ میں پا بزنجیر ہو کر جلاد کی چمکتی ہوئی تلوار کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہے اسوقت پہلی دفعہ اس تاریک کمرے میں ایک عرصہ دراز کے بعد روحانی نور کی چمک ظاہر ہوئی۔

ڈینورز :۔ (نہایت افسوس سے) تقدیر نے اپنی زبردست چوٹ عین موقعہ پر لگائی۔ ایک گنہگار انسان کو اس کے گناہوں کی سزا ملنے کا وقت آ گیا۔ مسز ڈینورز تم مریم کو یہاں سے لے جاؤ!

لیڈی ڈینورز مریم کو ساتھ لیکر کمرے سے باہر جانے کو تھی۔ مگر ڈینورز نے اسے ہاتھ سے پکڑ کر روک دیا۔ اور کہا یہ کام لارڈ لوئیس تمہارے لئے کریگا۔ تم یہیں ٹھہرو۔

لیڈی ڈینورز [illegible] مریم اور لارڈ لوئیس باہر چلے گئے۔

ڈینورز :۔ [illegible] بھی استعمال کر کے [illegible] کچھ نقصان [illegible] [illegible] تو محمدی پاک صلیب [illegible]

لیڈی :۔ (ڈر کر) لارڈ ڈیفورز! کیا سچ مچ اب تمہارا آخری وقت قریب آگیا؟
ان الفاظ کے ساتھ ہی لیڈی ڈیفورز کے بحر دل میں محبت اور ہمدردی کی ایک لہر اٹھی۔ اور اس لہر کے چند قطرے اس کی آنکھوں کی راہ سے نکل کر اس کے رخساروں پر بہنے لگے۔
ڈیفورز :۔ (اس حسرت کے لہجہ میں جسے شکسپیر اور کالیداس کے لفظ بھی ظاہر نہیں کر سکتے) ہاں۔ اسے ڈیفورز! میری مہربان ڈورا۔ اب میرے جہنم رسید ہونے میں صرف ایک گھنٹہ کی مہلت باقی ہے۔ سوچو تو ایک گھنٹہ کس قدر تھوڑا وقت ہے! یاس نے میرے جسم میں آگ پھونک دی ہے۔ اور اسوقت میرے دل میں حسرت و ناامیدی کا اتنا بڑا انبار ہے۔ جو آج تک کسی فانی انسان کے چھوٹے سے دل میں جمع نہیں ہوا۔ میری روح آنیوالے خطرے سے تھرا رہی ہے۔ اور نہیں نہیں روح کے خیال سے ہی خود میرا دماغ چکرا رہا ہے۔ کیونکہ وہ روح ابھی شیطان کے ناپاک دوزخ میں ہمیشہ کے لئے بھینٹ ہو جائیگی۔ اسے اسقدر ناامیدی۔ دوزخ کی آوازیں میرے کان میں آرہی ہیں۔ اور مجھے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چیز میرے دل کو کسی ایسی سمت میں کھینچ رہی ہے۔ جو تفتہ تیز اور آگ سے بھی زیادہ گرم ہے۔
یہ دیکھکر ڈیفورز ٹھٹھر گیا۔ اور چوکنا ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔
ڈیفورز :۔ اسے لو۔ وہ کیا ہے! ڈورا کیا وہ بلائیں جو دیوار اور چھت پکڑی ہوئی میری طرف گھور رہی ہیں۔ تمہیں بھی دکھائی دیتی ہیں؟
لیڈی :۔ نہیں!
ڈیفورز :۔ تو اب میرے بچنے کی امید نہیں۔ شیطان ابھی آتا ہے۔ ڈیفورز کا جسم ٹھنڈا ہو گیا۔ گویا کسی غیبی طاقت نے آکر جکڑ دیا تھا۔
لیڈی :۔ اسکی جان نکلنے کا انتظار۔۔۔
ڈیفورز :۔ ۔۔۔

سے پانچ معصوم لڑکیوں کی روحیں پنجۂ شیطان سے رہائی پائینگی۔اسوقت ایک گنہگار انسان کو اسکے گناہونکی سزا ملیگی۔شائد تمہارا نیک دل اس کی حالت زار پر رحم کریگا۔اور رحم سے اس کی شرارتوں کے لئے معاف کردوگی

ڈینورز:۔"کیا تم نے مجھے معاف کردیا ہے؟"

لیڈی:۔"ہاں مینے معاف کردیا"

ڈینورز:۔"تو اب وہ قصہ سنو جو آجتک کسی زبان نے نہیں کہا۔ اور کسی کان نے نہیں سنا۔ہائے مصیبت کا وہ بے پایاں سمندر ہے جسکو نہ تھا وہے اور نہ انتہا۔میرا ذلیل جسم ہمیشہ کے لئے پھینکا جانے لگا ہے۔وہ سمندر آگ ہے اور اس کی گرمی ابھی سے مجھے محسوس ہونے لگی ہے۔کاش میں پیدا نہ ہوتا اور اس سے اگر میں نے اپنے ناپاک جسم سے اس زمین کو آلودہ کیا تھا۔تو بہتر تھا کہ میں زندہ ہی دفن کردیا جاتا ۔سنہ۱۵۵۳ میں ایک بچہ جسکی قسمت شب تیرہ وتاریک کیطرح سیاہ واقع ہوئی تھی۔پیدا ہوا۔وہ لعنتی لڑکا جب پچیس سال کا جوان ہوا تو اسنے بنی نوع انسان کے دشمن شیطان ملعون سے ایک خوفناک معاہدہ کیا میں اب اس معاہدہ کو بالتفصیل بیان کرکے تمہیں ڈرانا نہیں چاہتا۔اُن شرائط کا لب لباب یہ تھا۔کہ مجھے ڈیڑھ سو سال کی مہلت دیجاتے۔اس میں مجھے دائمی شباب اور روپیہ کثیر حاصل ہوگا۔اور میں جو صورت چاہوں توڑا اختیار کرلوں اور جہاں چاہوں پہنچ جاؤں۔اسکے معاوضہ میں میرا اقرار یہ تھا۔کہ میں شیطان کو چھ باکرہ عورتیں جو مجھے اپنا جسم وروح نذر کردینے کا وعدہ کریں۔بھینٹ دونگا۔اس معاہدہ کی آخری شرط یہ تھی۔کہ اگر میں اس عرصہ ... کہ مجھ سے کچھ سروکار نہوگا۔ورنہ میری روح ... اس سے کچھ اور بھی باتیں ... اطنی حالات معلوم ہوجا ... طاقت

لطف سے ہے۔ جسے دنیا اپنی اصلاح میں نور چشمی اور بیٹی کہتی ہے۔ ابتک میں پانچ
معصوم عورتوں کی روح شیطان کی نذر کر چکا ہوں۔ اور اس کی رسید میں
شیطان نے یہ پانچ سنہری انگوٹھیاں مجھے دی ہیں۔ لو انہیں پاس رکھو۔ جب
میرا خاتمہ ہو جائے۔ اور شیطانی خوفناک طوفان گذر جائے۔ ان سب کو پاک
صلیب سے چھو دینا۔ اور وہ روحیں جو اس طلسم میں (دیوار کی طرف اشارہ
کرکے) قید ہیں۔ شیطان کے پنجہ سے آزاد ہو کر تمہیں دعائیں دیتی ہوئی بہشت
بریں کے عالیشان باغات کو روانہ ہونگی۔ اے ڈورا میں سچ کہتا ہوں۔ کہ اگرچہ
شیطانی عادات میری رگ رگ میں سما گئی تھیں۔ تاہم میں جانتا تھا کہ نیکی کیا
شئے ہے۔ اور بدی کیا؟ جب میں کسی بیگناہ پاک دل لڑکی کی روح شیطان
کے سپرد کرتا تھا۔ تو مجھے سخت صدمہ پہنچتا تھا۔ مگر کیا کرتا مجبور تھا میں اپنی حفاظت
کے لئے ایسا مجبور نہ کرتا تھا۔ مگر میں غلطی پر تھا۔ میں اس دنیا میں آکر اس گناہ
کبیرہ کا مرتکب ہوں۔ جو کسی ناپاک روح یا پلید بھوت سے بھی ممکن نہیں ہیں۔ میں
اپنی زندگی پر ہزار نفرین کہتا ہوں۔ اور اسوقت پر لاکھ لعنت بھیجتا ہوں جب
میں اس دنیا میں آیا۔ ہائے یہ لفظ کسقدر حسرت سے میری زبان سے نکلتے
ہیں۔ کہ اے پاک پروردگار تو مجھ پر بڑا احسان کرتا۔ اگر مجھے اس دنیا میں نہ بھیجتا
اے ڈورا۔ اب آدھی رات [illegible] منٹ باقی ہے۔ اے ہے۔ صرف
[illegible] منٹ [illegible] میری روح قبض کرکے جہنم میں لے جائیگا
دیکھنا یہ لعنتی قالب کسطرح تبدیل ہوتا ہے؟ کسی انسان نے آج تک ایسا
ہولناک نظارہ ان فانی آنکھوں سے نہیں دیکھا۔"

جب بدقسمت ڈینورز یہ کہہ چکا
دریا بہ نکلا۔ گذشتہ ڈیڑھ سو سال
واقع نہیں ہوئی تھی۔
ہے میرز [illegible]

اس میں بھی وہ سوز اور درد اور مایوسی نہیں ہے۔ جو اس وقت ڈینورز کے دل میں تھی۔

جونہی اسنے اپنے پُرحسرت بیان کو ختم کیا۔ اس کی تبدیل ہیئت شروع ہوئی چہرے پر جھُریاں پڑگئیں۔ رخسارے اندر کو پچک گئے۔ بھویں سفید ہوگئیں۔ باتوں نے برفانی رنگ اختیار کیا۔ اور کمر جھُک کر کمان کی مانند ہوگئی۔ غرضیکہ ایک ضعیف العمر بوڑھا ہوگیا۔ جس کی شکل نہایت بھونڈی اور ناتوانی مجسم تھی۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ میز پر گر پڑا۔ اسکا طلسمی کمرہ جو ابتک نہایت منور تھا اور جس کے آتشی حروف اِسے اور بھی روشن کر رہے تھے۔ اب آہستہ آہستہ تاریک ہونے لگا تھوڑی دیر میں ڈینورز معہ تمام اشیاء کے جو کمرے میں تھیں۔ لیڈی ڈینورز کی نظر سے پوشیدہ ہوگیا۔ آتشی حروف بھی غائب ہوگئے۔ اور کمرے میں گھٹا ٹوپ اندھیرا چھا گیا۔ لیڈی ڈینورز کے اوسان شائد خطا ہوجاتے۔ مگر اس نے صلیب کو بوسہ دیا۔ اور اس کے دل میں ایک قسم کی جرأت پیدا ہوگئی۔ اب کمرے میں چیخنے اور چلّانے کی دردناک آوازیں سنائی دینے لگیں جو ایک بڈھے شخص کی گریہ وزاری سے مشابہ تھیں۔ لیڈی ڈینورز سمجھ گئی۔ کہ اسکے خاوند کی روح اب شیطان دشمن بنی نوع انسان کے قبضہ میں ہے۔ وہ خدا کی درگاہ میں اسوقت ڈینورز کی نجات کے لئے دست بدعا ہوئی۔ اتنے میں رونے چلّانے کی آوازیں بند ہوگئیں۔ اور کمرہ میں سنّاٹا ہوگیا۔ لیڈی ڈینورز کو اب ڈینورز کی ہدایت انگوٹھیوں کے متعلق یاد آگئی۔ اور اس نے صلیب سے انگوٹھیوں کو چھو دیا۔ اسیوقت تاریکی کم ہونی شروع ہوئی۔ اور آہستہ آہستہ [illegible] میں ایک [illegible] سا دل پیدا ہوگیا جسمیں [illegible] نور [illegible] رہتی میٹھی [illegible]

[illegible] سے [illegible]

اب ہم لوئیس۔ لیڈی ڈینورز اور اس کی لڑکی مریم کو قلعہ کاربسرگ کی طرف پاپیادہ جاتے دیکھتے ہیں۔ لوئیس نے اپنے بزرگوں کی قسم پوری کی۔ وہ بشاش تھا مگر لیڈی ڈینورز کا چہرہ مرجھایا ہوا تھا۔ کیونکہ بار بار اسکی آنکھوں کے سامنے گذشتہ ہولناک نظارے آتے تھے۔ اسنے گھر جاکر اپنے شوہر سر پرسی۔ ڈینورز سے ڈینورز کی مفصل سرگذشت کہی۔ جسے سُنکر اس نے مریم کو گلے لگالیا۔ اور کہا کہ "ہماری کوئی اولاد نہ تھی۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ اس نے ہمیں بھی اس نعمت سے سرفراز فرمایا۔ مریم میری بیٹی ہے۔

سر پرسی ڈینورز اور اسکی بیوی ڈورا بڑے امن سے زندگی بسر کرتے تھے مگر کبھی کبھی ایک سوال ڈورا کے دلمیں پیدا ہوکر اسے بیچین کردیا کرتا تھا۔

وہ سوال یہ تھا۔ "خدا جانے اسکا کیا حشر ہوا"

اس سے اس کی مراد ڈینورز تھی۔

تمام شد

عجیب کتب

آئینہ رسائن:- اس میں سونا - چاندی بنانے کا حال اور سادھوؤں کے دھوکہ اور ایک بیوہ کا دردناک نظارہ درج ہے - قیمت چھ آنہ (۶)

آئینہ حیات:- اس کتاب میں سر سے پاؤں تک کی بیماریاں اور اُن کے اکسیر اعظم نسخے درج کئے گئے ہیں - مثلاً سوزاک اور جریان وغیرہ قیمت صرف چار آنہ - (۴)

کامل حکیم یا وید:- جس میں تمام ادویہ عرق و شربت سے لیکر گولی اور حب شافہ وغیرہ کی یونانی تمام ادویہ اور ویدک تمام نسخہ جات - تشریح مرض و علاج وغیرہ درج ہے - اس کو یونانی - ویدک - دوائی سازی کے تحت ناخوا گیا ہے - یہ کتاب ہر وقت پاس رکھنا چاہئے

قیمت صرف چودہ آنہ - (۱۴)

تریاق اعظم:- زہریلے جانوروں کا علاج بھی درج ہے - قیمت چھ آنہ - (۶)

پاکٹ فارمہ کوپیا اُردو و انگریزی

قیمت مجلد صرف چار آنہ - (۴)

دارالشفا اُردو:- بہت سے لوگ نظم دارالشفار کو پسند نہیں کرتے تھے کیونکہ پنجابی عام لوگ نہیں سمجھ سکتے تھے - اس لئے ہم نے دارالشفار کو اُردو سلیس زبان میں تیار کیا ہے - قیمت صرف چھ آنہ - (۶)

قانون گنجفہ:- اس میں مختلف کھیل جنکو نواب راجہ وغیرہ کھیلا کرتے ہیں - ان تمام کھیلوں کو شائقین کی خوش طبعی کے لئے اعلا طریق پر لکھا گیا ہے - قیمت :

رسو !

جواہرات کا خزانہ

طب کا نچوڑ یا جوہر طب یا حکمت کا لب لباب اگر آپ کو کوزہ میں دریا اور آبخورہ میں سمندر بھرا ہوا دیکھنا منظور ہے تو آپ اس کتاب کو منگا کر دیکھئے۔ گرچہ یہ بڑی کتاب نہیں ہے۔ مگر باوجود اس کے کسقدر مصالحہ اس کے اندر موجود ہے۔ تمام طبی اصول و معاملات [illegible] حفظان صحت۔ مرض کسطرح پیدا ہوتا ہے۔ علامات۔ اسباب اور نتائج علاج یونانی [illegible] اعضاء کی تشریح [illegible] اور کیسی غذا کھانی [illegible] مرض کیونکر پیدا ہو سکتی [illegible]

علاج بھی اس میں درج کئے گئے ہیں۔ اور ہر قسم کے پھوڑہ پھنسی کی شکلیں بھی دکھلائی گئی ہیں

قیمت مجلد صرف بارہ آنہ۔ (۱۲/)

مخزن حکمت یا مفردات الادویہ اس کتاب میں یونانی یعنی دیسی طب کی تمام ادویات کے ہر زبان میں ردیف [illegible] بہ ترتیب حروف تہجی نام دیکر انکی ماہیت و شکل و رنگت۔ وضع۔ ذائقہ۔ طبیعت۔ بدل تفصیل وار اور طبی افعال و خواص نہایت ہی مشرح اور عام فہم عبارت میں بیان کیا گیا ہے۔ دوا کا نام خواہ کسی زبان میں کیوں نہو۔ فوراً حرف ردیف کے دیکھنے سے دوا کی پوری کیفیت اور [illegible] کا نام معلوم ہو سکتا ہے۔ مفید [illegible]

[illegible] ایک روپیہ [illegible]

[illegible] مجلد [illegible]